الله یجتبی الیه من یشاء ویهدی الیه من ینیب

خدای برحق وخالق مطلق کا بے انتہا شکر و احسان ہے کہ کتاب مستطاب مسمی بہ



منقذ العرفان ترجمہ تکمیل الایمان

مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جسکو علامہ زمان مولانا حکیم [illegible]

اردو زبان میں ترجمہ کیا اور اس میں حواشی تحقیق و تشریح کے زیور سے مزین فرمایا

در مطبع خادم الاسلام واقع [illegible]

ھٰذا بیان للناس وھدی وموعظۃ للمتقین

جملہ حقوق بذریعہ

خدائے برحق وخالق مطلق کا بے انتہا شکر واحسان کہ کتاب مستطاب مسمّی بہ



منتہی العرفان ترجمۂ تکمیل الایمان

مصنفہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جسکو علامۂ زمان ... حکیم ... بخش صاحب ...

اردو زبان مین ترجمہ کیا اور اس متن کو حواشی متین وشرح مبین سے مزین فرمایا

رجسٹری محفوظ ہین

در مطبع خادم الاسلام باہتمام محمود میرزا خان کے طبع ہوئی



بسم اللہ الرحمن الرحیم ؀

ہزار ہزار احسان اوس واجب الوجود کا جسنے تمام مخلوقات کو عدم سے بحکم کُن موجود فرمایا لاکھ لاکھ شکر اوس معبود کا جسنے ولقد کرمنا بنی آدم[1] کا تاج آدمی کے سر پر پہنایا اُوسکی ہدایت کے واسطے کتابین اور رسول بھیجے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین[2] کا خلعت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا اعانت دین کے لئے لقد رضی اللہ عن المومنین[3] کے خطاب سے خلفائے راشدین واصحاب کاملین کو معزز کیا اور پیشوائے اُمت بنایا۔

ابیات

بر نبی وآل واصحابش سلام		تا قیامت صد درود وصد سلام	
شافع روز جزا ہے اونکی ذات		امتِ عاصی کی ہے اُن سے نجات	

برادران اسلام کی خدمات مین بعد اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ معروض ہے کہ آدمی دو چیز و یعنے بدن اور روح سے مرکب ہے بدن مین جو امراض۔

[1] یہ آیۃ سورہ بنی اسرائیل مین ہے اور بیشک بزرگی دی ہمنے آدم کی اولاد کو [2] اور لیکن رسول اللہ کا ہے اور ختم کرنے والا نبوت کا یا مہر نبوت کے دفتر کے کہ آخر مین ہوتی ہے یہ آیت سورہ احزاب مین ہے [3] یہ آیت سورہ فتح مین ہے اور اوسکے آگے یہ ہے یعنے بے شک اللہ راضی ہوا مومنون سے جب اُونون نے بیعت کی درخت کے نیچے اور اُونمین مشہور دس کے نام ہین حضرت ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان ذوالنورین علی مرتضی۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعید۔ سعد۔ عبدالرحمن۔ ابوعبیدہ الامین رضی اللہ عنہم اجمعین۔ انکو عشرہ مبشرہ کہتے ہین اور اول کے چارون حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاریار کہلاتے ہین اور یہ بیعت بمقام حدیبیہ کیکر کے درخت کے تلے قریش سے لڑنے کے باب مین کی تھی تمام قصہ اسکا انشاء اللہ تعالے آگے آویگا۔ اس آیت کی تفاسیر مین لکھا ہے ایک ہزار پانسو بیس صحابی اس بیعت مین شریک تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سبکو جنتی

کفیات واخلاط کی زیادتی اور کمی سے پیدا ہوتی ہین اونکے معالجے اور صحت بدن کی قایم رہنے
کی تدبیرون کی جاننے کو علم ابدان اور علم طب کہتے ہین اور اس علم کی ہر فن کی کتابین ہر زبان مین
بہت ہین۔ اور روحکی بیماریون کی معالجات اور اوسکی صحت کی قیام کی وجوہات کے معلوم کرنے
کو علم دین اور علم اخلاق کہتے ہین اور اخلاق حسنہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چلن ہے جس
کا نام شریعت مصطفویہ وطریقہ دین اسلام ہے اللہ تعالے نے فرمایا وانک لعلی خلق عظیم جیسے
بدن کے امراض مین سے بعضے مہلک ہین بعضے لاعلاج بعضے علاج پذیر بعضے مرض بعضے عرض
اسیطرح روح کی بیماریون مین بھی بعضے مہلک ہین جیسے کفر وشرک باللہ کہ ہمیشہ کا عذاب
اور خبث سے محرومی انکی سزا ہے کہ موت سے بھی بدتر ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک به و
یغفر ما دون ذلک لمن یشاء انه من یشرک بالله فقد حرم الله علیه الجنة بعضے لاعلاج ہین جیسے
جہل مرکب بعضے علاج پذیر ہین جیسے اور گناہ بعضے اصل مرض ہین جیسے عقاید بد بعضے عرض
ہین جیسے برے عقاید کے سبب سے برے عمل ظہور مین آتے ہین اور جس طرح بدن کے مرضون
کے واسطے مسہل معالجہ عام ہے کہ مرض کے مادہ کو بدن سے نکال کر بدن کو دہو دیتا
ہے اسیطرح روح کی بیماریون کے ہر مادے کی صاف کرنے والی اور روح کی پاک کرنے والی
توبہ سچی ہے اللہ تعالے نے فرمایا یا ایہا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبة نصوحا عسے

کیفیتین چار ہین گرمی سردی خشکی تری صرف اونکی زیادتی وکمی سے جو مرض پیدا ہوتے ہین اونکو سادج کہتے ہین اور اخلاط بھی چار ہین خون گرم
تر ہے صفرا گرم خشک بلغم سرد تر سودا سرد خشک انکی زیادتی وکمی سے جو مرض پیدا ہوتے ہین وہ مادی کہلاتے ہین ۲ اخلاق
فاضلہ وحسنہ یعنے اچھی برتاؤ وہ حد معتدل شرعی پر چلنے سے حاصل ہوتی ہے اونکی ضد اخلاق ذمیمہ ورذیلہ یعنے برے چلن اور وہ حد
اعتدال شرعی کے افراط وتفریط سے پیدا ہوتی ہین مثلاً مال خرچ کرنے کا درمیان توسط سخاوت ہے زیادتی اوسکی تبذیر اور کمی اوسکی بخل
تقتیر ہے یہ دونون مذموم ہین اللہ تعالے نے سورہ بنی اسرائیل مین فرمایا لا تجعل یدک مغلولة الی عنقک ولا تبسطها کل البسط۔ اے نبی
نہ لٹکا اپنے ہاتھ کو گردن مین اور نہ کہول اوسکو بالکل ایساہی بدن کی طاقت کو اوسکے موقع پر اعتدال کے ساتھ خرچ کرنے کا نام شجاعت ہے
غیر موقع اور زیادتی اوسکی تہور کمی اوسکے نامردی ہے یہ دونون بھی برے ہین جب ہر چیز مین اعتدال بہتر ہے تو اعتقاد مین بھی ہے
کہ خدا تعالے کو سب سے بڑا اور سب کا خالق قدیم جانے اور رسولون کو اوسکے بندے اور پیغمبر اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
سب پیغمبرون سے افضل سمجھے پس اگر کسی پیغمبر کو خدا تعالے کی برابر یا اوسکی خدائی مین شریک یا اوسکا بیٹا یا بہائی سمجھیگا تو کافر ہو جاویگا اور
اور پیغمبرون کو عوام کے برابر مرتبہ مین جانے یا اونکی پیغمبری مین شک کرے تو بھی کافر ہوجاوے غرض جسکے جو مرتبہ شرع شریف مین مقرر ہین
اونین اپنی طرف سے کمی زیادتی نہ کرے اور سب کو برابر ہی نہ سمجھے صحیح کر فرق مراتب نکنی زندیقی ۳ یہ آیت سورہ نون مین ہے بے
شک تو بڑے خلق پر ہے ۴ مرض جو اخلاط وکیفیات کی زیادتی وکمی سے بدن مین پیدا ہو جیسے بخار یا تفرق اتصال سے جیسے زخم عرض جو
کسی مرض کے سبب سے ہو جیسے درد سر بخار کے سبب سے اور درد ورم کے سبب سے ۵ یہ آیت سورہ نساء مین ہے بیشک اللہ تعالے نہین

ربکم ان یکفر عنکم سیئاتکم اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اور جس طرح بدن کی صحت کہانے پینے حرکت سکون وغیرہ مین پرہیز کئی بغیر قایم نہین رہ سکتے اور بے پرہیز دوا بھی مرض کو کامل فائدہ نہین کرتے اسی طرح روح کی صحت بھی منہیات شرعی سے پرہیز کئی بغیر قیام نہین کر سکتے اور نہ بیماریان گناہ کی دفع ہو سکین اسی لئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ پرہیز کو لباس بنا کر پہن لو کہ تمہارا ایک رونگٹا بھی پرہیز کے لباس سے باہر نہ رہے ولباس التقوی ذلک خیر اور دو جز انسانی مین سے بدن فانی ہے اور روح باقی غیر فانی اس لئے روح کی بیماریان بدن کی بیماریون سے بہت سخت ہین کیونکہ بدن کے فنا ہوتے ہی فوراً سب بیماریان اس کی جاتی رہتی ہین اور جو امراض روح کو لگ جاتے ہین۔ اور روح اُن کو یہان سے کمالا اپنے ساتھ لی جاتی ہے وہ اُس مین سے کب زایل ہو سکتے ہین۔ لہذا آدمی کو روح کی بیماریون کا بدن کے امراض سے بہت ہی زیادہ فکر کرنا چاہئے۔ اور اُن کے معالجے اور روح کے باب مین بہت ہی کوشش کرنی چاہئے۔ سو روح کے مرض دو طرح کے ہین ایک وہ کہ روح کی ہلاکی یعنے عذاب دائمی کا سبب ہون جیسے عقائد فاسدہ کہ کفر و شرک وارتداد والحاد کا باعث ہوتے ہین اور سزا ان کی عذاب ہمیشگی کا ہے دوسرے وہ کہ روح کی عزت کو گھٹاوین۔ اور اوسکو ترقی مدارج سے باز رکھین جیسے عبادات اور اعمال صالحہ مین سستی اور معاملات مین کجی بس قسم اول کا معالجہ عقائد کی درستی ہے۔

سلہ یہ آیۃ سورہ تحریم مین ہے اے ایمان والو توبہ کرو طرف اللہ کے توبہ سچی قریب ہے کہ رب تمہارا بخشدے تمہارے گناہ توبہ کے معنے گناہ سے باز آنا اور اللہ تعالے کی طرف رجوع کرنا اور اوسکی تین شرطین ہین اول جس گناہ سے توبہ کرے اوسکی برائی دل مین ہو اور پچھلے کئے پر ندامت ہو دوسرے آیندہ کو اُس کام کے ترک کرنے کا قصد مصمم دل مین ہو تیسرے اُسی وقت ترک کردے اور اوسکے اسباب و سامان کو بالکل مٹا دے اور سچی یہ ہے کہ پھر وہ گناہ نہ کرے بیت سبحہ در کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گناہ معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما ۱۲ سلہ توبہ کرنے والا گناہ سے اُس شخص کے مانند ہوتا ہے کہ جسنے ایک گناہ بھی نہین کیا یہ حدیث ابن ماجہ اور بیہقی نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے سلہ یہ آیت سورہ اعراف مین ہے اور لباس پرہیزگارون کا بہتر لباس ظاہری سے کہ اس سے بدن کی عزت ہے دنیا مین اور بچاو گرمی اور جاڑے سے اور اس سے روحکی عزت ہے آخرت مین اور بچاو دوزخکی آگ سے سلہ منتخب مین ہے کہ کفر کافر ہونا ہے یعنی ناشکری کرنی اور شرک برابر ہونا اور اعتقاد مین کسیکو خدا کے برابر کرنا ارتداد الٹے پھرنا اور اسلام سے پھر جانا اور الحاد مجادلہ کرنا اور دین سے پھر جانا سلہ احکام شرعی دو قسم پر ہین ایک وہ کہ اعتقاد کے ساتھ متعلق ہین اونکو اعتقادیہ اور علمیہ کہتے ہین اور اونکی علم کو علم توحید اور صفات بولتے ہین اور اونکی ثبوت و دلائل کے بیان کا نام علم کلام ہے دوسرے وہ کہ کیفیت عمل کے ساتھ متعلق ہین اونکو فرعیہ و عملیہ کہتے

دوسرے بیان کو علم عقائد کہتے ہین اور دوسری قسم کا علاج عبادات اور معاملات کا سنوارنا ہے جسکا بیان علم فقہہ مین بسط وکشاد کے ساتھ موجود ہے اور اصل اِن سب کی قرآن اور حدیث ہے علم فقہہ کی کتابین بھی ہر زبان مین بے شمار ہین اور علم عقاید کی کتابین بھی ہر زبان مین بہت ہین لیکن اُردو زبان مین ایسا رسالہ کہ عام فہم اور مختصر ہو اور اکثر مسائل کا جامع ہو اب تک نظر نہین آیا اِس لئے اِس ہیچمدان عاصی رحیم بخش دہلوی نبیرۂ جناب ملائک مآب حضرت شیخ نور محمد تھا نیسرے قدس اللہ سرہ نے چاہا کہ ایک رسالہ مختصر بصفات مذکورۃ الصدر محض بہ نیت فائدہ برادران اسلامی اُردو خوانان وبہ امید ثواب اُخروی قلم مین لاوے کہ یکایک اِس بے بضاعت کے دل مین مثل الہام ٹپکا کہ اگر کتاب مستطاب[1] مستغنے عن البیان مسمّی بہ تکمیل الایمان وتصدیق الایقان حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ کیا جاوے انشاء اللہ تعالے ایسا ہی مفید ہووے بنا بران اِس ناقابل ہیچ میرز نے صرف اللہ تعالے پر توکل کرکے رسالہ موصوف الذکر کا ترجمہ ان شرائط سے شروع کیا اول اُردو[2] زبان عام فہم بے تکلف ہو کہ ہر شخص کی سمجھ مین بلا تکلیف آوے دوسرے محاورہ اُردو کے درستی ترجمہ لفظی کے لحاظ پر مقدم رہے تیسرے متن عربی بجنسہ معہ ترجمہ نقل کیا جاوے چوتھی شرح کی عبارت مین جہان طوالت ہو حتے المقدور ترجمہ مین اختصار ہو بشرطیکہ کوئی مضمون اُوس کا ہاتھ سے نہ جاوے پانچوین جہان۔

سلہ غیاث اللغات مین منتخب اللغات وکشف اللغات سے نقل کیا ہے کہ مستطاب میم کے پیش سے خوش اور پاک اور مفعول کا صیغہ ہے استطابت اِس کا مصدر ہے اور مادہ اوسکا طیب ہے سلہ پہلے اِس ملک کی زبان بالکل ہندی تھی اِس کا نام اسوقت بھاکا تھا یعنے اصل بولی جب اہل اسلام کی عملداریان ہوئین اور اہل پارس یہان آئے تو فارسی زبان کے لفظ اونھون نے اس مین ڈالی اور اُس زبان کا لقب ریختہ ہوا پھر شاہ جہان بادشاہ کی عہد مین جو ان کے لشکر کے بازارین کہ اوسکا نام اُردو ہے سلے تھا ترکستان عربستان فارس وغیرہ ہر ملک کے آدمی آپس مین ملے اور سب کی بولیان ملکر ایک نئی زبان بن گئی جوسکا نام اُردو ہوا لیکن اوسوقت یہ بولی ایسی کھائی کی مانند تھی جسکو ناواقف اشخاص انواع اشیا سے طیار کرتے مگر واقفی آہین تصرف کرین اور ہر ایک چیز کو اعتدال کیساتھ ڈالین تو اوسین وہی لذت وکیفیت پیدا ہوگئی پس جب اِس زبان مین اچھے لوگون نے تصرف کیا اور اونہین نے الفاظ ثقیل اور کریہ جیسے [illegible] نک وشتی وغیرہ الفاظ جو اگلے شاعر باندھتے تھے سب متروک ہوگئے نہایت عالی درجہ کی فصاحت اسمین پیدا ہوئے اور یہ زمانہ اس بولی کے شباب کا غدر سے پہلے تک تھا بعد غدر کے تمام جہان کا غدر سمٹ کر اِس بولی مین آ گیا ہزار ہا لفظ انگریزی زبان کے جو سختی اور کرختگی مین مثل تھے اِس مین داخل ہوئے اور دن بدن بگڑتی جاتی ہے کلمۂ فصیح وہ ہے جسکے حرفون کا تلفظ زبان پہ گران نہ آوے اور وحشی وغیر متعارف نہو اور کلام فصیح وہ ہے کہ قواعد نحوی مین درست ہو اور سننے کا سمجھنا اس سے آسان ہو اور ایسی ترکیب سے مرکب نہو کہ تلفظ گران ہو جاوے گو ہر کلمہ بجائے خود فصیح ہو اور ضعف تالیف وتعقید وتنافر سے پاک ہو اور فصاحت ہر زبان اور ہر زمانہ مین جدا جدا اعتبار سے ہوتی ہے ۱۲

دوسرے

شرح کی عبارت ایسی مختصر ہو کہ تصریح کی حاجت ہو تو وہان توضیح مطلب کے لئے کچھ
بڑہائے جاوین چھٹے اِس ترجمہ مین آیات کلام مجید اور احادیث نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
جہان آوین اِن کا ترجمہ معہ بعض فوائد حاشیہ پر ثبت کیا جاوے اور ترجمہ کے ساتھ آیت کا شان
اور حدیث کی تشریح بھی لکھے جاوے اور لغات اور اصطلاحات کے معنے بھی قلم مین آوین کہ ترجمہ
مین طوالت نہو اور تفہیم مطالب مین قصور نہ رہے ساتوین اگر متن مین کسی آیت یا حدیث کا
نشان دیا ہو تو وہ بجنسہ معہ ترجمہ حاشیہ پر تحریر ہو اگر حاشیہ پر اُس کی گنجایش نہو وے
تو اُس کا اختصار یا ایک ٹکڑا جو مطلب کو کافی ہو درج کیا جاوے آٹھوین اگر متن مین کسی آیت
یا حدیث کا ٹکڑا لکھا ہو تو وہ بشرط گنجایش حاشیہ پر پوری یا باقی درج کی جاوے اگر ضروری سمجھی
جاوے نوین اگر متن مین کوئی مضمون قصہ طلب ہو یا دلیل کا محتاج ہو تو قصہ اور دلیل اوسکے
حاشیہ پر مذکور ہو دسوین اشعار فارسی و عربی کو برقرار رکھا جاوے اور اِن کا ترجمہ اُردو نظم
مین اُن کے آگے بھی لکھا جاوے اب پورا کرنا اور خلقت کو فائدہ پہونچانا قبول کرنا اور ثواب
عطا فرمانا یہ سب اللہ تعالے ہی کے کام ہین اُن کے اُمید سوائے اُسکی ذات پاک کی
کسی سے نہین ہے اس کتاب مین اگر کہین بھول چوک ہو تو قابل عفو ہے کہ بشر ہر
وقت خطاوار ہے اور اس خطاوار کو اپنے قصور پر اقرار ہے نام اس رسالہ کا۔
منفد الایمان ترجمہ تکمیل الایمان ہے یہ نام تاریخی ہے اور اُسکا ایک لقب تاریخی
روح الرضوان ہے دوسرا **قالع الطغیان** تیسرا فرکی حجت **ضمیر الانسان**

مخفی نہ رہے کہ تاریخ کے معنے لکھے ہین کسی چیز کا وقت پیدا کرنا اور مورخین کی اصطلاح مین کسی بڑی واقع کی وقت مقررہ و متعین سے کہ اوس سے تاریخ کی ابتدا کی جاوے جیسے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا وقت کہ اوس سے سنہ ہجری گنے جاتے ہین یا عیسے علیہ السلام کے تولد کا زمانہ کہ سنہ عیسوی اُس سے شروع ہوئے ہین یا ہر بادشاہ کے تخت پر بیٹھنے کا عہد کہ اوسکے سنہ جلوس کا اوسی ہنگام سے آغاز ہوتا ہے کبھی دوسری واقع کے وقت تک کی تعداد کو تاریخ کہتے ہین جیسے کسی بزرگ یا بادشاہ کا تولد یا جلوس یا وفات کا زمانہ یا کسی کتاب کی تصنیف کرنے کی تعداد کو کبھی حرف لفظون مین لکھ دیتے ہین خواہ نظم مین خواہ نثر مین اور کبھی اس تعداد کے لفظون کی جگہ ایسا کلمہ یا جملہ یا مصرعہ نظم کرتے ہین کہ اوسکا مضمون اوس واقع پر دلالت کرتا ہو اور اوسکے عدد ابجد کے حساب سے اوس وقت کی سنہ کی تعداد کے برابر ہون اور ابجد ان آٹھ لفظون کا نام ہے کہ انمین اٹھائیس حروف جو زبان عربی مین مستعمل ہین باہم ملا کے جمع کئے ہین۔ ابجد۔ ہوز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفص۔ قرشت۔ ثخذ۔ ضظغ۔ اور عدد ان حروف کے یون مقرر کئے ہین کہ الف کا ایک بے کے دو اسطرح ہر حرف کیلیے ایک ایک عدد بڑھاتے گئے یہانتک کہ یے کے دس ہوئے پھر ہر حرف کیواسطے دس دس بڑھائے کہ قاف کے سو ہوئے پھر ہر ایک کیلئے سو سو بڑھائے کہ غین کے ہزار ہوئے اور اس حساب کا نام جمل ہے جیم پیش اور میم کی تشدید سے کسی نے اوسکو دو بیتون مین درج کیا ہے قطعہ یگان شمار ز ابجد حروف تا حطی۔ ولیک از

وقطعہ دفع امراض وہم جان پانچوان معتقدات مومنان اہل دین چھٹا
مسلم الثبوت دیدۂ یقین اور ایک قطعہ تاریخ یہہ ہے۔

بفضل خدا مجھ سے نادان نے	لکھا جبکہ اس شان کا ترجمہ	
خرد نے کہا اس کی تاریخ لکھہ	کہ تکمیل الایمان کا ترجمہ ۱۳۰۲	

وصلے اللہ تعالے علی خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتہ وھو ارحم الراحمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علے سید المرسلین وامام المتقین وخاتم النبیین وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین بعد اس کے کہتا ہے فقیر حقیر اضعف عباد اللہ القوی الباری عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری کہ نام اس رسالہ کا تکمیل الایمان وتصدیق الایقان ہے اور اس مین عقاید دین اسلام کا موافق طریقہ اہل سنت والجماعت کے بیان ہے مشتمل ہے فوائد شریف ومعانی لطیف پر مطالب کے تقریر مین ایسی وضاحت اور کلام مین وہ فصاحت ہے کہ خدا چاہے تو دلون مین کارگر ہو اور نور یقین کا زیادہ کرے لکھا ہے مینے اوسکو ہر مومن طالب اور طالب صادق کے واسطے اور اس مین مذہب حق اور قول صحیح کے بیان پر اقتصار کیا مذاہب واقوال باطلہ کے ذکر سے اجتناب کیا بحث وجدال وقیل وقال کا رستہ نچلا دلائل کلامیہ سے وتدقیقات فلسفیہ کے میدان مین قدم نہ رکھا کہ طالب کو ورطہ حیرت وتذبذب مین نہ ڈالے اور وصول مقصد وحصول مطلب سے باز نرکھے انہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ؁

اور درود واللہ تعالے کا اوسپر کہ اوسکا تمام خلقت سے افضل ہے اور نام اوسکا محمد ہے اور اوسکے تمام آل اور اصحاب پر اللہ تعالے کی رحمت کے سبب سے کہ وہ سب رحم کرنے والون کا رحم کرنے والا ہے۔ اور سب تعریفین اللہ تعالے کو شایان ہین کہ پالنے والا جہانون کا ہے۔ اور درود وسلام پیغمبرون کے سردار اور متقیون کے امام اور رسولون کے ختم کرنے والے حضرت محمد مصطفے پر اور اونکی تمام اولاد اور صحبت مین رہنے والون اور اونکی پیروی کرنے والون پر ۱۲ ؁ علم کلام وہ ہے جسمین علم عقائد کی دلیلین مذکور ہین ۳ ؁ علوم فلسفیہ جیسے منطق وہندسہ وغیرہ انہین علوم کی باریک دلائل سے اس کلام نے مذہب فلسفہ کا رد کیا ہے لہٰذا منتخب ہین ہے کہ تذبذب اور ذال نقطہ دار دو نون کے زبر اور بے کے سکون اور دوسرے ذال نقطہ والی کے پیش سے ذو دولہ اور متردد ہونا اور ہنا ایسی چیز کا جو ہوا مین لٹکی ہو ۵ ؁ بیشک اللہ تعالی توفیق دینے والا ہے

حقائق الاشیاء ثابتة حقیقتین چیزون کی ثابت ہین مدار کل عقاید واحکام کا اسی عقیدہ[1]
ہے کہ نفس الامر مین ہر چیز کے واسطے ایک حقیقت ثابت اور واقع ہے علاوہ علم واعتقاد
نرا وہم خیال اور تابع کسی کے علم واعتقاد کے نہین ہے یعنے پانی حقیقت مین پانی ہی ہے اور
آگ آگ ہے نہ یہہ کہ آگ کو پانی اعتقاد کرین تو پانی ہو جاوے اور پانی کو آگ تصور کرین تو آگ
بن جاوے گرم کو سرد جانین تو سرد ہوجاوے سرد کو گرم کہین تو گرم بن جاوے جس فرقہ
کا یہ اعتقاد ہے اوسکو سوفسطائی کہتے ہین اور یہ کلام عقل وشرع کے حکم سے بالکل بیہودہ
وباطل ہے کوئی عاقل ہرگز نہین کہنے کا کہ حقیقت پانی اور آگ کی فقط وہم وخیال ہے اور
اور جو ہے بھی تو صرف اعتقاد کے تابع ہے۔ اور ایک گروہ اس فرقہ کا ہر چیز مین شک کرتے
ہین کہ ہے یا نہین یہانتک کہ شک مین بھی شک کرتے ہین یہ کلام بھی نہایت نامعقول ہے
اور اُن کے ساتھ بحث ومناظرہ بھی بیفائدہ ہے سزا ان کی یہ ہے کہ جلائے جاوین اگر آگ
کی حقیقت اور اُس کے گرمی کا اقرار کرین ملزم ہوئے اور جو جلکر خاک ہوجاوین و ھو
فہو المراد والعالم حادث اور عالم حادث ہے یعنے اللہ تعالے کی ذات اور صفات کے سوا
جو کچھ ہے سب بنا ہوا اور عدم سے وجود مین آیا ہے قدیم نہین دلیل اس کی نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی حدیث ہے کان اللہ ولم یکن معہ شیء یعنے ازل مین خدا ہی تھا اور نہ تھی اُسکے
ساتھ کوئی چیز اور دوسری یہ دلیل ہے کہ عالم متغیر اور محل حوادث ہے اور جو چیز ایسی ہوتی ہے

---

[1] سب مسلمانون کو چاہیئے کہ یہ عقاید یاد کرین اور اپنی اولاد مین سے ہر لڑکی اور لڑکے کو یاد کرا دین کہ ہر شخص پر بالغ ہوتے ہی ایمان فرض ہوجاتا ہے اور ایمان بغیر درستی عقاید کے صحیح نہین ہوتا اگر چہ یعنے طوطے کے طرح سے صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یاد کر لینا اور سمجھنے ایمان کے بچانے کو کافی نہین ہے۔ اسواسطے کہ اسقدر تو نرا حیوان بے عقل بھی یاد کر سکتا ہے۔ اور ایمان عقل سے تعلق رکھتا ہے اسی لئے حیوانات بے عقل کو تکلیف ایمان کی نہین دی گئی اور چھوٹے بچون کو کہ اُن کی عقل ابھی پختہ نہین ہوئی ہی ایمان کا حکم نہین کیا گیا بس اس سے ظاہر ہوا کہ ایمان مین عقل کا کام ضرور ہے سو وہ یہہ ہے کہ توحید اور ایمان مجمل یا مفصل کے معنے سمجھے اور دل مین اُن کی تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے اور تمامی عقائید مذہب اہل سنت وجماعت کو دل مین جانتا ہو ۱۲

[2] یعنے اللہ تعالے نے ہر چیز مین ایک کیفیت یا خاصیت رکھدی ہے پس یہہ خواص اُنہین موجود ہین [3] غیاث اللغات مین لطائف و برہان سے نقل کیا ہے کہ سوفسطائی بالضم ایک قوم ہے حکمائے باطلہ سے کہ حقایق کی نفی کرتے ہیں اور اُن کی تین قسمین ہین عنادیہ عندیہ لا ادریہ عنادیہ اشیاء کی حقیقتون کے منکر ہین عندیہ کہتے ہین کہ ہر چیز اعتقاد کے تابع ہے اور عالم تمام وہم خیال ہے جبکہ قدیم اعتقاد کرین وہ قدیم ہے جب حادث مانین وہ حادث ہے جیسے جوہر جانین جوہر ہے جیسے عرض کہین عرض ہے لا ادریہ ثبوت اور نفی کے منکر ہین

[4] اس فرقہ کا نام لا ادریہ ہے [5] امام نجم الدین عمر نسفی کے عقاید کی شرح جو ملا سعد الدین تفتازانی نے لکھی ہے اُس مین عالم کے یہ معنے لکھے ہین کہ عالم وہ ہے کہ جس سے صانع پہچانا جاوے چنانچہ عالم اجسام وعالم اعراض وعالم نباتات وعالم حیوانات وغیرہ اور آسمان و زمین اور جو اُن مین ہے اور جو اُن پر ہے سب محدث ہین اور اُنکا صانع اللہ تعالے ہے اور یہہ رد ہے فلاسفہ کے مذہب کا کہ آسمانون

وہ فنا ... ہوتی اور جو قدیم ہوتی ہے وہ متغیر نہین ہوتی اور ہمیشہ ایک ہی طرح پر رہتی ہے اور
وہ ... تعالیٰ کی ذات و صفات ہین کہ تغیر و تبدیل کو ان مین ذرہ بہی دخل نہین ہے بتعالی
عظم برہانہ وھو قابل للفناء وہ عالم فنا کے لایق ہے یعنے بعد پیدا ہونے کے ہلاک
... ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کل شیٔ ھالک الا وجہہ پس ملائکہ و بہشت
دوزخ وغیرہ جن کے دوام باقی رہنے کی خبر حدیث شریف مین آئی ہے تہوڑی دیر
کو وہ بہی فانی ہونگی اور بعد اس کے ہمیشہ باقی رہینگی اور کبہی فنا نہون گی وله صانع
اور عالم کا ایک بنانے والا ہے یعنے پروردگار کہ اسکو عدم سے وجود مین لایا ہے کیونکہ
عالم حادث ہے اور حادث کے معنے یہ ہین کہ پہلے نہ تہا بعد اس کے بن گیا اور جو چیز
ایسی ہو اس کے واسطے ایک شخص ایسا ضرور چاہیئے کہ اسکو عدم سے وجود مین
لایا ہو کسلئے کہ اگر بغیر بنائے کسی کے خود بخود ہوتا تو ہمیشہ سے ہوتا اور جب ہمیشہ
سے نہین ہے تو آپ ہی آپ بہی نہین ہے بلکہ دوسرے کا بنایا ہوا ہے پس ایسے عالم کے
لئے ایک صانع ضرور ہے قدیم ہمیشہ سے ہے یعنے پروردگار عالم چاہیے کہ قدیم
ہووے اور جو قدیم نہین وہ حادث ہے اور جو حادث ہے وہ عالم مین سے ہے نہ پروردگار
عالم واجب الوجود یعنے وجود اس کا اس کی ذات سے ہے نہ اس کی غیر سے اور
جسکا وجود اسکی غیر سے ہو تو وہ محتاج بغیر ہوا اور جو خود دوسرے کا محتاج ہو وہ خدائی کے لایق
نہین ہے اور لفظ خدا کے معنے خود آیندہ یعنے خود بخود موجود ہونیوالا اور ضرور چاہیئے کہ انتہا
سلسلہ موجودات کا ساتھ ایک ذات کی ہو کہ وہ خود بخود موجود ہو نہین تو یہ سلسلہ بے انتہا ہوگا
اور یہ معقول نہین ہے واحد وہ صانع قدیم واجب الوجود اکیلا ہی ہے۔

ل پس جب عالم مین کبہی اندہیرا ہے کبہی اوجالا کبہی دن کبہی رات کبہی جاڑا کبہی گرمی کبہی برسات کبہی دن بڑی کبہی رات
ہر چیز اسکا کبہی پیدا ہے کبہی معدوم ہر حیوان اسکا کبہی بچہ ہے کبہی جوان کبہی بڈہا تو وہ محل حوادث ہے اور جب محل حوادث
ہے تو قدیم نہین ہے ۱۲ ۲ بلندی شان اس کی اور بڑی ہے دلیل اس کی ۳ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائی ذات الٰہی کے
۴ یعنے جب سلسلہ ہوگا تو وہ بے انتہا نہوگا آخر وہ کسی مقدار پر منتہی ہوگا اس مطلب کے ثبوت کے بہت سی دلیلین ہین انہین
سے ایک دلیل جو مشہور ہے برہان تطبیق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر فرض کرین کسی سلسلہ کو بے انتہا تو ایک دوسرا سلسلہ جو پہلے
سے ایک درجہ کم ہے وہ بہی بے انتہا ہوگا یا نہ ہوگا پہلی صورت مین اگر منطبق کرین ایک سلسلہ کو دوسرے پر اس طور سے کہ پہلا
درجہ اول کے مقابل ہو اور دوسرا دوسرے کے تو آخر مین ایک درجہ کم والا سلسلہ ایک درجہ زیادہ والے جیسے پورے
سلسلہ کے برابر ہوگا بسبب بے انتہا ہونے دونون کے اور لازم آئیگا ناقص اور زائد کا برابر ہونا اور یہ محال ہے اور دوسری صورت
مین جب دوسرا سلسلہ منتہی ہوا اور منقطع ہوا تو پہلا سلسلہ اسکی ایک سے زیادہ ہوا وہ بہی منتہی اور منقطع ہونا ثابت ہوا

انما الله اله واحد اور حقیقت مین ایجاد و انتظام عالم کا سوا ے ایک صانع و حاکم کی درست
نہین ہو سکتا حَیٌّ عَالِمٌ قَادِرٌ مُرِیْدٌ[۲] زندہ اور دانا اور قدرت والا اور ارادہ والا
ہے یعنے جو کچہ کرتا ہے اپنے ارادہ و اختیار سے کرتا ہے نہ جبر و اضطرار سے کسواسطے کہ پیدا کرنا
ایسی عالم عجیب و غریب اور محکم و مضبوط کے بغیر ان صفات کے ہرگز نہین ہو سکتی اور مردہ
و جاہل و عاجز و مضطر سے ممکن نہین ہے دوسرے دلیل یہ کہ یہ صفات اُسکی مخلوقات مین
موجود ہین اگر خود اُسکی ذات پاک مین نہوتین تو اُنہین کیونکر پیدا کر سکتا مُتَکَلِّمٌ[۳] سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ
بولنے والا سننے والا دیکھنے والا کیونکہ گونگا بہرا اندھا ناقص ہوتا ہے اور ناقص خدائی کے
قابل نہین ہوتا اور قرآن مجید اسپر گواہی اور حقیقت ان صفات بلکہ جمیع صفات آلہی کی
آدمی اپنی عقل و قیاس سے دریافت نہین کر سکتا کسواسطے کہ حق تعالے نے
نمونہ انکا آدمی کی ذات مین اسلیئے پیدا کیا ہے کہ اس نمونہ سے الله تعالی کی ذات
کے مانند نہین ہو سکتین پس آدمی عقل و قیاس سے صرف اتنا ہی معلوم کر سکتا ہے
کہ یہ صفتین حق کی ذات مین موجود ہین یہ نہین جان سکتا ہے کہ کس طرح کی ہین کیونکہ
اپنی صفات پر صفات آلہی کو جب قیاس کر سکے کہ وہ اُسکی صفات سے کچہہ مشابہت

سوا اس کے نہین کہ الله تعالے معبود ہے اکیلا کوئی اُسکا شریک نہین ہے ذات مین نہ صفات مین یعنے سب سے نرالا لم یلد و لم یولد نہ کسیکو اُسنے جنا نہ کسی نے اُسے جنا ولم یکن لہ کفواً احد نہ اُسکا کوئی رشتہ دار ہے نہ ہم سر ہے پس نصاری عیسے علیہ السلام کو اور یہود عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا جو کہتے ہین صریح کفر ہے - ۲؎ بلکہ تمام عالم کا زندہ کرنے والا اور ازل سے ابدتک ذرہ ذرہ کے احوال کا واقف اور سب کے کفر و اسلام و شقاوت و سعادت کا جاننے والا اور سب کے مارنے اور جلانے پر قادر اور ہر ہر کام پر قدرت رکہنے والا اور اپنی خواہش سے جو چاہے کرنے والا ہے سورہ بروج مین ہے فعال لما یرید

۳؎ بے حرف و صوت کہ قرآن مجید اور تمام کتابین آسمانی اُسکا کلام ہے اسی سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید قدیم ہے کہ الله تعالے کا کلام ہے اور اسکا کلام اُسکی صفت ہی اور صفتین سب قدیم ہین عقائد نسفی مین لکہا ہے متکلم بکلام ہو صفة ازلیة لیس من جنس الحروف والاصوات وہو صفة منافیة للسکوت والله تعالے متکلم بہا آمر و ناہ و مخبر و القرآن کلام الله تعالے غیر مخلوق یعنے الله تعالے کلام کرتا ہے ایسے کلام کے ساتہ کہ وہ ازلی صفت اُسکی ہے نہ اُس مین آواز ہے نہ حرف بلکہ ایک صفت ہے مخالف سکوت کے اور الله تعالے اُسکے ساتہ کلام کرتا ہے امر کرتا ہے اور منع کرتا ہے اور خبر کرتا ہے اور خبرین دیتا ہے اور قرآن مجید کلام الله تعالے کا ہے اور مخلوق نہین ہے اور شرح مین لکہا ہے کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہے لیکن حروف اور صوت اور سماعت کانون مین یہ سب کے نزدیک حادث ہی اور معنے اس کے قدیم ہین جیسے کہ آگ درحقیقت ایک جوہر گرم کا نام ہے اور جس حروف سے لکہے جاوے یا جس صوت سے بولی جاوے وہ بغیر اسکے کرنی مین بر اصل آگ نہین ہین تحقیق اس مقام کی یہ ہی کہ ہر چیز کے وجود ہین ایک ذاتی دوسرا ذہنی تیسرا عباراتی چوتہا کتابی پس کتابت عبارت پر دلالت کرتی ہی اور عبارت اُس چیز پر کہ ذہن مین ہے اور وہ اصل حقیقت پر ۴؎ کہ دلوت کے حرارت اور جیوتی کی جہرہ صاف پر چلنے آواز کو بہی سنتا ہے ۵؎ کہ ہر جگہ پردون اور غلافون مین سبکو دیکہتا ہے

رکھتی ہون صنفاتہ قدیمۃ باقیۃ صفتین اس کی قدیم اور باقی ہین جیسے اُس کی ذات یعنے اس کی ذات کے ساتھ سب صفتین اس کی قدیم سے موجود ہین اور ہمیشہ موجود رہینگے ولا یقوم بذاتہ حادث اور نہین قایم ہوسکتا اور اس کی ذات کے ساتھ حادث یعنے اللہ تعالےٰ کی ذات محل حوادث نہین ہے اور سب کمالات اُس کی ازل مین ثابت ہین کیونکہ محل حوادث حادث ہوتا ہے اور قدیم محل حوادث نہین ہوتا۔

لَیْسَ بِجِسْمٍ وَّلَا جَوْہَرٍ وَّلَا عَرَضٍ وَّلَا مُصَوَّرٍ وَّلَا مُرَکَّبٍ وَّلَا مَعْدُوْدٍ وَّلَا مَحْدُوْدٍ وَّلَا فِیْ جِہَۃٍ وَّلَا فِیْ مَکَانٍ وَّلَا فِیْ زَمَانٍ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ نہ جسم ہی نہ جوہر یعنے تن نہین ہے اور نہ عرض یعنے صفات تن مین سے ہی نہین ہے جیسے سیاہی و سفیدی نہ مصور ہے یعنے صورت و شکل نہین رکھتا نہ مرکب ہے کہ کئی اجزا سے ملکر بنا ہو نہ معدود ہے کہ اسکو گن سکین نہ محدود ہے کہ کوئی حد و نہایت رکھتا ہو نہ جہت مین ہے یعنے اوپر نیچے آگے پیچھے دہنے بائین کسی جہت سے خصوصیت نہین رکھتا نہ کسی جگہہ مین ہے نہ کسی زمانہ مین ہے کسواسطے کہ یہ سب صفتین عالم کی ہین اور پروردگار عالم عالم کی صفتون سے بری اور پاک ہے اور جو فرمایا کہ زمانہ مین نہین ہے مراد اس سے یہ ہے کہ جب زمانہ نہ تہا وہ موجود تہا اور اب کہ زمانہ ہے وہ موجود ہے پس وہ زمانہ مین نہین ہر زمانہ کے ساتھ ہے لَا مِثْلَ لَہٗ وَلَا شِبْہَ وَلَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ وَلَا ظَہِیْرَ وَلَا مُعِیْنَ ؞ ؞ ؞ ؞ ؞ نہ مانند ہے اُسکے

لہ ایک کتاب مین یہ نسخہ پایا ولا تقدم بذاتہ حوادث اور ذات الٰہی مین حوادث کو دخل نہین ہے کمی و زیادتی و تغیر و تبدیل سے پاک ہے ۱۲ سلہ مثلاً جاہل کا عالم بن جانا یا آنکھون والی کا اندہا ہو جانا یا غم سے خوشی کا ور خوشی سے غم کا بدل جانا یا بیمار کا تندرست اور تندرست کا بیمار ہو جانا ایسی حوادث حادث مین ہوتی ہین اور قدیم ہمیشہ یکسان رہتا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ وہ سپر کوئی قایم ہے اور نہ وہ کسی قایم سے ۱۲ سلہ جسم وہ ہے کہ ابعاد ثلاثہ یعنے لمبا ہے اور چوڑائی اور موٹائی رکھتا ہو ۱۲ سلہ غیاث مین ہے کہ جوہر معرب گوہر کا ہے یعنے نگ قیمتی اور اصل و خلاصہ ہر چیز کا اور اصطلاح مین وہ ہے کہ اپنی ذات سے قایم ہو اور یہ ضد عرض کی ہے اور عرض وہ ہے کہ قایم بالغیر ہو جیسے لوح پر نقش اور کپڑے پر رنگ اور یہ دونون صفتین حادث کی ہین ۱۲ سلہ نہ رنگ رکھتا ہے نہ مزہ ۱۲ سلہ نہ ایک جزو سے بنا ہے ۱۲ سلہ کہ گنتی اور طول

کوئی ذات مین اور نہ صفات مین اور نہ ضد یعنی غیر جنس کے مخالفت کو ضد کہتے ہین اور جنس مین مخالفت ہو تو ند اور اسکا نہ کوئی پشت پناہ ہے نہ مددگار کہ کسی کام مین اسکی مدد کرے

وَلَا يَتَّحِدُ بِغَيْرِهٖ وَلَا يَحُلُّ فِيْهِ اور نہ اپنے غیر کے ساتھ ملکر ایک ہو جاوے اور نہ اسمین سما سکے کسواسطے کہ ایک ہونا دو چیزونکا محال ہے کہ دوئی ضد یکتائی کی ہے اور ایک کا دوسرے مین سمانا صفت اجسام کی ہے جیسے پانی مٹی مین آگ پتھر مین روشنی گھر مین آدمی مکان مین پس خداتعالی جسم نہین ہے کہ وہ کسی مین اور کوئی اسمین سما دے یہ مذہب حلول واتحاد کا رد و بطلان ہے

مُتَّصِفٌ بِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ مُنَزَّهٌ عَنْ سِمَاتِ النَّقْصِ وَالزَّوَالِ صفت کیا گیا ہے ساتھ سب صفتون کمال کے اور پاک ہے صورتون نقصان اور زوال سے حاصل کلام یہ کہ جتنی صفتین بقا اور کمال کی ہین سب اسمین موجود ہین اور جتنی چیزین نقصان اور زوال کی ہین سب سے وہ پاک ہے جل جلالہ وتعالی شانہ

وَهُوَ مَرْئِيٌّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اعتقاد کرنا چاہئے کہ اللہ تعالے قیامت کے دن مومن بندونکو اپنا جمال دکہاویگا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ انکم ستروں ربکم یوم القیامۃ کما ترون القمر لیلۃ البدر بیشک تم قریب ہے کہ دیکھو گے اپنے رب کو قیامت کے دن جیسے دیکھتے ہو۔

جیسے آدمی کی ضد جن اور آگ کے پانی اور اثبات کے نفی ۱۲ ٢ھ جیسے اچھی آدمی کی ضد بڑا آدمی اور صاف و پاک پانی کی ضد ناپاک اور سڑا ہوا پانی ٣ھ یہ دونو لفظ ظہیر اور معین مترادف ہین اور ایک ہی معنے مین آتے ہین غیاث مین منتخب سے دونون کے معنے یاری کرنے کے لکھے ہین۔ اور ردیف کے معنے ہین ایک ایک گھوڑے پر دو سوار اور اہل لغت کی اصطلاح مین وہ الفاظ ہین جو ایک ہی معنے مین مستعمل ہون۔ اور شعرا کی اصطلاح مین ردیف وہ کلمہ ہے جو قافیہ کے بعد شعر کے آخر مین آتا ہے۔ باوجود اسکے اوسکو اپنے سب بندون سے بلکہ عالم کی کل ذرون سے معیت کی ایسی نسبت ہے جیسے روح کو بدن سے ہے یعنے نہ روح کو بدن سے ہے یعنے نہ روح بدن مین ملگئے ہین نہ اس طرح اسکے اندر ہے جیسے شیشہ مین عرق نہ اسکے کسی جزو سے جدا ہے۔ ۱۲ ۵ھ بزرگ ہے جلال اسکا اور بلند ہے شان اسکی

۱۲ منہ

چاند کو چودھوین رات مین تشبیہ فقط دیکھنے مین ہی نہ ذات الٰہی مین اور چاند مین اور یہ کیفیت معائنہ مین کہ وہان مقابلہ و مواجہ و قرب و بُعد نہوگا بینائے کو ایسی قوت ہوگی کہ جسطرح آج دلکی آنکھون سے دیکھتے مین قیامت کو سر کی آنکھون سے دیکھین گے حاصل یہ کہ جیسا آج اُسکو بے کیف جانتے ہین ایسا ہی اُسدن بے کیف دیکھین گے کیونکہ عالم آخرت حقیقت کی ظہور کا محل ہے جو آج باطن ہے اوسدن ظاہر ہوگا جو آج پوشیدہ ہے اُس روز کہلجاوے گا جو کہ یہ خبر شارع نے دی ہے اسپر ایمان لانا واجب ہے اور کیفیت اُس کے سوا ے خدا تعالیٰ کی کوئی نہین جانتا اور یہ جو بعض کتب مین مذکور اور مشہور ہے کہ فرشتون کو اللہ تعالے کا دیدار نہوگا فقط جبرئیل علیہ السلام کو تمام عمر مین ایک بار ہوگا اور جنون کو بالکل نہین ہونے کا شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنے رسالون مین تحقیق کی ہے کہ یہ بات صحیح نہین ہے کسواسطے کہ شیخ ابوالحسن امام و رئیس اہل سنت والجماعت نے اپنی کتاب مین تصریح کی ہے کہ فرشتون کو بہشت مین دیدار ہوگا اور امام بیہقی نے بہی اسکے موافق بیان کیا ہے اور حدیثین نقل کی ہین اور ائمہ متاخرین نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اگر جنون کی لئے دیدار کا نہونا بیان کرین تو عجب نہین اسواسطے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ایک جماعت کہتے ہین کہ جنون کو کچھ ثواب ہوگا نہ بہشت مین داخل ہونگے نہایت جزا انکی یہ ہے کہ کہ دوزخ کی آگ سے نجات پاوین لیکن اللہ تعالے کا فضل بہت وسیع ہے ممکن ہے کہ

صحیحین مین جریر ابن عبداللہ سے یہ حدیث مروی ہے عقاید نسفی مین ہے اور شرح کہ اس حدیث کو اکیس[۲۱] صحابہ اکابر رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے اور اللہ تعالے نے قرآن مجید مین سورہ قیامہ مین فرمایا ہے وجوہ یومئذ ناضرہ ۔ الی ربہا ناظرہ ۔ یعنے قیامت کے دن تازہ اور خوش ہونگی اپنے رب کے طرف دیکھنے والے اور اجماع امت بہی اسپر ہے کہ آخرت مین رویت ضرور ہوگی پس قرآن اور حدیث اور اجماع سے جو رویت کے باب مین دلیل سمعی بیان ہوئی یہ ثبوت کو کافی ہے اور اس آیت اور حدیث مین جو معتزلہ نے تاویلین کی ہین وہ مردود ہین اسواسطے کہ ظاہر کے خلاف ہین اور بڑا شبہ انکا عقلی یہ ہے کہ رویت موقوف ہے مرئی کے مکان اور جہت مین اور مقابل ہونے پر اور اسبات پر کہ وہ بہت دور اور بہت نزدیک نہو اور یہ سب حق تعالیٰ کی ذات مین محال ہین اسکا جواب یہ ہے کہ عالم آخرت کے دیکھنے کو اس عالم کے دیکھنے پر قیاس کرنے سے ایسے شبہے پیدا ہوتے ہین اور جب اہل اسلام کے عقائد مین یہ بہی ثابت ہے کہ اللہ تعالے کو حشر کے روز اس طرح دیکھین گے کہ وہ نہ مکان مین ہوگا نہ جنت مین کہ مقابل ہو نہ اتصال شعاع کا ہوگا نہ مسافت ہوگی دیکھنے والے اور خدا تعالے کے درمیان تو یہ شبہ عائد ہی نہین ہوسکتا چنانچہ یہ عقیدہ عقائد نسفی مین موجود ہے فیری لافی مکان ولا علی جہة من المقابلة واتصال شعاع او ثبوت مسافة مین الرائی و ہو اللہ تعالے اور اتصال شعاع کے معنے یہ ہین کہ جس چیز کو دیکھتا ہے وہ دیکھنے والے کی اس قدر نزدیک ہو کہ اسکی نظر کی خط سے متصل ہوجاوے اس صورت مین جب نظر کا اسپر پڑیگا نہین تو اسکو

کہ کسی وقت انکو بھی یہ نعمت عطا فرماوے اگرچہ آدمیون کے مانند ہر روز اور ہر جمعہ کو نہو اور
عورتون کی رویت مین بھی اختلاف ہے حق یہ ہے کہ انکو بھی کبھی کبھی دیدار ہوگا جیسے
دنیا کے بعض ایام مین مثل عید وغیرہ کبھی کبھی تجلی تمام وبار عام ہوتا ہے نہ مانند خاص مومنون
کے ہر صبح و شام اور عام مومنون کے ہر جمعہ کو چنانچہ بہت حدیثین اسبات مین وارد ہین
یہ حاصل سیوطی کے کلام کا ہے اور کہتا ہون مین یعنے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہین
کہ عورتین عام مومنین مین داخل ہین اور فرشتے اور جن بھی یہ سب نہین بشارت مین داخل
ہوئے غایت یہ کہ یہ کرامت آدمیون کے لئے خاص ہو اور فرشتون وجنون کیواسطے
مخصوص نہو اگر اسپر کوئی دلیل نکلے تو پھر کیا خدشہ باقی رہی مگر عورتونکو نکالنا تو جائز نہین ہے
اور کیونکر جائز ہو کہ فاطمہ زہرا اور خدیجہ الکبریٰ اور عائشہ صدیقہ اور اور عورتین نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی اہلبیت کی اور کل اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہن کہ تمام عالم کی عورتون کی سردار ہین اور بہت
مردون سے زیادہ عارف وکامل ہین دیدار آلہی سے منع کی جاوین اور محجوب ہون
یا عوام مردون سے بھی اس نعمت مین کم ہون بلکہ عوام مومنات سے انکو مخصوص و
مستثنے رکھنا چاہیئے کہ احادیث کی رو سے انکو اور عورتون پر بہت فوقیت ثابت
ہے چنانچہ سیوطی نے بھی ساتھ اسکے اشارت کی ہے اور یہ جو کہتے ہین کہ عورتون کو
اسلئے دیدار نہوگا کہ وہ خیمون مین ہونگی ضعیف ہے اس لئے کہ وہان خیمے حجاب
نہونگے جیسے دنیا کے گھر حجاب ہین اور انکم سترون ربکم مین دو صیغے جمع مذکر کے بطریق
تغلیب مذکور ہین یعنے غلبہ انہین مردون کو ہے اور داخل ہین انہین عورتین بھی
واللہ اعلم اور سیوطی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ تخصیص وتفصیل رویت مین بہشت
مین داخل ہونے کی بعد ہے اور موقف مین کسی کے ساتھ مخصوص نہین ہے
بلکہ وہان کافرون اور منافقون کو بھی رویت ہوگی لیکن قہر وجلال کی صفت مین البتہ

ل جیسا کہ اللہ تعالے نے سورہ الرحمن مین فرمایا۔ حور مقصورات فی الخیام جنت مین حورین ہونگی
روکی ہوئی خیمون مین ۱۲۔ ک نجات مین صراح سے نقل کیا ہے کہ موقف میم کی زبر اور واو کے سکون
سے ہے اسکی معنے کھڑے ہونے کی جگہ اور اہل شرع کی اصطلاح مین حشر مین آدمیون اور حیوانون
اور فرشتون کے کھڑے رہنے کی جگہ کا نام موقف ہے ۱۲۔ فقط
حاشیہ بر بقایہ صفحہ ۱۴

اور ہم لکھتے ہین ... سب تمام ہوا بقیہ صفحہ ۱۲۔ فقط

اسکے محجوب کئے جاوینگے اور اس سے انپر حسرت اور عذاب زیادہ ہوگا واللہ اعلم اور خواب مین جو اللہ تعالے کی رویت ہوتی ہے اسمین بھی اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز ہے اور اکابرین سلف سے منقول ہے امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اللہ کو خواب مین دیکہا مینے اور عرض کیا کہ اے میرے پروردگار سب عبادتون مین کون سی افضل ہے اور تیری جناب مین ہت نزدیک کرنے والا کونسا طریق ہے فرمایا تلاوت قرآن مجید کی اور امام اعظم رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہون نے اللہ تعالے کو سو بار خواب مین دیکہا اور ابن سیرین اکابر تابعین سے ہین اور علماے تعبیر خواب کی پیشوا کہتے ہین کہ جو کوئی حق تعالے کو خواب مین دیکہے تعبیر اسکی یہ ہے کہ بہشت مین داخل ہو اور غم سے نجات پاوے درحقیقت یہ مشاہدہ قلبی ہے نہ رویت بصری اور جو بینائی کے ساتہ دیکہے اور اللہ تعالے کے لئے مثل نہین ہے ہان مگر مثال ہے اور مثل اور چیز ہے اور مثال اور شے ہے مثل اُسکو کہتے ہین جو جمیع صفات مین مساوی ہو اور مثال مین جمیع صفات کا مساوی ہونا شرط نہین ہے مثلاً عقل کو آفتاب سے تشبیہ دیتے ہین اور وہ جمیع صفات مین آفتاب کی مثل نہین ہے صرف اس مناسبت[۳] سے تشبیہ دیتے ہین کہ جسطرح تمام محسوسات آفتاب کے نور سے دکہائی دیتے ہین اسیطرح کل معقولات[۴] عقل سے منکشف ہوتی ہین فقط اتنی مناسبت مثال ہونی کو کافی ہے جیسے بادشاہ کو سورج اور وزیر کو چاند سے مثال دیتے ہین اگر آفتاب کو خواب مین دیکہے تعبیر اُسکی یہ ہے کہ بادشاہ سے ملاقات کرے اور جو چاند کو دیکہے تعبیر اُسکی یہ ہے کہ وزیر سے ملاقات ہو اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے +

[۱] جیساکہ اللہ تعالے نے سورہ الرحمن مین فرمایا حورٌ مقصورات فی الخیام جنت مین حورین ہونگی روکی ہوئی خیمون مین ۱۲-

[۲] غیاث مین صراح سے نقل کیا ہے کہ موقف میم کے زبر اور واو کے سکون سے ہے اسکے معنے کہڑے ہونے کی جگہہ اور اہل شرع کی اصطلاح مین حشر مین آدمیون اور جنون اور فرشتون کے کہڑے رہنے کی جگہ کا نام موقف ہے - ۱۲

[۳] جس چیز کو کسی چیز سے تشبیہ دیتے ہین اُسکو مشبہ کہتے ہین اور جس سے تشبیہ دیتے ہین اُسکو مشبہ بہ بولتے ہین اور انکی دونون مین جو کچہ مناسبت ہوتی ہے وہ وجہ تشبیہ کی کہلاتی ہے مثلاً معشوق کے رخ کو اگر چاند سے تشبیہ دین تو رخ مشبہ اور چاند مشبہ بہ ہے اور نور و روشنی جو چاند و رخ مین ہے وجہ تشبیہ کی ہے اور یہی مناسبت کہلاتی ہے

[۴] یہ جمع معقول کی ہے اور وہ صیغہ اسم مفعول کا ہے غیاث اللغات مین اس کے معنے لکہے ہین بندہا ہوا اور بناد لیگیا ہوا اور پسندیدہ عقل یعنے جو عقل کے نزدیک بہتر معلوم ہو اور اہل کلام کی اصطلاح مین معقول اسکو کہتے ہین جو عقل کر ثابت ہوا ہو اور یہ منقول کے معاملہ مین آیا کرتا ہے پس معقولات وہ چیزین ہوئین کہ جنمین نقل کو دخل نہو اور نری عقل سے معلوم

مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا مصباح اور اللہ تعالےٰ پاک و منزہ ہے اس سے
کہ مصباح وزجاجہ وشجرہ وزیت وغیرہ اُس کی مثل ہون اور قرآن کو حبل کے ساتھ
تمثیل دی ہے اور اس مین شک نہین ہے کہ حبل یعنے رسی قرآن مجید کی مثل نہین ہی
بلکہ اس کی مثال ہے اور عالم خواب عالم مثال ہے اور کیفیت رویت نبی صلے اللہ علیہ
والہ وسلم کی بھی اسی طرح پر ہے اور تمام تحقیق اس کلام کی امام حجۃ الاسلام کے بعض رسالو
مین ڈہونڈنی چاہیئے واللہ الموفق اور بیداری مین اللہ تعالےٰ کو آنکھون سے دیکھنے مین
دو قول مین اُستاد ابوالقاسم قشیری صاحب رسالہ نے فرمایا کہ عدم جواز کا قول صحیح ہے
یہ گفتگو اوسکی جواز و امکان مین ہے اور عدم وقوع مین سب کے نزدیک تحقیق ہو چکا
ہے کہ سوائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسیکو میسر نہین ہوا وہ بھی ایکبار
معراج مین ہوا ہے اور محدثین وفقہاے مجتہدین وعلماے متکلمین ومشایخ طریقت نے اسپر
اجماع کیا ہے کہ اولیاء اللہ کو حاصل نہین ہے تعرف مین لکھا ہے کہ کسی مشایخ نے
اسکا دعوی نہین کیا اور کسی سے ثبوت کو نہین پہونچا مگر جاہلون کی گروہ سے کہ انہین
کوئی نہین جانتا اور مشایخ اسپر اتفاق رکھتے ہین کہ ایسی رویت کے مدعی کو جھٹلانا اور
گمراہ کہنا چاہیئے اور کہتے ہین کہ ایسی رویت کا دعوی عدم معرفت کی نشانی ہے
جسنے یہ دعوی کیا حقیقت مین اُسنے اللہ تعالےٰ کو نہین پہچانا اور شیخ علاء الدین
قونوی نے شرح تعرف مین فرمایا ہے کہ اگر کسی معتبر سے نقل اس کی صحت کو پہونچی تو اُسکی

له یہ آیۃ سورہ نور مین ہے اور باقی آیۃ یہ ہے المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء ۔ یعنے مثال اسکے نور کی مانند طاق کے ہے کہ اسمین چراغ ہو اور وہ چراغ شیشہ کی قندیل مین ہی کہ مثل ستارہ کے چمکتی ہے اسمین تیل جلتا ہے درخت مبارک زیتون کا جو پورب مین اگی نہ پچھم مین اپنے صفائی سے قریب ہے کہ آگ جل اُٹھے نور پر نور ہے راہ دکھاوی اللہ تعالےٰ اپنے نور کی طرف جسکو چاہے یہ مثال اس نور کی ہے جو ہمیشہ کی طہارۃ و عبادۃ کے سبب سے مومن کے دلمین پیدا ہوتا ہے اور اسمین اور اس روشنی مین بہی مناسبت ہے کہ جیسے یہ اندھیری کو دور کر دیتی ہے اسیطرح یہ نور گنا ہونکی ظلمت کو دل کے گہر مین سے باہر نکالتا ہے ٢ه اور اللہ توفیق دینے والا ہے ٣ه ایک یہ کہ جائز ہے دوسرا یہ کہ نہین جائز جنکے نزدیک جائز ہے انکی یہ دلیل ہے کہ موسی علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر نے اسکی آرزو کی سورہ اعراف مین ہے قال رب ارنی انظر الیک ۔ اے رب میرے مجکو اپنا جمال دکھا کہ مین تجکو دیکھون اگر جائز نہوتا تو وہ محال چیز اللہ تعالےٰ سے کیون مانگتے پس وہ جانتے تھے کہ سر کی آنکھون سے دیدار الٰہی دنیا مین جائز ہے لیکن نہین جانتے تھے کہ میری نصیب مین ہے یا نہین پس اسپر انکو تنبیہ ہوئی کہ لن ترانی

تاویل کرنی چاہئے اور تفسیر کواشی مین مذکور ہے کہ آنکھ سے رویت آلہی کا معتقد کسی کے سوائے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسلمان نہین ہے اور اردبیلی نے انوار مین کہ شافعی رحمہ اللہ کی فقہ کی کتاب ہے لکھا ہے کہ جو کوئی کہتا ہے کہ مین خدائے تعالے کو دنیا مین آنکھ سے دیکھتا ہون اور اُس کے ساتھ بالمشافہ کلام کرتا ہون وہ کافر ہے اور عقیدہ منظومہ مین ہے ابیات

ومن قال فی الدنیا یراہ بعینہ	فذلک زندیق طغی و تمردا
وخالف کتب اللہ والرسل کلہا	وزاغ عن الشرع الشریف وابعدا
وذلک ممن قال فیہ الہنا	یری وجہہ الیوم القیامۃ اسودا

ابیات

جو کھے دنیا مین مین نے اپنے سرکی آنکھ سے	حق کو دیکھا ہے وہ زندیق اور وہ گمراہ ہے
سب کتابون اور رسولان خدا کے ہی خلاف	دور ہے وہ شرع سے ہو وہ گدا یا شاہ ہے
نیز وہ ہے مردود جسکے حق مین فرماوے خدا	حشر کو ہوگا سیہ رو اُوسکے اوپر آہ ہے

نسأل اللہ العافیۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم خالق لجمیع الاشیاء واللہ تعالے اللہ پیدا کرنے سب چیزون کا ہے یعنے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن مین ہے اِن سب کی ذات اور صفات اور سب کے کام اُسنے اپنی قدرت سے پیدا کئے ہین اور کرتا ہے وحدہ برہا و مقدرہا اور تدبیر کرنے والا سب کامون کا اور تقدیر یعنے اندازہ کرنے والا سب چیزون کا ہے تدبیر کے یہہ معنے ہین کہ ہر کام کا انجام سمجھکر اُوسکو ابتدا مین ایسی درستی سے بنایا کہ آخر تک اُس مین کوئی قباحت نہ پیدا ہو۔

ف تیسری دلیل یہ کہ اللہ تعالے نے فرمایا پس جب تجلی کی اُوسکے رب نے پہاڑ پر کردیا اُوسکو ریزہ ریزہ اور گر پڑا موسے بیہوش پس یہ تجلی رویت کیلئے تھی اگرچہ ثابت ہوا اس سے کہ پہاڑ اور موسے علیہ السلام دیکھنے کی طاقت نہ رکھتے تھے لیکن یہ بھی معلوم ہوا کہ نفس رویت جایز ہے اور جنکی نزدیک رویت جایز نہین وہ کہتے ہین لن ترانی مین لن نفی تاکید کیلئے ہے اور بعد افاقہ کے موسے علیہ السلام نے کہا سبحانک پاک ہے تو یہ لفظ تنزیہ کا ہے اور اُوسکے ما قبل بیان رویت کا ہے پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالے رویت سے پاک ہے تیسری دلیل یہ کہ انکے بعد موسے علیہ السلام نے کہا تبت الیک توبہ کی مینے تیری طرف اور توبہ گناہ پر ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ طلب رویت گناہ تہا بہر کیف اول نے انکے جواب دیے ہین کہ تاکید نفی کے خاص موسی کے حق مین ہے نہ ابدا جو امر رویت مین اور پاک ہے تو اس معنے کہ مین تجکو دیکھہ سکون اور توبہ بھی اسی سے کی کہ وجود نہ جاننے کے میرے لئے رویت ہے یا نہین سوال کیا اور معتزلہ دس آیت سی بہت سی دلیلین رویت کے جایز ہونے کے بیان کی ہین اور علمائے اہل سنت نے اونکے جواب نہایت بسط کے ساتھ دیے ہین کہ اس مختصر مین انکی گنجایش نہین ہے واللہ اعلم بالصواب ١٢ ۵۲ یعنی ایمن اختلاف نہین ہے ١٢ ۵۳ ہم اللہ سے عافیت مانگتے ہین بورے عقائد سے اور نہین ہے ہمکو طاقت بچنے کی مگر اللہ تعالی کی مدد سے جسکا نام بلندی اور قوت اُس کی بڑی ہے ١٢

اور تقدیر کے معنے ہین اندازہ مخصوص پر چیزون کا پیدا کرنا اور معین و مناسب طرز پر اشیاء
کا بنانا ازل مین پس خیر و شر نفع و ضرر حسن و قبیح ہر چیز کا سبب قضا و قدر الٰہی سے ہے۔[1]

وَعَالِمٌ بِجَمِیْعِ الْمَعْلُوْمَاتِ اور ہر چیز کا جاننے والا ہے کل ہو یا جزو تمام عالم کے کل ذرون مین
سے ایک ذرہ بھی اُسکی علم سے باہر اور اُس سے غایب نہین ہے وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔[2]

وَلَا یَجِبُ عَلَیْہِ شَیْءٌ اور کوئی چیز اُسپر واجب و لازم نہین ہے مہربانی یا غصہ ثواب یا عذاب جزا یا سزا

بیت

کردگار آن کند کہ خود خواہد ✤ حکم بر کردگار نتوان کرد

بیت

خالق کرے مخلوق پہ جو حکم کہ چاہے ✤ ہے کون وہ خالق پہ کرے حکم جو کاہے

طاعت والون کو ثواب اُسکے فضل سے ہے گناہ گارون پر عذاب اُسکے عدل سے
اور وہ ہر حالت مین محمود ہے چاہے عدل و قہر کرے چاہے فضل و کرم کریگا اوسپر
کچھہ حق نہین ہے مگر اُسنے خبر دی ہے کہ نیکون کو ثواب دونگا اور بدونکو عذاب کرون گا
ضرور ایسا ہی ہوگا کہ اُسنے فرمایا ہے لیکن یہ اُسپر واجب نہین ہے اگر چاہے اس کا
خلاف کرے تو کسیکی یہ مجال نہین ہے کہ کہی ایسا کیون کیا۔ وَلَا غَرَضَ لِفِعْلِہٖ
اور اسکو اپنے کامون سے کچھہ غرض نہین ہے کسواسطے کہ صاحب غرض محتاج ہوتا ہے۔

---

[1] ہر چیز کی ابتدا و انتہا اور ہر کام کا وقت و اجل اور ہر جاندار کا رزق سب اُسنے ازل مین مقرر کر دیا ہے اور لوح محفوظ مین لکہدیا ہے اُس سے کم و زیادہ ہرگز نہین ہوئیگا۔ [2] یہ آیہ سورہ انعام مین ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور ازل سے ابد تک تمام عالم کے ہر ہر ذرہ پر جو احوال گزرا اور گزرتا ہے اور گزریگا سب وہ ہمیشہ سے جانتا ہے کہ فلان ذرہ خاک کا اتنی مدت تک فلان خشت مین رہیگا جو فلان محل کی تعمیر مین لگی ہے پہر فلان وقت وہ مکان منہدم ہوگا اور وہ خشت ٹوٹ جاویگی اور اُسکے کئے ٹکڑون مین سے فلان ٹکڑے مین وہ ذرہ اتنے عرصہ تک رہیگا پہر فلان وقت وہ ٹکڑا ذرہ ذرہ ہو جاویگا اور فلان وقت جو مینہ برسے گا تو وہ ذرہ پانی کی نالی مین بہکر فلان فلان مقام پر گذرتا ہوا فلان دریا مین جاویگا اور اتنی مدت تہ نشین رہیگا پہر فلانا کمہار اوس جگہ سے مٹی لاکر برتن بنا دیگا تو وہ ذرہ فلان کوزی مین آویگا اور فلان فلان شخص اسمین اسقدر مدت پانی پئین گے اور وہ کوزہ گھستے گھستے وہ ذرہ اور ذرون کے ساتہ پانی کی ہمراہ فلان ابن فلان کے کہیت مین پہونچیگا اور وہان سے ہوا اوڑاکر اسکو فلان نہر مین ڈالی گی اور فلان شخص کی غذا مین ملکر اُسکے شکم مین چلا جاویگا اور اُس کی موت آجاوے اُس کے ساتہ فلان قبر مین ہوگا اور فلان کیڑے کی غذا ہوگا غرض اسی طرح اُس پر جو جو احوال گزرنے والے ہین خدا ان سب کو پہلی ہی سے جانتا ہے بس سب چیزون کا ایسا ہی علم رکہتا ہے چہپے ہوئے بہیدون کو جانتا ہے بلکہ پہلے سے جانتا ہے کہ فلانیکے دل مین یہہ بات فلان وقت آویگی ۱۲ - واللہ اعلم بالصواب +

لیکن اُس کے ہر کام مین حکمتین ہین کہ اُن کی حقیقت کو کوئی نہین دریافت کرسکتا مگر حکمتون مین جو جو فوائد ہین وہ سب خلقت کے لئے ہین اسکو ان فوائد کی کچھہ احتیاج نہین ہے وجود و عدم منافع و مصالح خلق اوسکی پروردگار کی ذات کی نسبت یکسان ہے مگر اپنی بخشش حقیقی اور حکمت کے تقاضی اور اپنے ارادے سے جو چاہتا ہے مصلحت کے ساتھ کرتا ہے پر یہ رعایت حکمت و مصلحت کی اُسپر واجب نہین ہے جل جلالہ و اعظم سلطانہ وَلَا حَاکِمَ سِوَاہُ[1] اور اُسکی سوا کوئی حاکم نہین ہے نرا اُسیکا حکم جاری ہے اسی کے حکم سے سب فعل واجب و حرام و حسن و قبیح و عذاب و ثواب کا سبب ہوتے ہین اچھا کام وہ ہے جسکا اُسنے حکم فرمایا اور بُرا وہ ہے جس سے اُسنے منع فرمایا پس اچھا اور بُرا موافق حکم اور امر و نہی شارع کی ہے عقل کو یہان کچھہ دخل نہین ہے کہ حکم کرے یہ فعل اچھا موجب ثواب کا ہے اور یہ بُرا سبب عذاب کا ہے پس جن لوگون کو دعوت اسلام نہ پہونچے جیسے کوہستان کے رہنے والے کہ وہین پیدا ہوئے اور وہین مرگئے اور آبادی کے رہنے والون سے ملنے نہ پائے قیامت کو کسی کام کے کرنے نکرنے پر ماخوذ نہونگے اور نہ ان پر عذاب ہوگا مگر بعض مشائخ کے نزدیک فقط ایمان نلانے پر اور اللہ تعالی کی توحید کا اعتقاد نکرنے پر ماخوذ ہونگے اس لئے کہ اتنی معرفت کہ اس عالم کا بنانے والا ہے اور وہ ایک ہی ہے اور اُسکی سب صفتین کامل ہین شرع شریف پر موقوف نہین عالم کا تغیر و انتظام دیکھکر نری عقل کے نزدیک بھی اللہ تعالے کی ذات پر ایمان لانا اور اس کی توحید کا اقرار کرنا واجب ہے پہلے فرقہ

---

[1] بزرگ ہے جلال اسکا اور بڑی ہے سلطنت اُسکی ۱۲ **ف** دنیا مین جو سلطان و حاکم و قاضی و مفتی حکم دیتے ہین او رسب شرع شریف کے موافق ہین احکام چار قسم کے ہین اول کتاب یعنی کلام مجید سے دوسرے سنت یعنی حدیث شریف سے تیسرے اجماع امت سے چوتھی قیاس سے - قران مجید کلام اللہ تعالے کا ہے اور جو احکام اس مین ہین سب اللہ تعالے نے فرمائے ہین - اور اسی قران کی سورہ نجم مین اللہ تعالے نے فرماتا ہے وما ینطق عن الھوی ان ہو الا وحی یوحی اور ہمارا رسول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دل اور خواہش سے نہین بولتا بلکہ جو کہتا وحی ہے اور ہمارے حکم سے کہتا ہے پس جو کچھہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ بھی اللہ تعالے ہی کا حکم ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا یجتمع امتی علی الضلالۃ نہ اکٹھے ہوگی میری امت فساد پر یعنے ناجایز پر اور بُرے کام پر اس سے ثابت ہوا کہ جس کام پر امت جمع ہوگی وہ درست ہوگا اور مخالف حکم آلہی کے نہوگا اور قیاس کی اصل یہ تینون ہین یعنے جتنے مسائل قیاسی ہین انکی سند قران مجید سی ہے یا حدیث شریف سے یا اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے پس قیاس بھی حکم آلہی کے مخالف نہوا غرض یہ چارون طرح کی حکم سوائے حکم آلہی کے اور کسی کا حکم نہین ہے پس اللہ تعالے کے سوا کوئی حاکم نہین ہے ۱۲ منہ

کی حجت یہ آیت ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا یعنے ہم کسیکو عذاب نہ کرینگے جب تک
کہ اوس کے پاس رسول بھیجین اور وہ رسول اوسکو دعوت اسلام کرے اور وہ اوس کی دعوت
کو قبول نہ کرے اور رسول کی مخالفت کرے اور قول اونکا جو کہتے ہین کہ رسول سے یہان
عقل مراد ہے ـ محض ہذیان ہے شیخ کمال الدین ابن ہمام کہ محققین حنفیہ سے ہین کہتے ہین کہ
پہلا مذہب مختار ہے اور ابو الیسر بزدوی بھی اسی پر ہین اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت
ہے فالحسن ما حسنہ الشرع والقبیح ما قبحہ الشرع پس لازم آیا کہ اچھا کام وہی ہے کہ شرع نے اوسکا
حکم کیا اور اسکو اچھا کہا اور برا کام وہی ہے کہ شرع نے اوس سے منع کیا اور اسکو برا کہا اور فعل اپنی ذات مین نہ حسن ہے نہ
قبیح کیونکہ اچھی اور بری کے جب یہ معنی ہین کہ سبب ثواب و عذاب آخرت کا ہوتا ہے تو اوسکو
عقل نہین پاسکتی مگر اوسمین کلام نہین ہے کہ مدح و ذم جو فعل کے ساتھ متعلق ہے اوس کو
عقل پہچان سکتی ہے جیسے عدل و ظلم یا کسی صفت مین ناقص جہل کامل ہونا جیسے علم و لید
وللہ ملائکۃ اور اعتقاد کرنا چاہئے کہ اللہ تعالے نے فرشتے پیدا کئے ہین اجسام اون کے
لطیف اور نورانی ہین جس شکل سے چاہین ظاہر ہووین حقیقت اونکی ارواح مجردہ ہین ہین
اون کے لئے لباس کا حکم رکھتا ہے نہ مرد ہین نہ عورت نہ اونکی اولاد ہوتی ہے آسمان اور
زمین پر بلکہ عالم کی ہر ہر چیز پر فرشتہ موکل ہے کہ اوس کا مربی و مدبر و نگہبان ہے
اور ایک ایک آدمی پر کئی کئی فرشتے موکل ہین ـ

۵۱ یہ آیۃ سورہ بنی اسرائیل مین ہے ۱۲ ۵۲ اور بغیر بتلانے شارع کے آدمی کو اوسکا علم نہین حاصل ہو سکتا اور اس کا حال نہین معلوم ہو سکتا ایسی ہی چیزون کی بتلانے کو اللہ تعالی نے نبی بھیجے اور کتابین اوتارین ۱۲ ۵۳ منتخب مین ہے مدح کی یعنی تعریف کرنی اور ذم نقطہ دار کے زیر اور میم کی تشدید سے ہجو اور سیکی برائی کرنی اور یہان مراد مدح سے فعل کی خوبی ہے جیسے عدل کو سب اچھا کہتے ہین اور ذم سے فعل کی برائی جیسے ظلم کو سب برا کہتے ہین ۱۲ ۵۴ منتخب مین ہے کہ علم عین کے زیر سے دانائی اور جاننا اور جہل جیم زبر سے نادانی اور نہ جاننا اور اسکو جیم کے زبر سے پڑھنا خطا ہے پس جس آدمی مین جتنے علم کی صفت اور دانائی زیادہ ہے وہ اوسی قدر اچھا سمجھا جاتا ہے اور لوگ اون کے تعریف اور عزت کرتے ہین اور جس مین جتنی نادانی زیادہ ہے وہ اوتناہی ناقص اور برا کہلاتا ہے اور سب اوسکو ذلت کی نظرون سے دیکھتے ہین ـ پس آدمی کے علم کے صفت ہی پر کامل اور ناقص ہونے سے یہ تفاوت پیدا ہوتا ہے ـ ۵۵ یعنی صرف روح ہین بغیر بدن کے ۱۲ ۵۶ اعمال لکھنے والے فرشتون فرشتون کو کراما کاتبین کہتے ہین اللہ تعالی نے سورہ انفطار مین فرمایا وان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون اور بے شک تم پر نگہبان ہین بزرگ لکھنے والے جانتے ہین جو کچھ تم کرتے ہو اور وہ دونون فرشتے آدمی کے دونون شانون پر متعین ہین حق تعالی نے سورہ قاف مین فرمایا اذ یتلقی المتلقیان عن الیمین وعن الشمال قعید یعنی جب آدمی کچھ کام کرتا ہے اچھا یا برا یا منہہ سے بولتا ہے تو یاد کرتے ہین دو یاد کرنے والے ایک اس کے داہنے اور دوسرا اوسکے بائین بیٹھا ہے ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید یعنی نہین بولتا آدمی کوئی بات مگر اوسکے پاس نگہبان ہی طیار فوراً منہہ سے نکلتے ہی لکھہ لیتا ہے ـ

کوئی شیطانون اور جنون اور موذیون سے اس کی حفاظت[لہ] کرتا ہے تمام عالم علوی[لہ] و سفلی
مین کوئی جگہ ایسی نہین ہے۔ کہ فرشتون سے معمور ہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ مخلوقات
کے دس حصے ہین نو حصے اوسمین ملائکہ ہین اور ایک حصہ مخلوقات ہے اولی اجنحۃ مثنی
وثلاث وربٰع فرشتون کے بازو ہین دو دو تین تین چار چار یہ قرآن مجید مین آیا
ہے اس لئے اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اور حقیقت اور مراد اسکی علم الٰہی پر سونپنی
چاہئے۔ یا تاویل کرنی چاہئے کہ بازو سے قوت ملکی مراد ہے جیسا کہ متشابہات قرآنی
کا حکم ہے واللہ اعلم اور عدد مذکور سے تعداد مراد ہے۔ نہ حصر کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین جبرئیل علیہ السلام کے چھہ سو پر دیکھے ہین[ہ]
ضمہم جبرئیل سب فرشتون مین سے چار فرشتے بہت مقرب ہین کہ عالم کے بڑے بڑے
کامون پر مامور ہین ایک اونمین کا جبرئیل علیہ السلام ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو وحی پہونچانا
اور علمون کا القا کرنا اوس کا کام ہے ومیکائیل اور دوسرا میکائیل علیہ السلام ہے کہ مخلوقات
کے رزقون کا پہونچانا اور خندہ کرنا اوس کا کام ہے واسرافیل اور تیسرا اسرافیل علیہ السلام
ہے کہ صور کا پھونکنا پہلے بار واسطے ہلاک ہونے اور برباد ہونے عالم کے اور دوبارہ واسطے
زندہ ہونے اور قبرون سے اوٹھ کر محشر مین حاضر ہونے خلقت کے اوسکا کام ہے
وعزرائیل اور چوتھا عزرائیل علیہ السلام ہے کہ تمام عالم کی اروا حکا قبض کرنا اوسکا کام ہے اکثر کا یہ مذہب ہے

لہ ان فرشتون کو حفظہ کہتے ہین سورہ انعام مین ہے وہو القاہر فوق عبادہ ویرسل علیکم حفظۃ اور اللہ تعالی غالب ہے اپنے بندون پر اور
بھیجتا ہے تم پر نگہبان تمہارے حفاظت کرنے والے اور تمہارے عملون کے اور سورہ رعد مین ہے لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ
من امر اللہ ہر آدمی کیواسطے فرشتہ ہین ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے اوسکے آگے اور پیچھے حفاظت کرتے ہین اللہ کے حکم سے یہ ہر آدمی
کا حال ہے اور مومن کیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایکسو ساٹھ فرشتے شیاطین سے اوسکی نگہبانی کرتے ہین اگر یہ نہون تو شیطان
ایک آن مین اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالین ۱۲ لہ عالم علوی آسمان اور اوسکے اوپر کی چیزین عالم سفلی زمین اور اوسکے اوپر اور اندر کی چیزین ۱۲
ہ یعنے فرشتون کے کئی بازو ہین نہ یہ کہ دو اور تین اور چار سے زیادہ نہون ؎ ترمذی نے شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مسروق سے کہا لم یرہ فی صورتہ الا مرتین مرۃ عند سدرۃ المنتہی ومرۃ فی اجیاد لہ ستمائۃ جناح قد سد الافق نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو اونکی اصلی صورت مین دیکھا مگر دو بار ایکدفعہ معراج مین سدرۃ المنتہی کے پاس اور دوسری دفعہ اجیاد مین کہ ایک
جنگل کا نام ہے مکہ معظمہ مین اونکے چھہ سو بازو تھے کہ روک لیا تھا آسمان کے کنارے کو ؎ معراج مین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام تھے جب سدرۃ المنتہی پر پہونچے کہ وہ ساتوین آسمان پر جبرئیل علیہ السلام
کے ٹھہرنے کا مقام ہے آگے نہ جاسکے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عذر کیا کہ آگے چلنے کی مجھہ مین طاقت نہین ہے مولوی
جامی نے اونکا قول زلیخا مین نقل کیا ہے

بیت

اگر یکسر موے برتر پرم ٭ فروغ تجلی بسوزد پرم ٭

کہ جبرئیل علیہ السلام سب سے افضل ہے اور بعض کہتے ہین کہ یہ چارون فرشتے آپسمین برابر مرتبہ رکھتے ہین مگر سوائے ابنی اور سب فرشتون سے افضل ہین سوائے ان چارون کے اور فرشتے بھی مقرب اور عظیم ہین اُن مین سے آٹھ فرشتے عرش کے اٹھانے والے ہین عظمت ان کی اجرام کی اسقدر ہے کہ اُن کے کندھون سے کان کی لوتک دو سو برس کے رستے کی برابر مسافت ہے اور ایک روایت مین سات سو برس کے رستے کی برابر فاصلہ آیا ہے وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مَقَامٌ مَعْلُومٌ اور ہر ایک کے لئے ان مین سے اللہ تعالے کی قرب و معرفت کی بارگاہ مین ایک مقام مقرر ہے اور مرتبہ خاص اور جگہ معین ہے کہ اس سے تجاوز و ترقی نہین کر سکتے اور جو کمال اُن کے لائق ہے انکو بالفعل حاصل ہے انہین شوق و تحصیل کمال نہین ہے کس لیے کہ شوق اُس چیز پر ہوتا ہے جو حاصل نہو اور مقصود ہو اور وہ جو کہتے ہین کہ ملائکہ مین عشق نہین ہے اس کے یہی معنے ہین نہ یہ کہ اُنکو اللہ تعالی کی محبت اور معرفت نہین ہے۔

لَا يَعْصُونَ اللهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ خدائے تعالے کی نافرمانی اور گناہ نہین کرتے اور اس کی مخالفت کا رستہ نہین چلتے جو کچھ حکم کرتا ہے فوراً بجالاتے ہین ابلیس نے جو نافرمانی کی درحقیقت وہ فرشتہ نہ تھا بلکہ اصل خلقت مین جن تھا طاعت و عبادت کے سبب سے فرشتون مین شمار کیا گیا تھا

ف اور آدمی کو پیدا ہوتے ہی کوئی کمال نہین حاصل ہوتا مگر اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے اُس مین ہر کمال کے حاصل کرنے کی طاقت رکھدی ہے اس لئے اسکو ہر چیز کے حاصل کرنے کا شوق ہوتا ہے اور اپنے مرتبہ اور شوق اور محبت کی موافق جس چیز یا جس کام کو وہ چاہتا ہے حاصل کر لیتا ہے اور عالم کی تمام چیزون کو وہ اپنے کام مین لاتا ہے اور اُن مین تصرف کرتا ہے اور ہر طرح کی عبادت کر سکتا ہے فرشتے اپنی اپنی عبادت کوئی قیام کی حالت مین کوئی رکوع کی کوئی سجدہ کی کوئی قعدہ کیصورت مین ادا کرتے ہین اور وہ اپنے نماز مین یہ سب رکن ادا کر سکتا ہے مگر سیکھنے کے بعد غرض کوئی ایسا کام نہین ہے کہ آدمی اُسکا شوق کرے اور کوشش و مجاہدہ کے بعد وہ اسکو حاصل نہو غایت یہ کہ اگر وہ کام ایک آدمی کے مرتبہ سے زیادہ ہے اور اُسی نہ حاصل ہو سکا دوسرے کو ہوگا جو اُس مرتبہ کا ہے۔ بیت باوجودیکہ پر و بال نتھے آدم کے ❊ وہان یہ پہونچا کہ فرشتہ کا بھی مقدور نہ تھا ❊ ف اللہ تعالے نے سورہ کہف مین فرمایا کان من الجن ففسق عن امر ربہ ابلیس تھا جنون مین سے پس نافرمانی کی اپنے رب کی حکم کی اور دوسرے دلیل یہ کہ اُسکے آگے فرمایا ہے افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی کیا پکڑتے ہو تم اسکو اور اس کی اولاد کو دوست میرے سوا۔ یہان سے معلوم ہوا کہ اسکی اولاد ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ وہ جن ہے اس لئے کہ فرشتون کے اولاد نہین ہوتی

آخر اپنی اصل کی طرف رجوع کیا بعضے کہتے ہین کہ ملائکہ اور جن پیدایش مین ایک دوسرے
کے قریب ہین کہ نار نور بھی کہتی ہے اور دہوان بھی اگر دہوان اُس مین سے جاتا رہے تو
نور رہجاوے واللہ اعلم وَلَهٗ كُتُبٌ اَنْزَلَهَا عَلٰى رُسُلِهٖ اور اللہ
تعالے نے اپنے بعضے پیغمبرون پر کتابین نازل کی ہین اور سب کو اُن کی متابعت کا حکم
کیا ہے سب کتابین ایک سو چار ہین اون مین سے چار کتابین بڑی اور مشہور ہین۔
مِنْهَا التَّوْرٰاةُ اُن چار مین سے ایک توراۃ ہے کہ موسے علیہ السلام پر اوتری ہے اور
اور بنی اسرائیل کی تمام انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوۃ و السلام اسپر عمل کرتے رہے وَالزَّبُوْرُ
اور دوسری زبور ہے کہ داؤد علیہ السلام پر اوتری ہے وَالْاِنْجِیْلُ اور تیسری انجیل ہے کہ
عیسے علیہ السلام پر اوتری ہے ان سب کتابون مین بعد ذکر الٰہی اور بیان احکام شرعی
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اُن کے اصحاب رضی اللہ عنہم اور اُنکی
امت کے احوال اور صفات مفصل لکھے ہین اور انبیاے سابق علی نبینا و علیہم الصلوۃ
والسلام نے جناب الٰہی مین آپ کے نام مبارک کے ساتھ۔

۱ فرمایا ہے کل شی یرجع الی اصلہ ہر چیز اپنی جڑ کی طرف رجوع کرتی ہے اور اس باب مین ابلیس کا قول اللہ تعالے نے سورہ ص مین نقل فرمایا ہے خلقتنی من نار و خلقتہ من طین - مجھکو پیدا کیا تو نے آگ سے اور اس کو مٹی سے اور دراصل آگ کا کام اوپر کو سر اوٹھانا ہے اور مٹی کا کام نیچے گرنا ہے پس مین اس کو کیون کر سجدہ کرون اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس آگ سے بنا ہوا تھا اس لیئے اُس نے تکبر کیا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نکیا اپنی اصل کی طرف گیا اور خداے تعالے کی نافرمانی کی ۱۲

۲ اسرائیل حضرت یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے اور بنی اسرائیل اُن کی اولاد ہوئی اور یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ہر بیٹے کی اولاد ایک فرقہ بن گئی اُس لیئے بنی اسرائیل کے بارہ فرقے ہوئے کہتے ہین اُن مین چار ہزار پیغمبر ہوئے یہ سب توراۃ پر چلتے رہے -

۳ کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منے توراۃ مین پڑھا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نہ سخت خو ہوگا نہ سخت دل بازار مین آواز بلند نکریگا لوگون کے قصور معاف کریگا بدی کے بدلے نیکی کریگا اُس کی اُمت اللہ تعالے کی شکرگزار اور تکبیر پڑھنے والی ہوگی آدہی پنڈلیون تک ان کی ازار ہوگی چار اندام کا وضو ان پر فرض ہوگا - بلند مینارون پر اذان کہین گے نماز اور لڑائی مین صف باندہ کر کہڑے ہون گے مکہ معظمہ مین پیدا ہوگا مدینہ طیبہ مین ہجرت کریگا مدینے سے شام تک اُس کی بادشاہت ہوگی یہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمارا رسول ہے جس کے سبب گمراہ راہ پاوینگی ایسی ایسی بہت سی صفتین ہین جنکے بیچ کرنے مین طوالت کا خوف ہے اور اکثر پیغمبر اگلے آپ کی خبر ہر وقت مین اپنی اپنی اُمتون کو دیتے ہے چنانچہ عیسے علیہ السلام نے جو اپنی امت کو خبر دی وہ اللہ تعالے نے سورہ صف مین نقل فرمائی ہے وَاِذْ قَالَ عیسے ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد - اور جب کہا عیسے مریم کے بیٹے نے اے اولاد یعقوب کی تحقیق مین رسول اللہ کا ہون بہیجا گیا ہون تمپر تصدیق کرتا ہون اپنی پہلی کتاب توراۃ

تقرب و توسل کیا ہے   اور چوتھا سب کتابون آسمانی کا خلاصہ قرآن مجید
و فرقان حمید ہے کہ حضرت سید الانبیاء و خاتم المرسلین محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم
پر نازل ہوا ہے۔ اعجاز نظم خاصہ اُس کا ہے کہ کسی کتاب مین نہین ہے اگرچہ توریت ضخامت
مین اتنی بڑی ہے۔ کہ سوائے پیغمبرون کے اور کسیکو یاد ہو سکتی تھی لیکن قرآن مجید باوجود
اختصار کے سب کتابون سے اعظم و اکمل ہے ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین
اور تمامی کتب آسمانی کلام الٰہی ہونے مین برابر ہین اگرچہ بسبب دوسری وجوہات
کے بعضی کتابین بعض سے افضل ہین جیسے انبیاء علیہ السلام پیغمبر ہونے مین
سب برابر ہین لانفرق بین احد من الرسلہ لیکن مرتبے مین بعضے بعضون سے
افضل ہین تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض - واسماء ہ توقیفیہ اور نام اللہ
تعالٰی کی توقیفی ہین - یعنے سُننے پر موقوف ہین اور شرع سے ثابت ہوئے ہین
پس جو نام کہ شرع شریف مین ذات الٰہی پر بولا گیا ہے۔ اُوسی نام سے اللہ تعالےٰ
کو پکارنا درست ہے اپنی طرف سے نیا نام مقرر کرنا نہین چاہیے اگرچہ عقل اس
کی اطلاق کی صحت پر حکم کرے یا معنے اس کے اُس نام کے مطابق ہون جو شرع
مین آیا ہے مثلاً اللہ تعالےٰ کو شافی کہین گے نہ طبیب اور جواد کہین گے نہ سخی اور
عالم کہین گے نہ عاقل اور یہ ممانعت تسمیہ مین

۱ تقرب نزدیکی چاہنی اور توسل وسیلہ پکڑنا تمام اہل کتاب حل مشکلات کے وقت اپنی دعاؤن مین نبی آخر زمان صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب الٰہی مین واسطہ گردانا کرتے تھے اور آپ سے کمال محبت رکھتے تھے جب اُونکو معلوم ہوا کہ وہ بنی اسرائیل مین سے نہین بلکہ بنی اسمٰعیل یعنے اسمٰعیل بن ابراہیم علی نبینا و علیہم السلام کی اولاد مین سے ہوگا تو اُونکی محبت عداوت کیساتھ بدلگئی اور حسد کے سبب سے آپکا نام مبارک اور اُونکی صفت کتب آسمانی مین مٹا ڈالی اُونکی اس فعل کی خبر خدا تیعالی نے سورہ بقرہ مین دی ہے ومن اظلم ممن کتم شہادۃ من اللہ اور اُس سے زیادہ کون ظالم ہے جو مٹا دے اللہ تعالی کی گواہی کو بعضے مقام پر ورس کے ورس مٹا دیے بلکہ جگہ کلمون کو آگے پیچھے کر کے مطلب نکالا خدا تیعالی نے اس کی خبر سورہ مائدہ مین دی ہے و یحرفون الکلم عن مواضعہ اور بدل دیا اُنہون نے کلمون کو اپنے مقام سے ۲ ؎ ۳ ؎ بعضے عبارت مین ایسا انتظام کہ آدمی اُسکے مقابلہ کی عاجز آجاوین چنانچہ باوجود اسباب کے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ مین عرب مین فصاحت و بلاغت کا نہایت چرچا تھا اور ایسے بڑے بڑے شاعر تھے کہ سبع معلقات یعنے سات قصیدے اُنہون نے ایسے لکھکر کعبے کے دروازہ مین لٹکائے تھے - روئے زمین پر کوئی اُن کا جواب نہ بنا سکا حضرت نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُونکے روبرو آیۃ قرآن مجید کی پڑھی فاتوا بسورۃ من مثلہ یعنے اگر تم لئے ہو کہ یہ قرآن مجید اللہ کا کلام نہین ہے تو باوجود اس فضل و کمال کے ایک چھوٹی سے آیت اس کے مقابلہ مین تمام جہان جمع ہو کر تبنی مدت مین چاہو بنا لاؤ لیکن ایسے عاجز ہوئے کہ ہرگز نہ لا سکے ۴ ؎ ضخامت موٹائی ہر چیز کی ۵ ؎ بہت بڑا اور تہا کامل ۶ ؎ یہ آیۃ سورہ بقرہ مین ہے یہ کتاب نہین شک اسمین ہدایت کرتی ہے پرہیزگارون کو ۷ ؎ یہ آیت

نہ توصیف مین اس واسطے کہ تسمیہ مین ایک تصرف ہے کہ سوائے نام رکھنے والے کی اور کو
نہین پہونچتا اور کلام انہین نامون مین ہے کہ صفات وافعال سے ماخوذ ہین اور اسمائے اعلام
ہین کہ ہر زبان مین خاص ذات الٰہی کے لئے موضوع ہین کچھ کلام نہین ہے لیکن کفار کی زبان مین
جو نام مخصوص ہین اللہ تعالے کو ان کے ساتھ پکارنا چاہئیے اور معلوم رہے کہ ان ننانوین نامون
ہین کہ مشہور ہین اسمائے الٰہی منحصر نہین ہین بلکہ بہت سے نام ایسے ہین کہ اللہ تعالے نے بعض
خلقت کو نہین تبلائے اور بہت سے ایسے ہین کہ خلق اُن کو جان ہی نہین سکتی اور شرع شریف مین
جو آئے ہین وہ بھی بہت ہین ان ننانوین نامون کی شہرت بسبب ایک خاصیت کے ہے
جو اللہ تعالے نے ان مین رکھی ہے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان للہ تسعۃ وتسعین
اسما من احصیہا دخل الجنۃ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی بادشاہ کے ہزار سوار ہمارے
ایسے ہین کہ جو کوئی مدد چاہے اس کی مدد کرتے ہین اور جہان جاتے ہین فتحیاب ہوتے ہین
اس سے یہ نہین لازم آتا کہ اس بادشاہ کے پاس سوائے ان ہزار سوار کے اور سوار ہی نہین
ہین بلکہ یہ معنے ہین کہ سوا بے شمار ہین اُونمین سے ہزار اس قسم کے ہین کہ بیان کئے بس اللہ
تعالے کے نام بے شمار ہین لیکن ان ننانوین نامون کے ذکر مین یہ خاصیت ہے کہ ان کا ذکر
کرنے سے جنت مین داخل ہوگا واللہ اعلم —

وہو خالق لافعال العباد فالکفر والمعصیۃ بارادتہ وتقدیرہ ولا یرضاہ — اور وہ
خالق ہے بندون کے کامون کا پس کفر وگناہ اسی کے ارادے اور

---

١ منتخب مین ہے تسمیہ نام رکھنا توصیف تعریف کرنا ۱۲ ٢ اعلام علم کی جمع ہے اور علم نام کو کہتے ہین جو تمام جنس مین
مین سے ایک شخص کو ممیز کرے اور اس کا نشان بتادے جیسے آدمی یا انسان جنس کا نام ہے اور عبد الکریم ایک شخص کا
نام کل آدمیون مین سے ٣ وضع کئی گئی اور بنائی گئی ٤ جیسے ایک زبان اور ملک مین جو نام ہین اُنکو دوسری
زبان اور ملک والے نہین جانتے اور جانورون کی زبان مین جو نام ہین اُنکو آدمی نہین جانتے اور آسمان والون مین
جو نام ہین اُن کو زمین والے نہین جانتے ٥ جیسے وہ صفتین کہ اللہ تعالے اپنے آپ ہی جانتا ہے کسی مخلوق کو معلوم
نہین ہین اور نہ مخلوق کو طاقت کہ اُنکو معلوم کرسکے بغیر بتلائے حق تعالے کے ٦ تحقیق اللہ تعالے کے ننانوین نام ہین جس
شخص نے اُن کو یاد کیا اور ذکر کیا یا اُن کی صفتین اپنے اندر پیدا کین جنت مین داخل ہوا ماضی کا صیغہ
تحقیق کے لئے لائے یعنے اوسکا جنت مین جانا ایسا یقینی ہے کہ گویا داخل ہو ہی چکا یہ حدیث مشکوۃ
شریف مین بروایت حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ ترمذی و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ سے نقل کی ہے۔

تقدیر سے ہی لیکن وہ اُس سے راضی نہین ہے جب ثابت ہو چکا کہ تمام چیزون کا وہی پیدا کرنے والا ہے اور بندون کے افعال بھی سب چیزون مین داخل ہین تو ان افعال کا خالق بھی وہی ہوا عموماً اور اس ایۃ مین مخصوص فرمایا واللہ خلقکم وما تعملون[۱] یعنے اللہ تعالے نے تمکو پیدا کیا اور تمہارے عملون کو پس کفر وایمان وطاعت وعصیان ونیکی وبدی بندون سے اللہ تعالی کے ارادہ وتقدیر اور حکم سے صادر ہوتے ہین[۲] مگر حق تعالے ایمان وطاعت ونیکی سے راضی ہے اور کفر ومعصیت سے ناراض ہے چنانچہ فرمایا ولا یرضیٰ لعبادہ الکفر[۳] چاہنا اور پیدا کرنا امر دوسرا ہے اور راضی ہونا امر دوسرا رضا جب سمجھے جاوے کہ حکم کرے کہ یون کرو اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کسی حکمت کے سبب سے حکم کرتا ہے لیکن اس کا واقع ہونا نہین چاہتا اور حکمت اُس کی سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا اس کی ایسے مثال ہے جیسے مالک اپنے بندیکی قصورون کا ثبوت وظہار کرنا چاہے تو اسی کسی کام کا حکم کرے اور نچاہی کہ بندہ اس کام کو کرے کہ قصور اسکا دیکھنے والون پر ظاہر ہو پس امر ونہی مین ایک فائدہ اور حکمت یہ تحقیق ہوئے کہ حقیقت بندونکی جو علم ازلی مین پوشیدہ ہے ظاہر اور ہویدا ہو جاوے کہ مطیع کون ہے اور عاصی کون ہے واللہ علم بحقیقت الحال

وَلِلْعِبَادِ اَفْعَالٌ اِخْتِيَارِيَّةٌ يُثَابُوْنَ بِهَا وَيُعَاقَبُوْنَ عَلَيْهَا اور باوجو اس کے کہ ہر کام اللہ تعالے کے ارادے اور تقدیر سے ہوتا ہے بندہ بھی فاعل ومختار ہے کہ اپنے کام مین اختیار رکھتا ہے اور جو فعل اس سے صادر ہوتے ہین جبر واضطرار سے

[۱] یہ آیہ سورہ صافات مین ہے ۱۲ [۲] اللہ تعالے نے قرآن مجید مین اس مضمون کو کتنی ہی جگہہ ارشاد فرمایا ہے اُن مین سے بعضے آیتین یہ ہین سورہ مین ہے ماکانوا لیومنوا الا ان یشاء اللہ نہین ہے ایمان لانے والے مگر جسکو چاہے اللہ اور سورہ انعام مین ہے فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام پس جس شخص کے ہدایت کرنے کا ارادہ اللہ کرتا ہے اس کی چہاتی کہولدیتا ہے اسلام کے لیے ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا۔ اور جس کے گمرہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے بہت تنگ کردیتا ہے اس کی چہاتی۔ اور سورہ ہود مین ہے ان کان اللہ یرید ان یغویکم اگر اللہ چاہتا ہو کا کہ گمراہ کرے تمکو وہ رب ہے تمہارا اور اس کی طرف پھیرے جاوگی اور سورہ انعام مین ہے ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدیٰ اور اگر چاہے اللہ البتہ جمع کرے انکو ہدایت پر ولو شاء لہدیکم اجمعین اور اگر چاہے اللہ البتہ ہدایت کرے تم سب کو [۳] یہ آیہ سورہ زمر مین ہے اور اللہ تعالے راضی نہین ہے اپنے بندون کے کفر کرنے سے اور اس مضمون کی بہی بہت سے آیتین ہین اُن مین سے

نہین ہوتے بلکہ اپنے اختیار سے ہوتے ہین اور اسے اختیار پر اس کے لئے ثواب و عذاب مترتب ہوتا ہے اول معنے جبر و اختیار کے معلوم ہون جب اس مسئلہ کی حقیقت ظاہر ہوگی پوشیدہ نرہی کہ آدمی سے دو طرح پر افعال صادر ہوتے ہین ایک اس طرح پر کہ پہلے کسی چیز کا دل مین تصور کرے اور وہ چیز اس کی طبیعت کے موافق ہووے پہر اس کے حاصل کرنے کی طرف حرکت کرے اور جو وہ چیز اس کی طبیعت کی مخالف ہووے اس لئے اس کی دل مین اس چیز سے نفرت و کراہت پیدا ہووے اور اور اس کے ترک کرنے کی طرف حرکت کرے اور پہلے شہوت و نفرت کے فعل اور ترک اس کا برابر تھا ممکن تھا کہ کرتا یا نہ کرتا پس آدمی کی اس حرکت کو حرکت اختیاری کہتے ہین اور اس حرکت سے جو فعل صادر ہو وہ فعل اختیاری کہلاتا ہے دوسری طرح کی حرکت جو بغیر تصور و خواہش پیدا ہوتی ہے جیسے رعشہ والے کی حرکت اُسکو حرکت جبری اور اضطراری کہتے ہین پس کوئی عاقل نہین قبول کرنے کا کہ آدمی کے سب فعل جبری و اضطراری مین بلکہ اکثر ارادی و اختیاری مین لیکن یہان یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ علم و ارادت ازلی و قضا و قدر الٰہی کے موافق افعال آدمی سے سرزد ہوتے ہین پس اگر خدائے تعالےٰ نے ازل مین جانا اور چاہا کہ فلان فعل فلان بندے سے صادر ہووے اختیاری ہووے یا اضطراری ضرور صادر ہوگا اور اگر چاہا نہو ہرگز نہو گا۔ پس آدمی کو کسی فعل کے وجود مین لانے کا اختیار نہوا اس سے لازم آیا کہ آدمی اختیار رکھتا ہے مگر اپنے اختیار مین اختیار نہین رکھتا چنانچہ کہا ہے مختار فی فعله و مجبور فی اختیاره

ل بالکسر مصدر ہے باب اکرام سے اور غیاث اللغات مین اس کے معنے لکھے ہین دشواری ۲ آدمی اپنے کام کرنے مین مختار اور اپنے اختیار مین مجبور ہے کہ جو کچھہ اس کی تقدیر مین لکھا ہے ناچار اُسے وہ کرنا پڑتا ہے تفسیر فتح العزیز مین حضرت مولوی شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے اس مسئلہ مین ایک تقریر لکھی ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو کہتے ہین کہ ہم نے یہ کام اس لئے کیا کہ ہماری تقدیر مین لکھا تھا وہ تقدیر کی حقیقت سے غافل ہین قضا و تقدیر کے معنے یہ ہین کہ علم اللہ تعالےٰ کا بسیط ہے اور ذرہ ذرہ کو شامل ہے پس وہ روز ازل سے جانتا ہے کہ فلان شخص فلان وقت مین فلانا کام کرے گا وہی اس نے لوح محفوظ مین لکھدیا ہے اور یہی ہر شخص کی تقدیر ہے اگر یہ آدمی اس کام کا کرنے والا نہوتا تو اللہ تعالےٰ اس کی تقدیر مین کیون لکھتا جب تقدیر کے یہ معنے معلوم ہوئے تو اس سے ثابت ہوا کہ تقدیر آدمی کی اس کے افعال کے تابع ہے نہ یہ کہ اس کے افعال اس کی تقدیر کے تابع ہون اب جو یہ کہتے ہین کہ ہماری تقدیر مین لکھا تھا جو ہم سے یہ کام ہوا وہ تقدیر کے معنے الٹے سمجھے ہین کہ اپنے افعال کو تقدیر کے تابع سمجھتے ہین اور یہ اولیٰ تقدیر اُنکو شر سے نہین بچا سکتی اسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی حاکم اپنے دو نوکرون کو دو کامون کے لئے بھیجے اور اپنے قیافہ شناسی سے معلوم کرکے اُن

یہ کہئے کہ ظاہر مین اختیار ہے اور باطن مین جبر اس مقام پر عقل حیران ہے اور عجز و سکوت کا
اقرار کرتی ہے مرجع و مآل کلام یہ آیۃ ہے ۔ ولا یسأل عما یفعل وھم یسئلون حضرت
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کہ استاد اہل طریقت و قدوہ اہل حقیقت ہین فرماتے ہین
لاجبر ولا قدر ولکن امر بین امرین یعنے جبر مذہب فرقہ جبریہ کا ہے کہتے ہین کہ آدمی کو کچھ
اختیار نہین ہے اور اس کی حرکت جمادات کی حرکت کے مانند ہے اور قدر مذہب فرقہ
قدریہ کا ہے کہتے ہین کہ سب کام آدمی کے اختیار مین ہین اور آدمی اپنے کام مین مستقل
اور اپنے افعال کا خالق ہے یہ دونون باطل ہین اور افراط اور تفریط کے دریا مین غرق
ہین حق مذہب متوسط ہے ان دونون کے درمیان مین لیکن اس امر متوسط کے دریافت
کرنے مین عقل حیران و سرگردان ہے اور حقیقت مین یہ حیرانی اور سرگردانی صرف اہل
بحث و جدال کے لئے ہے جو عقل سے معتقدات کا ثابت کرنا چاہتے ہین اور جو چیز ان کے
عقل مین نہ آوے اس کی تصدیق نہین کرتے اور اسپر ایمان نہین لاتے اور ایمان والون کے
واسطے قرآن مجید اور شریعت اسلام کے احکام اس مدعا کے ثبوت پر دلیل قاطع ہین اللہ
تعالے نے فرمایا واللہ خلقکم وما تعملون اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر کام اللہ تعالے کی
قدرت و ارادے سے ہوتا ہے اور باوجود اسکے اطاعات و معاصی کو بندون کی طرف
نسبت کر کے فرمایا وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون عمل پیدا کرنے کی
نسبت اپنی طرف اور عمل کرنے کی نسبت بندون کی طرف ثابت کی پس ہمکو ضرور ایمان
لانا اور اعتقاد کرنا چاہئے کہ دونون حق ہین اگرچہ ان کی حقیقت کو ہم نہ پہونچین اور ان کا
بھید ہم پر نہ کھلے دوسرے یہ کہ ہر امر و نہی اور سب احکام مین ہم شرع کے تابع ہین
اور مسئلہ قضا و قدر اور مسئلہ اختیار دونون ہم کو شرع سے معلوم ہوئے ہین اس
لئے دونون پر ایمان لانا واجب ہے پھر نزاع و جدال کس واسطے ہے پس امر
متوسط پر ایمان لازم ہے اور در حقیقت خوض کرنی اس مسئلہ مین گمراہی اور جہالت
کا نشان ہے کون سے حقیقت اور کونسا عمل اس مسئلہ کی بحث پر موقوف ہے عمل
کرنا چاہئے اور حقیقت کا علم خدا کو ہے

اعملوا فکل میسر لما خلق لہ اگر بعد خبر شارع کے تردد و خلجان دل مین باقی ہے تو اس سے بہتر یکسی اور دین کا فکر کرنا چاہئیے کیونکہ ایمان کی حقیقت یہی ہے کہ جو کچھ شارع سے سُنے اسکی تصدیق کرے اور جو ایمان کو اپنے عقل کے حکم پر موقوف رکھتا ہے تو در حقیقت اپنی عقل پر ایمان لایا ہے اس مسئلے کی اثبات مین یہی رستہ چلنا کافی ہے اور یہی رسالہ کی وضع کے بھی موافق ہے اگرچہ قلم مین طغیانی ہے مگر کیا کیا جاوے حق تعالےٰ ہم کو خطا اور خلل سے نگاہ رکھے اور ہم کو ہمپر نچھوڑے نوا اللہ یضل من یشاء و یھدی من یشاء پیدا کرنے والا ہدایت اور ضلالت کا بندی مین خدائے تعالےٰ ہے جس کو چاہے گمراہ کرے اور جس کو چاہے سیدھی راہ پر لاوے پس جس کو وہ گمراہ کرے اُسکو راہ راست پر کوئی نہین لاسکتا۔ اور جس کو وہ ہدایت کرے اُس کو کوئی گمراہ نہین کرسکتا اس پر قرآن و حدیث ناطق ہین اور باوجود اس کے قرآن مجید اور نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف ہدایت کی نسبت فرمائی اور شیطان اور بتون کی طرف

سلہ عمل کرپس ہر شخص آسان کیا گیا ہے واسطے اس چیز کے کہ اس کے لئے پیدا کیا گیا ہے یہ ایک بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے ساری حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر آدمی کا ٹھکانا مقرر کردیا ہے دوزخ مین یا جنت مین صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا نہ بھروسا کرین ہم تقدیر الٰہی پر اور عمل چھوڑ دین اس کے جواب مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمل کرنا نہ چھوڑو کہ نشان دوزخی اور جنتی کا یہ ہے کہ جس کو اللہ نے دوزخ کے لئے پیدا کیا ہے اُسپر وہ کام آسان کئے ہین جو اُسکو دوزخ مین لیجاوین اور جس کو جنت کیلئے بنایا ہے اُسپر جنت مین جانے کے کام آسان کئے ہین پس جب تم کو اللہ کی تقدیر کا حال معلوم نہین ہے تو اچھے عمل کرو اور جنتی ہونے کی نشانی اپنے اندر پیدا کرو شاید کہ جنتی ہو اور آپ نے یہ آیت سورہ لیل کی پڑہی۔ فاما من اعطےٰ واتقےٰ وصدق بالحسنےٰ فسنیسرہ للیسرےٰ واما من بخل واستغنےٰ وکذب بالحسنےٰ فسنیسرہ للعسرےٰ۔ جسنے دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا نیک بات یعنے دین اسلام کو پس آسان کرینگے ہم اُسپر رستہ آسائش کا اور جس نے نہ دیا اور اپنے تئین بے پروا سمجھا یعنے تکبر کیا اور جھٹلایا نیک بات یعنے دین اسلام کو بس آسان کرینگے ہم اُسپر رستہ سختی کا یعنے نیک کو توفیق دیتے ہین ایسی کامون کی کہ اس کو جنت مین لیجاوین اور بد پر آسان کرتے ہین وہ عمل کہ وہ اُسکو جہنم مین لیجاوین سلہ اگر نری عقل سے شریعت کے سب احکام معلوم ہوسکتے تو رسولون اور کتابون کی کیا حاجت تھی پس معلوم ہوا کہ قرآن و حدیث مقدم ہیے اِن کے آگے دلیل بے فائدہ ہے مولوی جلال الدین رومی نے فرمایا بیت پائے استدلالیان چوبین بود پائے چوبین سخت بے تمکین بود سلہ اللہ تعالےٰ نے سورہ زمر مین فرمایا ذلک ہدی اللہ یھدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فمالہ من ہاد ومن یھدی اللہ فمالہ من مضل یہ ہدایت اللہ کی ہے راہ دکھاوے اُس کی طرف جسکو چاہے اور جسکو چاہے گمراہ کرے اللہ پس نہین ہے اس کے واسطے کوئی راہ پر لانے والا اور جسکو اللہ راہ دکھاوے اُسکا کوئی گمراہ کرنے والا نہین اور نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خطبہ مین فرمایا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ جسکو اللہ تعالےٰ ہدایت کرے پس اُسکا کوئی گمراہ کرنے والا نہین ہے اور جسکو وہ گمراہ کرے اُسکا کوئی راہ پر لانیوالا نہین ہے

ضلالت کی نسبت فرمائی پس ان دونون پر ہم کو ایمان لانا اور اعتقاد کرنا چاہئے اور حقیقت
مین ہدایت کے دو معنے ہین ایک راہ راست بتانی اور دوسرے راہ راست پر چلاکر مقصود
تک پہونچانا یہ دوسرے معنے اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ مخصوص ہین کسی دوسرے کا
مقدور نہین اور پہلے معنے قران شریف اور نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات مین
ثابت ہین کہ طریق مستقیم اور راہ راست کا بیان کرتے ہین لیکن راہ راست پر چلاکر
مقصود تک پہونچانا خدا ہی کا کام ہے پس ظاہر مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
ہدایت کا سبب اور شیطان کو ضلالت کا سبب بنایا ہے اور حقیقت مین سب خدا کی
طرف سے ہے[۳] واللہ الهادی ومنه التوفیق۔

وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْكَافِرِ وَالْفَاسِقِ وَتَنْعِيمُ أَهْلِ الطَّاعَاتِ بِمَا يَعْلَمُ اللّٰهُ وَيُرِيدُهُ وَ
سُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيرٍ حَقٌّ اور عذاب قبر کا فر وفاسق کے لئے اور نعمت فرمان بردارون کیلئے
ساتھ اُس چیز کے کہ اللہ جانتا ہے اور اُسنے ارادہ کیا ہے اور سوال منکر اور نکیر کا حق ہے
اہل سنت والجماعت کی اعتقادات مین سے ایک قبر کا عذاب بھی ہے اور مراد
قبر سے عالم برزخ ہے کہ دنیا اور آخرت کے درمیان واسطہ ہے اس عالم مین کافر و
فاسق محنت وعذاب مین رہینگے اور مومن فرمان بردار عیش ونعمت مین اور منکر ونکیر
دو فرشتے ہین عظیم الجثہ خوفناک اور کالی صورت آنکھین اُن کی نیلی قبر مین آتے ہین اور رب
ورسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ودین اسلام کا سوال کرتے ہین اگر اللہ تعالی کی توفیق و
تعلیم سے بندہ اُن کی سوال کا جواب درست وصحیح دیتا ہے اوسپر عیش ونعمت کا
دروازہ کھولا جاتا ہے اور قیامت تک نئی دولہن کی مانند آرام سے سوتا ہے اور وہ
قبر اُس کے حق مین جنت کے باغ کے مانند ہوجاتی ہے اور اگر جواب ٹھیک نہین دیتا

[۱] سورہ بقرہ کے اول مین فرمایا ذلک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین۔ یہ کتاب کہ اس مین شک نہین ہے ہدایت کرتی
ہے پرہیزگارون کو اور سورہ جن مین جنون کی زبانی فرمایا یہدی الی الرشد فامنا بہ یہ قران ہدایت کی طرف رستہ دکھاتا ہے
پس ہم تو سپر ایمان لائے ان آیتون مین اللہ تعالی نے ہدایت کی نسبت قران مجید کی طرف کی اور نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم
کی طرف ہدایت کی نسبت بہت آیتون مین کی ہے ان مین سے ایک یہ آیت ہے سورہ جمعہ مین فرمایا ہو الذی بعث
فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وہ اللہ ایسا ہے کہ پیدا کیا
امیون یعنے ان پڑہون مین رسول انہین مین سے ایسا رسول کہ امی ہوکر پڑھتا ہے ان پر اسکی آیتین اور سنوارتا ہے
کرنے والا ہے اور اسیکی طرف سے توفیق ہے۔

محنت وعذاب ودوزخ کادروازہ اس پر کہولا جاتا ہے اور وہ قبر اُس کی حق مین آگ کے
پہاڑ کے مانند ہوجاتی ہے یہ سب آیات واحادیث سے ثابت ہے[1] اسپر ایمان لانا چاہیئے
اور اس کی کیفیت علم الہی پر سونپے چاہیئے کہ بدن کو زندہ کرکے روح اسمین ڈالکر یہ معاملہ
ہوتا ہے یا نری روح کے ساتہ ہوتا ہے غرض جوکچہہ قادر مطلق مناسب جانتا ہے اور جس
طرح چاہتا ہے اسی طرح کرتا ہے بعض علمانے کہا ہے کہ گناہ گارون کے پاس جو فرشتے
آتے ہین ان کا نام منکر ونکیر ہے اور فرمان بردارون کے پاس جو فرشتے آتے ہین ان کا نام
مبشر وبشیر ہے لیکن یہ غریب[2] ہے اور اس کا ذکر احادیث مین کم ہے اور کہتے ہین کہ سوال
کرنے والے فرشتون کی بری جماعت ہے اُن مین سے بعضون کا نام منکر اور بعضون کا
نکیر ہے ہر قبر مین دو فرشتے ان نامون کے آتے ہین جیسے نامہ اعمال کے لکہنے پر ہر بندہ کے
لیئے دو فرشتے مقرر ہین اور ممکن ہے کہ وہ ہی فرشتے ہون اور متعدد مکانون مین ایک
ایک ہی وقت ان صورتون مین متمثل[3] ہوتے ہون واللہ اعلم صاحب خلاصہ ورازی نے اپنی
فتاوے مین لکہا ہے کہ سوال بعد دفن کرنے میت کے ہوتا ہے بلکہ آدمیون کے غائب
ہونے کے بعد اور جو میت کو تابوت مین رکہین دوسرے مکان پر لیجانے کی نیت سے اُس
سے نہین کیا جاتا اگر کسیکو درندی نے کہا لیا اُس سے درندے کے پیٹ مین

ف۱ سورہ مومن مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا النار یعرضون علیها غدواً وعشیاً ویوم تقوم الساعة ادخلوا آل فرعون اشد العذاب
پیش کیئے جاتے ہین وہ آگ پر صبح اور شام روز قیامت قایم ہونے کے دن ہم کہینگے کہ داخل کرو فرعون کی آل کو سخت
عذاب مین کہ وہ جہنم کا عذاب ہے اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن آل فرعون پر سخت عذاب ہوگا اور ابھی سے پہلے
عالم برزخ مین بھی صبح وشام ان پر عذاب ہوتا رہے گا اور یہ عذاب سوائے اُس عذاب کے ہی جو قیامت کو ان پر ہوگا اُس لئے
کہ واو عاطفہ مغایرت پر دلالت کرتی ہے اور سورہ نوح مین نوح علیہ السلام کو فرمایا اغرقوا فادخلوا نارا غرق کیئے گئے پانی
مین داخل کیئے گئے آگ مین فا تعقیب کے لیئے ہے یعنے پانی مین ڈوبتے ہی آگ مین داخل ہوئے اور عالم برزخ مین عذاب
کیئے جاتے ہین اور سورہ ابراہیم مین فرمایا یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت ثابت رکہتا ہے اللہ ایمان والون کو کلام ثابت
کے ساتہ دنیا اور آخرت مین تفسیر جلالین وتفسیر کبیر وترجمہ فارسی کلام مجید مترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ مین کلام
ثابت کے معنے کلمہ طیب لکہے ہین اور لکہا ہے کہ یہ آیہ عذاب قبر کے باب مین نازل ہوئی ہے اور قول ثابت سے یہان منکر
ونکیر کے سوال کا جواب صحیح مراد ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ استنزہوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه
پیشاب سے بچو کیونکہ اکثر عذاب قبر کا اس سے ہوتا ہے اور فرمایا اذا اقبر المیت اتاه ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدهما
المنکر والاخر النکیر جب دفن کر چکتے ہین قبر مین میت کو تو آتے ہین اس کے پاس دو فرشتے سیاہ رنگ نیلی پتلی والے ایک
ایک کا نام منکر ہے اور دوسرے کا نکیر ہے اور فرمایا۔ القبر روضة من ریاض الجنة او حفرة من حفر النیران قبر باغ ہے بہشت کے

سوال ہوتا ہے انتہے اور صحیح تر یہ ہے انبیاء علیہم السلام سے سوال نہین ہوتا اگر ہوتا ہے تو توحید اور احوال امت سے بطریق بزرگی اور تعظیم کے ہوتا ہے اور مومنین کے بچون مین اختلاف ہے اکثر کہتے ہین کہ ان سے سوال ہوتا ہے مگر فرشتے سوال کے بعد ان کو تلقین کرتے ہین کہ کہو اللہ تعالے میرا رب ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے رسول ہین اور اسلام میرا دین ہے یا اللہ تعالے اُن کو الہام کرتا ہے جیسے عیسٰے علیہ السلام کو طفلی مین الہام کیا اور مشرکین کے بچون مین امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالے نے توقف کیا ہے اور بعض کہتے ہین آگ مین جاوین گے بعض کہتے ہین جنت مین داخل ہونگے محمد بن حسین کہتا ہے کہ مین یقین رکہتا ہون کہ اللہ تعالے کسیکو بغیر گناہ کئے عذاب نہین کرتا ہے اور جنون سے بھی سوال ہوگا بدلیل حکم عام اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے مسلمان جنون کے ثواب کی کیفیت مین توقف کیا ہے اور کافر جن باتفاق عذاب کئے جاوین گے اور ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ کافر مجاہر سے سوال نہین ہوتا بلکہ بے پوچھ اُس کو عذاب کرتے ہین اور منافق سے سوال ہوتا ہے اور بعض شارحین نے کہا ہے کہ شہیدون اور رباط والون سے اور اُس شخص سے کہ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرے سوال نہین ہوتا کہ اسباب مین ہے۔

لہ یعنے یہانتک فتاوے بزازی اور خلاصہ کا مضمون تہا اب ختم ہوگیا ہے ۲ہ اللہ تعالی نے سورہ انبیا مین فرمایا وہم یسئلون اور وہ پوچھے جاوین گے پس اس مین آدمیون اور جنون کی کچھ تخصیص نہین ہے پس سب ہی پوچھے جاوین گے ۳ہ مجاہر جہر سے ہے یعنے ظاہر وعلانیہ ہین کافر اور باطن کافر ہوتا ہے اُوسے منافق کہتے ہین فرمایا اُس سے سوال ہوتا ہے بسبب اسلام ظاہر کے کہ دنیا مین ایمان کا اقرار کرتا تہا لیکن یہ ایمان اُوسکا دنیا مین اُوسکو اس قدر مفید ہوا کہ اُس کو اور اُس کے اہل وعیال کو امن ہوگیا مگر آخرت مین کچھ مفید نہوگا بلکہ اس فریب کے سبب سے اور کافرون سے زیادہ عذاب کا مستحق ہوگا اللہ تعالی نے سورہ نسا مین فرمایا ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار بے شک منافقین نیچے کے طبقے مین ہونگے آگ کے جسقدر جنت کے درجات اوپر کو چڑہتے جاتے ہین۔ نعمت اور خوبیون کی زیادتی ہوتے جاتے ہے۔ اور جس قدر دوزخ کے درکات نیچے کو ہوتے جاتے ہین۔ اُوسی قدر عذاب کی شدت ہوتی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ منافقین کے لئے اور کافرون سے زیادہ عذاب ہوگا۔ ۴ہ رباط کے معنے مضبوطی کے ہین اور جب لشکر دشمن کے مقابلہ مین ہوتا ہے تو ایک ٹکڑا لشکر کا دشمن کی فوج کے قریب راہ مین اُوترتا ہے۔ اور تہوڑے فاصلے پر تمام لشکر کہانے پینے اور دفع حوائج ضروری مین مصروف رہتا ہے اور اُس چہوٹے لشکر کے بہروسے پر سب لوگ آرام کرتے ہین۔ جب غنیم ارادہ کرتا ہے۔ تو چہوٹا لشکر خبر دیتا ہے۔ اُسی وقت سب ہوشیار ہو جاتے ہین۔ اور چہوٹا لشکر نہایت ہوشیار و مستعد رہتا ہے۔ اس سے اس کا نام رباط ہے اور ان رباط والون کا درجہ عالی اور ثواب بہت ہے

حدیثین وارد ہوئی ہین۔ پر جمعہ کی حدیث ضعیف ہے اور ترمذی اور ابن عبد البر نے یہ بھی
کہا ہے کہ قبر کا سوال خاص اس اُمت عظمی کے لیئے ہے اور ان کی عذاب کی اس
تعجیل مین یہ حکمت ہے کہ عالم برزخ مین گناہ کی آلائش سے پاک ہو کر قیامت
کو بی گناہ اُٹھین اور طحاوی نے بھی شرح عقیدہ مین ایسا ہی کہا ہے اور تعمیم و
توقف بھی نقل کیا ہے اور یہ بھی حدیثون مین آیا ہے کہ گناہ گار کی قبر مین ستر
ستر بچھو اور اژدہی ایسے ہون گے کہ اگر اُن مین سے ایک بھی یہان ڈنک یا پھنکا
مارے تمام جہان کے درخت بلکہ ساری دنیا جلکر خاک ہو جاوے اور حقیقت
مین وہ سانپ اور بچھو بُری صفتون کے خوفناک شکلین اور بُری افعال کی ڈراونی
صورتین اور دنیا کے تعلقات کی بدولت تصویرین ہون گی کہ اس عالم مین سانپ
اور بچھو بن گئی ہین اور عدد ستر کا کثرت کے لئے ہے یعنے سانپ اور بچھو بہت
ہون گے اپنے اپنے اعمال کے قدر کم و زیادہ نہ یہ کہ ہر قبر مین ستر ہی ستر ہون
گے یا شارع نے اصول صفات کے گنتی پر اطلاع دی ہے کہ بُری صفتین اور گناہون
کی جڑین دنیا مین ستر ہین جسنے سب قسم کے گناہ کئے اور سب بُری صفتین اپنی اندر پیدا
کین اسکی قبر مین پورے ستر ہون گے اور باقیون کے کم ان کے اعمال کے موافق اب
اسپر اور اس کے مانند اور امور آخرت پر کہ مخبر صادق نے انکی خبر دی ہے

ع۱ مشکوٰۃ کے باب ثواب المریض مین احمد و ترمذی سے یہ حدیث نقل کی ہے من قتلہ بطنہ لم یعذب فی قبرہ جو پیٹ کی بیماری سے
جیسے استسقا یا اسہال قبر مین عذاب نہین کیا جاویگا اور ایسا ہی شہید کے واسطے فرمایا اور اسی باب مین بخاری و مسلم کی
روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے الشہداء خمسۃ المطعون والمبطون والغریق وصاحب الہدم والشہید فی سبیل اللہ شہید
پانچ ہین طاعون سے مرنے والا اور پیٹ کی بیماری سے اور ڈوبکر اور دیوار کے نیچے دبکر اور اللہ کے رستے مین لڑکر اور ظاہر
حق ہین اس حدیث کی شرح مین اور بھی لکھے ہین ذات الجنب اور سل و دق اور زہر یا جانور کے کاٹنے یا پہاڑ سے یا
یا گھوڑے کے کچلنے سے مرنے والا اور حج یا عمرہ یا رمضان یا جمعرات یا بیت اللہ یا مدینہ طیبہ یا بیت المقدس مین
مرنے والا اور غریب شہادت اگرچہ گھر مین مرے وغیرہ وغیرہ قریب ستر کے طوالع الانوار حاشیہ در مختار سے نقل
کئے ہین ۱۲ ع۲ یعنے عذاب قبر کا سب کے لئے عام ہونا اور توقف کرنا خاص اسی اُمت کے لیئے ہے یا سب کے لئے ہے
ع۳ اور اس سے زیادہ بھی آئی ہین مشکوٰۃ مین ہے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لیسلط علی الکافر فی قبرہ
تسعۃ و تسعین تنینا تنہسہ و تلدغہ حتے تقوم الساعۃ لو ان تنینا منہا نفخ فی الارض ما انبتت خضرا البتہ کافر پر مقرر کئے جاتے
اور اسکی قبر مین ننانوے اژدہے اس کو کاٹتے اور ڈستے ہین قیامت تک اگر ایک اژدہا ان مین سے زمین مین پھنکار دے
نہ اوگاوے زمین سبزہ ہر گز دارمی کی روایت مین ہے اور ترمذی کی روایت مین ننانوے کی جگہ ستر آئے ہین لکھنے مین [illegible] السلام

ایمان اور اعتقاد کرنیکی دوستی ہین ایک یہ کہ سانپون اور بچھوون کا وجود ظاہر ہین
موجود ہے اور کاٹنا اُن کا میت کو واقعی ہے لیکن ہم ان کو سر کی آنکھون سے نہین
دیکھہ سکتے اس واسطے کہ ان آنکھون سے ہر کوئی شخص عالم ملکوت کو نہین دیکھہ سکتا
مگر وہ جو عالم ملکوت تک پہونچ گئے ہین جیسے انبیا علیہم السلام اور بعض اولیا
رضی اللہ عنہم چنانچہ حضرت نبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کو صورت
ملکی مین دیکھتے تھے اور سوائے آپ کے اور کوئی نہین دیکھہ سکتا تھا مگر جسکو اللہ نے چاہا
اور یہ دیکھنا آپ کا اور اورونکو دکھلانا محض اللہ تعالی کی قدرت سے ہے خواہ اجسام ہون
یا ارواح اگر کوئی سامنے ہو اور انکھین کھولی ہو اور دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھے اور خدا
تعالے نہ دکھائی تو ہرگز نہین دیکھہ سکتا اور جو وہ دکھانا چاہے تو ارواح کو بھی دیکھ
سکتا ہے پس ایمان کا امتحان اور اعتقاد کی صحت اور متابعت اسمین ہے اور دوسرا
رستا یہ ہے اور وہ ادنی ہے کہ اعتقاد کرے کہ دیکھنا ان سانپ اور بچھوونکا خواب مین
دیکھنے کے مانند ہے کہ سوتے کو دکھائی دیتے ہین اور انکا کاٹنا دیکھکر وہ متالم ہوتا ہے اور
دیکھنے والونکو ظاہر مین کچھہ نہین دکھائی دیتا مگر نایم کے حق مین اُنکا وجود موجود ہے اگرچہ مقصود اس سے
بھی حاصل ہے لیکن ایسے اعتقاد والے ضعیف الایمان ہے اور پہلے کا ایمان محکم اور سالم ہے واللہ الموفق[1]
وَالْبَعْثُ حَقٌّ اور اوٹھنا مردونکا قبرون سے اور تمام خلقت کا دوبارہ زندہ ہونا ناطق ہے
کہ قرآن و حدیث[2] اسپر ناطق ہے اور دین مسلمانی کا مدار اسی مسئلہ پر ہے اور تعجب نہین ہے

---

[1] اور اللہ توفیق دینے والا ہے اور عقائد حقہ پر ثابت رکھنے والا ہے

[2] سورہ مومنون مین فرمایا ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون پھر تحقیق تم قیامت کے دن اوٹھائی جاؤگے۔ اور سورہ یس مین فرمایا قل یحییہا الذی انشاہا اول مرۃ کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو جلاوے گا وہ شخص جسنے پیدا کیا ہے اس کو پہلے بار اور سورہ حج مین مفصل بیان فرمایا یا ایہا الناس ان کنتم فی ریب من البعث فانا خلقناکم من تراب ثم من نطفۃ ثم من علقۃ ثم من مضغۃ مخلقۃ وغیر مخلقۃ لنبین لکم ونقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی ثم نخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئا۔ اے آدمیون اگر تم شک مین ہو مرنے کے بعد اٹھنے سے تو اسکی دلیل یہ ہے کہ بے شک ہمنے تمکو مٹی سے پیدا کیا یعنے تمہاری اصل کو پھر نطفے سے پھر لہو کی پھٹکی سے پھر گوشت کی بوٹی سے پورا بنایا کسیکو اور ادھورا کسیکو تاکہ بتا دین ہم تمکو اور ٹھہرا رکھتے رحمون مین جسکو چاہا وقت معین یعنے حد مادہ نو مہینے یا دو برس پھر نکالا تمکو لڑکا پھر پہونچایا جوانی تک تمکو یعنے تیس سے چالیس برس تک اور بعضے کو مار دی الا بلوغ سے پہلے اور بعضے کو پہونچایا بڑھاپے سن تک تا کہ نا جانے بعد علم کے کچھہ بس جس شخص نے اتنے رنگ تمہارے بدلے پھر رنگ مین اپنی انواع قدرتین ظاہر کین کیا وہ تمکو مرنے کے بعد نہین جلا سکتا پھر اسکے آگے دوسری دلیل بیان کی وہ وترے الارض ہامدۃ فاذا انزلنا علیہا الماء اہتزت وربت وانبتت من کل زوج بہیج اور دیکھتا تو زمین کو سوکھی پس جب اوتارا ہمنے اوسپر پانی

کہ جو شخص عدم سے یہ تمام عالم وجود مین لایا اور محض نابود سے بود فرمایا وہ دوبارہ پیدا کرنے
پر بھی قادر ہے وھو الذی یبدؤ الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ اور درحقیقت
آدمی کا بیج کہ اسکی پیدا ہونے اور نشو ونما یعنے بڑھنے کا سبب ہے قبر مین اور زمین کی جڑ مین
پوشیدہ باقی رہتا ہے اور اسکو عجب الذنب کہتے ہین پس جس طرح گھاسون اور درختون کا
بیج ریت اور مٹی مین ملا ہوا جنگلون مین رہتا ہے اور برسات کا منہ برستی ہے یکبارگی سب
درخت اوگ جاتے ہین اسی طرح آدمی اور تمام خلایق حشر کو دفعتاً پیدا ہو جاوینگی حدیث شریف
مین آیا ہے کہ قیامت کے دن آسمان سے ایک منہ اس طرح کا برسیگا کہ اسکے سبب سے تمامی انسان
وحیوانات پہار وطیور وحشرات اور سب جہان پیدا ہو جاویگا اور اللہ تعالی انصاف فرماویگا
اور ایک کا بدلہ دوسرے سے دلاویگا اور مسلم واحمد کی حدیث مین ہے کہ قیامت کو تمام خلایق ایک
دوسرے سے بدلہ لین گے یہانتک کہ دنیا مین اگر سینگ والی بکری نے بے سینگ والی کو مارا ہوگا
ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹی کو ناحق ستایا ہوگا یہ بھی ایک دوسرے سے قصاص لین گی
جبکہ باوجود نہونے تمیز اور تکلیف کے جانورون مین قصاص ہوگا تو بعض علماے اسی پر قیاس کر
کہا ہے کہ ایک لڑکی کا بھی دوسرے سے بدلا دلایا جاویگا اور بعد بدلا لینے کے تمام حیوانات معدوم
کر دیے جاوینگے اور جن حیوانونکو ذبح کرکے کہایا ہے وہ بہشت کی خاک بنایے جاوینگے اور یہ موت
اور زندگی قیامت کو صور کے نفخون سے ہوگی پہلا نفخہ قیامت کے شروع مین ہوگا کہ اس سے
تمام اہل زمین کے دلونمین دہشت اور ہول پیدا ہوگا اور انپر ایسا خوف اور وحشت چھا جاویگی
اور تمام جاندار ہلاک ہو جاوینگے اور مر جاوینگے اور ایسا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہے ویوم ینفخ فی

لہ یہ آیہ سورہ روم مین ہے اور وہ ایسا ہی جسنے پہلے بار بنایا خلقت کو پہر دوبرا ویگا اسکو اور وہ آسان اسپر ۱۲ سلہ
منتخب مین ہے کہ عجب مین عین کا زبر اور جیم ساکن ہو تو اسکے معنے مین جڑ اور بیخ اور دیگ کی تہ اور ذنب مین ذال نقطہ دار
اور نون دو نونکا زبر ہو تو اسکے معنے دم مین پس عجب الذنب کے معنے ہوئے دم کی جڑ اور یہان ایک ہڈی سے مراد ہے
کہ پشت کے اندر ہوتی ہے اور وہی آدمی کا بیج ہے کہ خاک مین باقی رہتا ہے ۱۲ سلہ مشکوٰۃ مین ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما بین النفختین اربعون قالوا یا ابا ہریرہ اربعون یوما قال
ابیت قالوا اربعون شہرا قال ابیت قالوا اربعون سنۃ قال ابیت ثم ینزل اللہ من السماء ماء فینبتون کما ینبت البقل قال ولیس
من الانسان شیء الا یبلی الا عظما واحدا وہو عجب الذنب ومنہ یرکب الخلق یوم القیمۃ متفق علیہ یعنے درمیان دونون نفخون کے
چالیس کا فاصلہ ہوگا پوچھا لوگون نے اے ابا ہریرہ یہ مدت چالیس روز کی ہوگی۔ کہا مین نہین جانتا پہر کہا اونہون نے
کیا چالیس مہینے کی ہوگی کہا کہ مین نہین جانتا پہر کہا کیا چالیس برس کی ہوگی کہا مین نہین جانتا پہر فرمایا نبی صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پہر اوتاریگا اللہ تعالے آسمان سے پانی پس اوگین گے اور پیدا ہونگے آدمی اور جانور جیسے کہ اوگتا ہے سبزہ
فرمایا کہ آدمی مین کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ پرانی نہو یعنے سب عضو اسکے پرانے اور پوسیدہ ہو جاتے ہین مگر ایک ہڈی کہ

الصور ففزع من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء الله اور فرمایا ونفخ فی
الصور فصعق من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء الله اور دوسرا نفخہ مردون کے اٹھنے کیلیے
ہوگا کہ اسکے ہوتے ہی تمام مردے قبرون سے اٹھہ کھڑے ہونگے اور میدان حشر کیطرف دوڑینگے
چنانچہ اسی آیت کے آگے فرمایا ثم نفخ فیه اخری فاذا ہم قیام ینظرون اور اور جگہہ فرمایا ونفخ
فی الصور فاذا ہم من الاجداث الی ربہم ینسلون اور دونون نفخون کی درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہوگا
من فی السموات ومن فی الارض کے جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ اس فزع وصعق کا اثر تمام اہل آسمان اہل زمین کو
پہونچے گا جن ہون یا آدمی یا فرشتے الا من یشاء الله اس سے جبرئیل ومیکائیل واسرافیل
وعزرائیل اور فرشتے دوزخ اور جنت کے اور عرش کے اوٹہانے والے اور حورین اور تمام
شہدا مراد لیئے ہین رضی الله عنہم اجمعین۔ لفظ قیامت کا کبھی نفخہ ثانی کے زمانہ پر اطلاق کرتے
ہین اور کبھی نفخہ اول کے وقت سے جنت مین داخل ہونے تک کے سارے زمانے
کو قیامت بولتے ہین اگر عبرت کی نظر سے دیکھین اور غور کرین ہر روز سب پر یہ حالی گزرتا
ہے اور قیامت سے غافل ہین اور شارع کی خبرون مین شک کرتے ہین اور نہین خیال
کرتے کہ ہر روز جب شام ہوتی ہے اور رات کی اندھیری ظہور کرتی ہے سب جانورون اور
آدمیون پر ہول اور خوف اور دہشت اور وحشت غالب ہوتی ہے کہ اپنے اپنے گہرون اور
گہونسلون اور کونون اور سوراخون مین گہس جاتے ہین اور جب رات ہوجاتی ہے سب سو جاتے

۱؎ یہ آیہ سورہ نمل مین ہے یاد کر اسدن کو کہ پہونک مارے جاوینگے صور مین پس گہبرا جاوینگے جو آسمانون مین ہین اور جو زمین مین ہین مگر جسکو چاہے الله تعالے ۲؎ یہ آیہ سورہ زمر مین ہے اور پہونک مارے جاوینگے صور مین پس بے ہوش ہوکر گرینگے جو آسمان مین ہین اور جو زمین مین ہین مگر جسکو الله چاہے بے ہوش ہوکر گرنے سے ہلاک ہونا مراد ہے پہلے نفخہ سے سب مرجاوینگے اور ماضی کے صیغے تحقیق کے واسطے لاتے ہین یعنے یہ صور کا پہونکنا اور سب کا ہلاک ہونا ایسا یقینی ہے کہ گویا ہو ہی چکا ۱۲
۳؎ یہ آیہ سورہ زمر مین ہے پھر پہونک ماری گئی اسمین یعنے صور مین دوبارہ پس ناگہان وہ کہڑے ہوگئے کہ تکتے ہون گے کہ صفت زندگی کی ہے یعنے دوسرے نفخے کے ساتھ ہی سب زندہ ہوجاوینگے۔ ۱۲ ۴؎ یہ آیہ سورہ یٰس مین ہے اور پہونکا جاوے گا صور مین پس دفعتاً وہ قبرون سے اپنے پروردگار کی طرف دوڑینگے ۱۲۔ ۵؎ منتخب مین ہے کہ فزع فے کے زبر اور زے نقطہ دار کے زبر سے ہے یعنے ترس اور بیم اور یہان اضطراب سے مراد ہے جو صور کے پہلے نفخے سے جاندارون پر ہوگا اور اسی مین ہے کہ صعق صاد بے نقطہ کے زیر سے بے ہوش ہونے اور مرنے کو کہتے ہین اور یہ صاعقہ سے نکلا ہے الله تعالی نے سورہ اعراف مین فرمایا وخر موسی صعقا اور گرے موسی بے ہوش جیسا بجلی کا مارا اور یہان اس سے بے ہوشی اور ہلاکت سے مراد وہی جو بعد اضطراب کے صور کی آواز کے صدمے سے جاندارون پر واقع ہوگی۔ ۶؎ صاحب غیاث اللغات نے کنز اللغات سے

۳۷

ہین اوسیے حس و حرکت ہوجاتے ہین گویا کہ ہلاک ہوگئے اور مر گئے یہ حال نفخہ اول کے اثر کے مانند ہے اور جب صبح ہوتی ہے دفعتاً بے اختیار سب کے سب جاگتے ہین اور اوٹھ بیٹھتے ہین اور کہڑے ہوکر چلتے پھرتے ہین یہ سرگزشت نفخہ ثانیہ کے تاثیر کے مانند ہے فسبحان القادر و یحی و یمیت والیہ النشور + والوزن حق اور تولنا بندون کے عملون قیامت کے دن حق ہے اگرچہ اللہ تعالے کا علم سب چیزون کو محیط ہے لیکن اس تولنے مین حکمتین ہین ان مین سے ایک حکمت تو یہی ہے کہ ہر بندیکا حال سب بندون پر کہل جاوے اور برے بہلے کی حقیقت ظاہر ہوجاوے باقی اور سب حکمتین اپنی وہی خوب جانتا ہے اس پر ایمان لانا چاہیئے اور کیفیت تولنے کی اور ترازو کی اللہ تعالے کے علم پر سونپنے چاہیئے کہ ایمان لانے کو اسیقدر کافی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ترازو حقیقی ہے اور اس کے دو پلڑے اور ایک ڈنڈی اور زبان ہے کہ معلوم ہوتی ہے اور دکہائی دیتی ہے اور ہر پلڑا اُس کا زمین و آسمان کی مقدار سے زیادہ ہے سلمان رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ اگر زمین و آسمان اور جو کچھہ ان مین ہے تمام ایک پلڑے مین رکہین تو سما جاوے نیکیون کا پلڑا عرش کے دہنی طرف جنت کے سامنے اور بدیون کا پلڑا عرش کے بائین طرف دوزخ کے مقابل ہوگا بعضے کہتے ہین کہ ترازو سے مراد وہ چیز ہے کہ اعمال کا اندازہ اس سے معلوم ہو غرض کسی طرح کی ہو اصل مقصود عدل ہے اور میزان اُسکی تمثیل ہے یہ کلام بعضون کا تاویل ہے اور اصل وہی میزان ظاہری ہے جسکا بیان حدیث مین آیا ہے اوسی پر ایمان لاوین اور عقل کی حیلہ پردازی سے اپنے ایمان مین خلل نڈالین اور موزون یعنے تولنی کی چیز یا عمل ہین کہ اللہ تعالی اپنی قدرت سے نیکیونکی صورتین نورانی اور بدیونکی جسم ظلمانی بناویگا اور تولیجاوینگے یا اعمالکے صحیفے کہ اللہ تعالے اُن کے کامونکے موافق انکو ہلکی اور بہاری کر دیگا +

پس پاک ہے سب نقصانون سے اور وہ قادر ہے کہ اپنی قدرت سے جلاتا ہے اور مارتا ہے اور سب قیامت کو اُسی کی طرف دوڑنے والے اور اُسکے سامنے حاضر ہونے والے ہون گے ۱۲ **ﻋﻪ** سورہ اعراف مین فرمایا ہے والوزن یومئذ الحق اور تولنا اعمال نامون یا اعمال کا آج کے دن حق ہے ۱۲ **ﻋﻪ** اللہ تعالے نے سورہ قارعہ مین فرمایا ہے فاما من ثقلت موازینہ فہو فی عیشۃ راضیۃ پس جسکے وزن بہاری ہونگی پس وہ عیش مین ہے راضی یعنے جنت مین داخل ہوگا اور وہان چین کریگا واما من خفت موازینہ فامہ ہاویۃ اور جسکے بوجہ ہلکی ہوئے پس اُسکی جا ہے ہاویہ یعنے اہل جہنم کی کہ وہ اُسمین داخل کیا جاویگا اور وہان عذاب کیا جاوےگا +

کہ بطاقہ کی حدیث اس پر دلالت کرتی ہے اور بطاقہ کاغذ کے ٹکڑے کو کہتے ہین جس مین زر کی سند جیسے ہنڈوے قبالہ وغیرہ اور یہان یہ مراد ہے کہ اگر کسی کی نیکیون کا پلڑا ہلکا ہوگا تو ہم اُسمین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک کاغذ پر لکھکر رکھدینگے وہ نہایت بھاری ہوجاویگا اور بعضون نے حدیثون کی تطبیق کی ہے اور قائل ہوئے ہین کہ یہ دونون یعنے اعمال و صحایف تولے جاوینگے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ونضع الموازین القسط لیوم القیمۃ اس آیت مین موازین لائی کہ جمع میزان کی ہے سو یہ باعتبار تعدد اشخاص کے ہے کہ ہر اُمت یا ہر بندی یا ہر عمل کے لیے ایک ترازو علیحدہ ہوگی یا باعتبار تعدد اوزان کے ہے یا اس ترازو کے اجزا اور عظمت کے سبب سے فرمایا ہے اور اُس شخص کے اعمال کا تولنا جس کی ایک بھی نیکی نہو یا اُس نے ایک بھی بدی نکی ہو محض واسطے اظہا فضیحت و معصیت کی یا شرف و کرامت کی ہوگا اور کافر کے اعمال تولنے مین بھی یہی حکمت ہے کہ اس کے لئے ایک بھی نیکی نہوگی کہتے ہین کہ آخرت کی میزان کے پلڑے کا بھاری اور ہلکا ہونا دنیا کے ترازو کے خلاف ہوگا یعنے وہان وہ پلڑا بھاری ہوگا جو اوپر کو اوٹھ جاویگا اور وہ ہلکا ہوگا جو نیچے کو جھک جاویگا لیکن بطاقہ کی حدیث انکار کرتی ہے واللہ اعلم وَالْکِتَابُ حَقٌّ اور وہ کتاب کہ اسمین نیکیان اور بدیان اور طاعت و معصیت

ل بطاقہ کے معنے چھٹے ہین اور جس حدیث مین اس چھٹے کا مذکور ہے مشکوٰۃ کی کتاب الفتن باب الحساب والقصاص والمیزان کی دوسری فصل مین ترمذی و ابن ماجہ سے بروایت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اللہ سیخلص رجلا من امتی علی رؤس الخلائق یوم القیامۃ فینشر علیہ تسعۃ وتسعین سجلا کل سجل مثل مد البصر ثم یقول أتنکر من ہذا شیئا أظلمک کتبتی الحافظون فیقول لا یا رب فیقول أفلک عذر قال لا یا رب فیقول بلی ان لک عندنا حسنۃ وانہ لا ظلم علیک الیوم فتخرج بطاقۃ فیہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ فیقول احضر وزنک فیقول یا رب ما ہذہ البطاقۃ مع ہذہ السجلات فیقول انک لا تظلم قال فتوضع السجلات فی کفۃ والبطاقۃ فی کفۃ فطاشت السجلات وثقلت البطاقۃ فلا یثقل مع اسم اللہ شیٔ بے شک اللہ نکالے گا ایک شخص میری اُمت مین سے خلایق کے روبرو قیامت کے دن پھر کھولیگا اُسپر ننانوے طومار لمبائی مین درازی بصر کے مانند ہوگا پھر اللہ تعالےٰ اسکو فرماویگا کیا تو انکار کرتا ہے ان مین سے کسی چیز کا ان طومارون مین سے کیا ظلم کیا ہے تجھپر میرے لکھنے والون نے کہ تیرے کامون کے نگہبان تھے پس کہیگا وہ شخص کہ نہین اے پروردگار میرے مین کچھ انکار نہین کرسکتا اور نہ مجھپر تیرے کاتبون نے ظلم کیا ہے پھر اللہ تعالےٰ فرماویگا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے کہ تونے یہ کام سہو سے کئے ہین یا خطا یا جہل سے کہیگا اے پروردگار میرے کچھ عذر نہین ہے پس اللہ تعالےٰ فرماویگا ہان ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج کے دن تجھپر ظلم نہوگا یعنے تیری نیکی کا ثواب کم نہ دیا جاویگا اور تیرے عذاب مین زیادتی نہوگی پھر ایک چھٹے کاغذ کا نکالا جاوے گی اس مین لکھا ہوگا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ یعنی یہ وہ کلمہ ہوگا جو اول بار کہا گیا اور دفعۃً کہا ہوگا جو مقبول ہوگیا ہے پھر اللہ تعالےٰ فرماوے گا کہ اپنے عمل کے وزن پر حاضر ہو کہیگا اے میرے پروردگار کیا حقیقت ہے اس چھٹے کی ان طومارون کے سامنے اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ تحقیق تو نہین ظلم کیا جاوے گا

بندون کی لکھے ہین حق ہے مؤمنون کے اعمالنامے اُن کے دہنے ہاتہ مین منہ کے سامنے سے دئیے جاوین گے اور کافرون کے بائین ہاتہ مین ان کے پیٹ کے پیچھے سے دئیے جاوین گے اور یہ سبب مؤمنون اور کافرون مین تمیز ہونے کے لئے ہوگا کہ جس سے مؤمن کی عزت اور کافر کی رسوائی اور ذلت ظاہر ہو یہ مؤمن فرمان بردار اور کافر کا حال بیان ہوا اور مؤمن گناہگار کے حال مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین ان کو دہنے ہاتہ مین دئیے جاوین گے لیکن بعد سزا کے جب آگ مین سے نکالے جاوین گے بعضے کہتے ہین کہ پہلے دین گے لیکن پڑہنے کا اذن آگ سے نکلنے کے بعد ہوگا بعضے کہتے ہین کہ داہنے اور بائین سے نہین بلکہ سامنے سے دئیے جاوین گے بعضے کہتے ہین کہ ہاتہ مین نہین دین گے بلکہ انکا احوال پڑہکر سنا دیا جاویگا اور حق یہ ہے کہ اسباب مین کوئی نص صریح قرآن مین وارد نہین ہوئی اسلئے عاصی کا حال اسباب مین موقوف ہے اور یہ جتنے احتمالات بیان ہوئے بطریق اجتہاد و استنباط کے بیان کئے گئے ہین واللہ اعلم والحساب حق مقصود کتاب سے حساب ہے جب کتاب حق ہے حساب بھی حق ہے والسوال حق اور پوچھنا اللہ تعالے کا بندون سے کہ دنیا مین کیا کیا کام کئے اور کون سے طاعت بجالائے اور کونسا گناہ کرکے آئے حق ہے اور فرشتون سے بھی حساب لیا جاویگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اول جبرئیل امین سے پوچھا جاویگا کہ وحی کی امانت پیغمبرون کو کس طرح پہونچائی

سورہ بنی اسرائیل مین فرمایا ونخرج لہ یوم القیمۃ کتابا یلقاہ منشورا - اور نکالین گے ہم قیامت کو کتاب کہ پاویگا اسکو فرمان یعنے کہلا ہوا سورۂ انشقاق مین فرمایا فاما من اوتی کتابہ بیمینہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا پس جو شخص دیا گیا بادہ اعمال اپنا داہنے ہاتہ مین پس قریب ہے کہ آسانی کے ساتہ حساب کیا جاویگا - واما من اوتی کتابہ وراء ظہرہ فسوف یدعو ثبورا ویصلی سعیرا - اور جو شخص دیا گیا اپنا اعمالنامہ پیٹہ کے پیچھے سے پس قریب ہے کہ پکاریگا موت کو اور پہنچایا جاویگا آگ مین اور سورۂ حاقہ مین فرمایا واما من اوتی کتابہ بشمالہ فیقول یالیتنی لم اوت کتابیہ - اور جو دیا گیا اپنی کتاب بائین ہاتہ مین کہیگا کاش اسے کاش مجھے نہ دیا جاتا مین اپنی کتاب سے غیاث مین کشف و لطائف سے نقل کیا ہے کہ نص نون کے زبر اور صاد کی نقطہ کی تشدید سے ہے اسکے معنے آشکارا کرنا اور علم اصول کی اصطلاح مین ایسی آیت کو کہتے ہین کہ اپنے ظاہری الفاظ سے مضمون کو آشکارا کردے جیسے اللہ تعالے کا قول ہے سورۂ بقرہ مین واحل اللہ البیع وحرم الربوٰ کفار نے کہا کہ بیاج بیع کے مانند ہے اسکی جواب مین فرمایا کہ حلال کیا اللہ نے بیع یعنے بیچنے اور خریدنے کو اور حرام کیا بیاج کو پہر کیونکر دونو برابر ہوئی + موقوف کے معنے ٹہرایا گیا اور فقہا کی اصطلاح مین ایسی چیز پر بولتے ہین کہ اسکی بابت کچھہ حکم ندے سکین گویا چلنے سے ٹہر رہ گئی + اجتہاد الف کے زیر سے ہے اور اسکے معنے کوشش کرنے اور راہ صواب ڈہونڈہنی اور فقہا کی اصطلاح مین کلام اللہ اور حدیث اور اجماع سے قیاس کرکے مسائل شرعیہ کا نکالنا ہے ان شرائط کے ساتہ کہ کتب اصول مین مرقوم ہین جیسے قرآن مجید کی آیات کے شان نزول اور ناسخ و منسوخ اور احادیث کی قوت و ضعف اور ان کے اقسام اور رواۃ کی حالات سے واقفیت پوری حاصل ہونے اور محاورات زبان عرب اور صرف و نحو وغیرہ علوم زبان تازی کے متعلق ہین ان مین کامل ہونا اور استنباط کے

اور بعضی حدیثون مین آیا ہے کہ پہلے لوح سے حساب ہوگا اُس کو حاضر لاوین گے اور وہ اللہ
تعالیٰ کی ہیبت سے کانپتے ہوگی حکم ہوگا کہ تو نے جبرئیل کو جو علوم پہونچائی اُن کا کون گواہ ہے
عرض کرے گی کہ میرا گواہ اسرافیل ہے اسرافیل کو حاضر کرین گے اور سب کے بدن پر اللہ تعالیٰ
کی عظمت اور اُس کے سوال کی ہیبت سے لرزہ پڑا ہوگا اس کے بعد پیغمبرون کو حاضر کرین گے
اور ان سے رسالت کے ادا کرنے کا اور اس امانت کے پہونچانے کا سوال ہوگا پہر سب سے[1]
سوال ہوگا عبادات مین اول نماز کا سوال ہوگا اور معاملات مین خون کا اور نیکیان ظالم کی
مظلوم کو دی جاوین گی اور بدیان مظلوم کی ظالم پر رکہی جاوین گی حدیث شریف مین آیا ہے
کہ ایک دانگ[2] کے بدلے سات سو نمازین مقبول دی جاوین گی اور بعضی روایت مین آیا ہے کہ اگر
فرض کیا جاوے کہ ایک مرد کو ستر پیغمبرون کا ثواب ہو اور آدہے دانگ کسی کے اُسپر
آتے ہون تو جب تک اپنے دشمن کو راضی نکرلے گا بہشت نہین جا سکیگا کیا حال ہے اُسکا
جس کو ایسا دن درپیش ہو اور وہ عیش و عشرت مین مصروف ہو اور کہی جو کچہ مینے پایا ہے
کسی نے نہین پایا اور جو مین سمجہا ہون کوئی نہین سمجہا عوام دنیا کے محبت کی غفلت سے بے
ہوش ہین اور علماء گفتگو و رد و کد مین مصروف ہین صوفی طامات[3] اور حقیقت خوانی مین محو ہین
لیکن عالم آخرت سے سب بے خبر اور غافل ہین تمام دن افسانہ خوانی مین مشغول رہتے ہین
موت اور آخرت کے احوال کا ایک دم بھی تصور نہین کرتے انا للہ وانا الیہ راجعون[4] اسپر بھی حق
تعالیٰ کی رحمت کا یہ حال ہے کہ اگر چاہے گا مدعیونکو اسطرح راضی کردیگا کہ اول انکو جنت دور سے
دکہاویگا اور فرماوے گا اسکو کون خریدتا ہے وہ کہینگے اے خداوندا اسکو کون خرید سکتا ہے +

---

[1] بیت روز محشر کہ جان گداز بود – اولین پرسش نماز بود + [2] غیاث مین ہے کہ دانگ کے وزن مین بہت اختلاف
ہے لیکن اکثر لغات کی تحقیق یہی ہے کہ دانگ کا وزن چہہ رتی ہے اور دانق اسکا معرب ہے [3] غیاث مین رشید ے و
کشف اللغات و برہان قاطع و بہار عجم سے نقل کیا ہے کہ طامات کے معنے صوفیون کا لاف وگزاف اور بیہودہ و بیانی ہے
کشف و کرامات کے اظہار مین اور اصل لفظ عربی ہے میم کی تشدید سے اور فارسیون نے تخفیف کے ساتھ استعمال کیا ہے
[4] یہ آیہ سورہ بقرہ مین ہے تحقیق ہم واسطے اللہ کے ہین اور اسی کی طرف جانے والے ہین اسکا نام کلمہ استرجاع
ہے اور اکثر مصیبت کے وقت اُسکو پڑہتے ہین مصنف نے اس مقام پر اسلئے لکہا ہے کہ اس کو اپنے برادران دین
کے اس غفلت پر کمال غم ہوا اور کلمہ مصیبت کا زبان پر لایا کہ دنیا کے مصیبت سے دین کے مصیبت بہت سخت
ہے پہلے زمانے مین اگر کسی کی ایک نماز قضا ہو جاتی ہے تو وہ اس کلمہ استرجاع کو اس قدر کثرت سے اور با آواز
بلند رو رو کر پڑہتا تہا کہ بہلے والے یہ سمجہکر شاید اُن کے ہان کوئی مرگیا ہے تعزیت کو آتے تہے اب یہ ہے کہ قضا کی اللہ اس
غفلت سے بچاوی و لنعم ماقیل بیت خورشید قیامت کا سر پر تو آب آپہونچا – غفلت کو بجگاو نا کس نیند سونی ہے +

اور ایسی قیمت کس کے پاس ہے حق تعالی فرماویگا تم خرید سکتے ہو اور اس کی قیمت تمہاری ہاتھ میں ہے اگر یہ حق اپنا جو اس بھائی مسلمان پر رہتے ہو اُسکو معاف کر دو اور اسکو بری الذمہ کر دو تو اوسکے عوض میں یہ جنت تمکو ملجاوے پس راضی ہو جاوینگے اور بخشدینگے اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ سوال کے وقت اللہ تعالی مومنون کو اپنی رحمت و مغفرت کی پردے میں ڈہانک لیگا اور اُن سے اسطرح پوچھیگا کہ کسیکو خبر نہوگی اور فرماویگا جس طرح دنیا میں ہمنے تمہارے گناہونکو چھپایا آج اپنی رحمت سے بخشدیا اور نیکیونکی اعمالنامے اُن کے ہاتھ میں دیدیگا اور کافرون و منافقون کو فضیحت کریگا منادی آواز دیگا الا لعنة الله علی الظالمین سبحان ذی عدل القوی والفضل العظیم اگرچہ اُسکا فضل کام کرتا ہے لیکن خوف اُس کے عدل سے ہے بیت - اگر در دہد یک صلائی کرم - عزازیل گوید نصیبے برم ٭ بیت جو آواز بخشش کی دیوے خدا - تو شیطان کہے میں بہشتی ہوا + یہ بیت تو سنی دوسری اور سنیئے بیت بہ تہدید گر بر کشد تیغ حکم - بمانند کروبیان صُم و بکم - بیت ڈرانے کو بھی حکم کی تیغ گر - وہ کھینچے فرشتے ہون سب گنگ و کر + ایک جگہہ قرآن شریف میں فرمایا ہے الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون دوسری جگہہ فرمایا لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون سوائے عجز اور بیچارگی کے ہمارا کام نہیں ہے ہم کو دونوں پر ایمان لانا چاہیے باقی حکم اُس کا ہے + والله علی کل شیءٍ قدیر - **والحوض حق**

اور حوض حق ہے اللہ تعالے حضرت خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو قیامت کے دن ایک حوض عطا فرماویگا اُس کا نام کوثر ہے -

---

۱ یہ آیہ سورہ ہود میں ہے آگاہ ہو جاؤ کہ لعنت اللہ کی ہے ظالمون پر منتخب میں ہے لعنت لام کے زبر سے ہے اس کے معنے نفرین ہین اور شرع شریف میں لعنت کے معنے ہین اللہ کی رحمت سے دور ہونا ۱۲ - ۲ پاک ہے ہر نقصان سے صاحب عدل قوی کا اور صاحب فضل بڑے کا یعنے عدل میں سب سے پورا اور فضل میں سب سے بڑا ۱۲ + ۳ یہ آیہ سورہ یونس میں ہے آگاہ ہو کہ تحقیق دوست اللہ کے نہیں خوف ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہونگے یہ قیامت کا بیان ہے کہ حشر کو کسی قسم کی شدت ان کو نہ پہونچیگی کہ انکو اُسکا خوف ہو اور نہ کوئی مطلب و مقصد ان کا فوت ہوگا کہ جس کے سبب سے وہ غمگین ہونگے ملا حسین واعظ نے تفسیر حسینی میں معانی سے نقل کیا ہے کہ ولی کے معنے یہ ہین کہ اسکی دیکھنے سے خدا یاد آوے اور بحر الحقایق سے بیان کیا ہے کہ ولی وہ ہے کہ اپنے نفس کا دشمن ہو اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ جو صرف اللہ تعالے کے واسطے آپس میں دوستی رکھیں اور کشف الاسرار میں ہے کہ ولی وہ ہے جو ظاہر میں شریعت کا مظہر ہو اور باطن میں نور فقر سے منور ہو - نظم رخش ز میدان ازل تاختہ - گوی بچوگان ابد باختہ + معتکفان حرم کبریا - شستہ دل از صورت کبر و ریا + راہ نوردان شکستہ قدم - راز کشایان نزنانہ دم + لیکن اس آیہ کے معنے اور تفسیر اسکی آگے ہی موجود ہے الذین اسنوا

اور آیہ کریمہ انا اعطیناک الکوثر مین اُس کا بیان ہے وہ حوض مربع ہے اور اُس کے ایک
ضلع کا طول ایک مہینے کا رستا ہے اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید مشک سے
زیادہ خوشبودار شہد سے زیادہ شیرین برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور جو کوزے
رکھے ہین وہ گنتی مین آسمان کے تارون سے زیادہ اور اُنسے زیادہ چمکدار ہین جو کوئی ایک بار
اُس کا پانی پیئے گا ابد تک کبھی پیاسا نہوگا اور اس حوض کا طول حدیثون مین مختلف
آیا ہے اور اُسکا سبب مخاطبون کے احوال کی رعایت ہے چنانچہ آپنے اہل یمن سے
من صنعاء الی عدن اور اہل شام سے اور کچھ فرمایا پس ہر شخص کو جو مسافت
معلوم تھی اور اس کی زبان مین مشہور تھے اس کو وہی ارشاد فرمائے اور بعضی حدیثون مین
اس کے طول کی حد زمانہ کے ساتھ بھی بیان فرمائی ہے کہ اگر اسقدر زمانے تک راہ طے
کی جاوے تو اس کے طول کے برابر ہو جیسے اوپر مذکور ہوئے ایک مہینے کی راہ حاصل
سب کا یہ ہے کہ وہ حوض عظمت مین بہت ہی بڑا ہے اور کہتے ہین کہ ہر پیغمبر کے واسطے
ایک حوض ہوگا ان کے قدر اور مرتبہ کے موافق اور قرطبی نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے لئے دو حوض ہون گے کہ دونون کا نام کوثر ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے
کہ علی مرتضے رضی اللہ عنہ حوض کوثر کے ساقی ہون گے آج کے دن جو کوئی ان کی محبت سے
سیراب اور ان کی لقا کا پیاسا نہین ہے اُس حوض مین سے اسکو پانی پینا مشکل ہے

سلہ یہ سورہ کوثر کی پہلی آیت ہے بے شک دیا ہمنے تجکو کوثر تفسیر کبیر اور اور تفسیرون مین کوثر کے بہت معنے لکھے ہین پر یہان او سی حوض سے مراد ہے جو نبی صلے اللہ والہ وسلم کو حق تعالے حشر کے دن عطا فرما دیگا اور تفسیر فتح العزیز مین لکھا ہے کہ ایک جنت کی نہر سے اس حوض مین پانی آتا ہے اس کا نام بھی کوثر ہے سلہ مربع اس شکل کو کہتے ہین جسکے چارون ضلع اور چارون کونے برابر ہون سلہ مشکوٰۃ مین بخاری اور مسلم سے یہ حدیث بروایت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نقل کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حوض مسیرۃ شہر وزوایاہ سواء ماءہ ابیض من اللبن وریحہ اطیب من المسک وکوابہ کنجوم السماء من یشرب منہا فلا یظماء ابدا میرا حوض ایک مہینے کے رستے کے برابر لنبا ہے اور کونے اس کے برابر ہین یعنے مربع ہین کہ عرض اور طول مین برابر ہے پانی اسکا دودھ سے زیادہ سفید اور بو اس کی مشک سے زیادہ خوشبودار اور آبخورے اس کے مانند ستارون آسمان کے ہین کثرت اور روشنی مین جو اس مین سے پیئے گا کبھی پیاسا نہوگا۔ پس جنت مین لذت کے لیے پئین گے نہ پیاس کے لئے اللہ تعالے نے سورہ طہٰ مین فرمایا وان لک الا تجوع فیہا ولا تعری وانک لا تظموا فیہا ولا تضحے۔ اور بے شک تو جنت مین نہ بھوکا ہوگا نہ ننگا اور نہ پیاسا ہوگا نہ دھوپ والا اور ابو ہریرہ سے جو حدیث روایت ہے اس مین ہے اشد بیاضا من الثلج واحلی من العسل یعنے برف سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا۔ سلہ صنعاء سے عدن تک مجالت مین ہے کہ صنعاء صاد کے زبر سے ایک گانو کا نام ہے ملک یمن مین اور عدن عین اور دال کے زبر سے ایک جزیرہ کا نام ہے حدود یمن مین کہ وہان سے موتی بہت قیمت نکلتے ہین

ش ۷

اور حدیث مین آیا ہے کہ علی مرتضے رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کے دل مین ابو بکر رضی اللہ عنہ کی محبت نہوگی مین کوثر کا ایک قطرہ بھی اسکو نہ دونگا والصراط حق اور پل صراط حق ہے اللہ تعالی قیامت کے دن دوزخ کی پشت پر ایک پل رکھیگا بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز اور تمامی خلقت کو حکم فرمادیگا کہ اُسپر سے گذرین پس بہشتی اوسپر سے گذر کر بہشت مین پہونچین گے کوئی بجلی چمکنے والی کی مانند بعضے تیز ہوا کی طرح بعضے تیز گھوڑے کی مثال بعضے اس سے کم اپنے اپنے مراتب کے موافق جسطرح دنیا مین دین کی طرح مستقیم اور عدالت پر کہ یہ نمونہ اُس کا ہے چلتے تھے اسی طرح وہان بھی گذرین گے اور دوزخی پھسلکر دوزخ مین گرینگے اور قران مجید مین جو فرمایا وان منکم الا واردھا[1] ظاہر اعام ہے کہ سب کے عبور اور حضور نار پر دال ہے حتی کہ تمام انبیا اور سید المرسلین پر صلوٰۃ اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اور ارباب توحید نے کہا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گذرنے مین یہ حکمت ہے کہ بعضے گناہ گار جو بد قسمتی سے دوزخ مین گرفتار ہون گے آپ کے جمال کا نظارہ اُن کے ایام فراق کی غمگساری اور غمزدائی کا سبب ہوگا اور ایک روایت مین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کے عموم سے مخصوص ہین یعنے آپ اُس راہ سے نہین گذرین گے آپ کھڑے ہوے دیکھتے ہون گے اور تمام خلایق آپ کے روبرو گذری کی اور بے شک ایسا ہی لایق ہے

[1] یہ آیہ سورہ مریم مین ہے اور کوئی تم مین سے نہین ہے مگر گذرنے والا ہے دوزخ پر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص دوزخ مین وارد ہوگا اور سورہ انبیا مین فرمایا ہے ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ اولئک عنہا مبعدون بے شک وہ لوگ سبقت کر چکی یعنے پہلے سے مقرر ہو چکی انکے واسطے نیکی یعنے خصلت نیک و توفیق طاعت و ایمان ہماری طرف سے یعنے محض ہمارے فضل سے یہ لوگ دوزخ سے دور رہینگے اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مومن مغفور دوزخ مین نہین جانے کے تفسیر کبیر مین ہے کہ علما کا اسمین اختلاف ہے جو کہتے ہین کہ سب وارد ہون گے وہ کہتے ہین کہ یہان مبعدون کے معنے مخرجون ہین یعنے داخل کر کے نکالے جاوین گے اور پھر اس سے دور کئے جاوین گے اور اسکی دو دلیلین لاتے ہین اول یہ کہ وان منکم الا واردھا دخول پر دال ہے دوسرے یہ کہ ابعاد یعنے دور ہونا کسی چیز سے اوسی کے لئے ہے جو اُسکے نزدیک ہو یا اُسمین ہو اور جو دور ہو اُسکے لئے دور ہونا تحصیل حاصل اور بے فائدہ ہے اور قاضی عبد الجبار نے کہا ہے کہ یہ قول فاسد ہے ان دلائل سے اول سبقت لہم منا الحسنیٰ اسبات پر دال ہے اللہ تعالے نے اُن لوگون سے دنیا مین ثواب کا وعدہ کر لیا ہے پس جب اُنکو آگ مین داخل کیا تو یہ وعدہ کب صحیح ہوا دوسرے اولئک عنہا مبعدون اسپر دال ہے کہ جو کسی چیز سے دور رکہا جاوے اور اگر نزدیک بھی نہ لایا جاوے وہ ہمیشہ کیونکر داخل ہوگا تیسرے اسکے آگے فرمایا لا یسمعون حسیسہا نہین سنینگے وہ آواز درد ناک دوزخیون کی جو دوزخ مین ہوگی اور فرمایا لا یحزنہم الفزع الاکبر نہ غم ہوگا انکو بڑی گھبراہٹ کا یہ دونون آیتین بھی دخول کے مانع مین انہون نے ان دلائل کا جواب یون دیا ہے اول کا جواب یہ ہے کہ دنیا مین ثواب کا وعدہ دخول نار کا مانع نہین ہے بلکہ

اگرآپ آگ پر سے گزرین سب گلستان ہو جاوے جبکہ مومن کے گزرنے سے آگ فریاد کرے گی اور کہے گی جر یا مومن فان نورک طفی لہبی یعنے اے مومن کامل جلد مجھ سے گزر جا کہ تیرا نور ایمان میرے شعلہ کو بجہائے دیتا ہے حضرت نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ مومنون کے نورون کی نور ہین کیا حقیقت آگ کی جو آپ کے سامنے ٹہیرے آپ کے نور نے خلیل علیہ السلام کی پیشانی مین کیا کام کیا اور کس طرح آگ کو گلزار بنایا جبکہ یہ نور بے واسطہ ہووے تو کیا اثر پیدا کرے **والشفاعة حق** اور اللہ تعالیٰ نے گناہگارون کے لئے بخشش چاہتا پیغمبرون اور اولیا اور اور نیکون کا ان کو درگاہ الہی مین عزت و آبرو اور عرض و معروض کی مجال حاصل ہے حق ہے اور اول دروازہ شفاعت کا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کہولاوین گے جس سے ظاہر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین آپ کا کسقدر مرتبہ اور کتنی عزت ہے اور معلوم ہوگا کہ یہ دن خاص آپ ہی کے لئے ہے اللھم بجاہ محمد اغفر لنا[1] جب وقت مین تمام اہل عالم دوزخ کے خوف اور ہول کی شدت سے حیران اور بے قرار ہون گے تو اس اضطراب مین آرزو کرین گے کہ کوئی ہمارا ایسا شفیع ہووے کہ ہمیں عذاب سے ہم کو بچاوے اور ہمارے اس درد کی دوا کرے پہلے آدم علیہ السلام کے پاس آوین گے اور کہینگے کہ آپ سب آدمیون کے باپ ہین اور ہم سب آپ کی اولاد ہین اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور فرشتون سے آپ کو سجدہ کرایا اور سب چیزون کے نام آپ کو سکہائے آج ہم کو بڑا سخت دن درپیش آیا ہے ہماری شفاعت کیجئے آدم صفی اللہ کہیں گے کہ یہان دم مارنا اور اس مقام پر کہڑے ہونا میرا کام نہین ہے اسلئے کہ لیئے اللہ تعالےٰ کا قصور کیا اور درخت ممنوع کو کہالیا[2] اس کی شرمندگی سے مین اس لائق نہین ہا

---

[1] اے اللہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس مرتبہ کی طفیل سے ہمکو بخشدے [2] اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو فرمایا تہا سورہ بقرہ مین ہے ولا تقربا ہذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین تم دونو اس درخت کے پاس نجانا یہ بھی مبالغہ ہے کہ کہانا تو کیا تم اسکے پاس بھی نہ پہٹکنا اور آگے اور تاکید فرمائی کہ اگر کہاوگے تو دونو ظالم ہو جاؤگے یہ سبب اپنے رب کی نافرمانی کے پس اونہون نے شیطان کے بہکانے سے اسکا دانہ کہالیا اس قصور پر جنت سے نکالے گئے اور آدم علیہ السلام ملک سراندیپ اور حضرت حوا جدہ مین گرائے گئے خدا تعالےٰ نے اس قصور کی خبر قرآن مجید مین بہی دی ہے وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ گناہ کیا آدم نے اپنے رب کا پس بہک گیا پر اس قصور پر آدم علیہ السلام سو برس تک روئے اور توبہ کی تو انکا گناہ معاف ہوگیا اسکا حال بہی سورہ بقرہ ہی مین فرمایا فتاب علیہ یعنے اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام

شاید کہ یہ کام نوح علیہ السلام سے ہو سکے اور موجب فرمانے آدم علیہ السلام کے نوح علیہ السلام کے پاس آوینگے اور نوح علیہ السلام اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجینگے اور ابراہیم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے پاس اور موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام کے پاس اور یہ سب کے پاس آوینگے اور سب پیغمبر الوالعزم علے نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اپنے قصوروں کا اقرار اور اپنی شرمندگی کی وجہ بیان کرینگے اور عذر پیش کر کے دہشت سے اس مقام مین آگے قدم نہ رکھ سکین گے آخر حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین کہ ۵۲ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر آپکی شان مین نازل ہے حاضر ہونگے اور اپنا حال عرض کرینگے حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی وقت کھڑے ہو جاوینگے اور اللہ تعالی جل شانہ کے سراپردہ عزت وجلال مین مقام محمود پہ پہونچینگے کہ اللہ تعالی نے آپ سے دنیا مین اس مقام کا وعدہ کیا ہے ۵۳ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا اور سوائے آپکے اور کسیکے لئے اس مقام مین کھڑا ہونا ممکن نہین ہے پس آپ اللہ تعالے کو سجدہ کرینگے حکم ہوگا کہ اے حبیب اپنا سر سجدہ سے اٹھا اور جو کچھ چاہنا ہو چاہ اور جو کہنا ہو کہہ اس وقت حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سر مبارک سجدے سے اٹھا دینگے اور اللہ تعالی کی حمد وثنا جن لفظون اور جس عبارت سے حق تعالی آپکو سکھا دیگا کرینگے اور ایک ٹکڑا اپنی امت کے گناہ گارونکا بخشواوین گے بعد اسکے دوبارہ سجدہ کرین گے اور بحکم الٰہی سر اٹھا کر اسی طرح حمد وثنا

۵۱ مشکوٰۃ مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کہینگے کہ مین اس لایق نہین ہون اور اپنی خطا بیان کرینگے کہ مین نے بغیر علم کے اپنے رب سے سوال کیا تھا سورہ ہود مین ہے ان ابنی من اہلی اے رب میرا بیٹا بھی میرے اہل سے ہے اللہ تعالی نے فرمایا لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح تیرے اہل مین سے نہین ہے کہ اسکے عمل نیک نہین ہین۔ اور اسی حدیث مین ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کہین گے مین بھی اس لایق نہین ہون اور اپنے تین بار جھوٹ بولنے کا ذکر کرینگے اور وہ یہ مین اول اللہ تعالی نے سورہ صافات مین نقل کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا انی سقیم مین بیمار ہون اور یہ اسوقت کہا کہ جب آپ سے کفار نے کہا کہ تم بھی شہر کے باہر عید مین چلو آپ نے بیماری کا عذر کیا اور دل مین ارادہ انکے پیچھے بتون کے توڑنے کا تھا دوسرا سورہ انبیا مین ہے کہ آپ نے کہا بل فعلہ کبیرہم جب آپ سے کفار نے پوچھا کہ کیا تو نے بتون کو توڑا ہے آپ نے کہا بلکہ کیا ہے یہ کام انکے اس بڑے بت نے۔ اور تیسرا کا بیان حدیث شریف مین ہے کہ آپ نے اپنی بی بی حضرت سارہ کو کہا کہ یہ اختی۔ یہ ایک بادشاہ ظالم کے خوف سے کہا تھا کہ میری بہن اور دل مین ارادہ کیا تھا کہ دین کی بہن ہے۔ حدیث شریف مین آیا ہے کہ یہ تینون جھوٹ انہون نے دین کے لئے بولے تھے نہ دنیا کے۔ تب بھی وہ اس خجالت سے کہین گے کہ مین شفاعت کے قابل نہین ہون۔ اور اسی حدیث مین ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاوینگے اور کہینگے کہ اللہ تعالی نے آپکو توراۃ دی اور آپ سے کلام کیا۔ آپ ہماری شفاعت کیجیے وہ کہین گے مین بھی اس لایق نہین ہون اور اپنی خطا بیان کرینگے اور وہ یہ ہے کہ ایک بنی اسرائیل نے ایک قبطی پر ظلم کیا اس نے موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی انہون نے اس قبطی کو منع کیا وہ نہ مانا تو آپ نے اسے ایک گھونسا مارا وہ مر گیا اسکو اللہ تعالی نے سورہ طٰہٰ مین فرمایا

کر ینگے اور ایک اور ٹکڑا اُمت کا بخشواوینگے پھر تبارہ سجدے اور ثنا کے بعد بقیہ اُمت کا بخشواوینگے اُسوقت جہنم مین وہی شخص باقی رہینگے جنکے ہمیشہ آگ مین رہنے کا حکم قرآن مجید نے کیا ہوگا یہ مضمون اُس حدیث کا ہے جو صحیح بخاری اور مسلم مین مذکور ہے یہان سے ظاہر ہوگیا کہ آپ سب کے گناہ بخشواوینگے اور کسی کی شفاعت کی حاجت نہوگی یا اورون کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کی حاجت ہوگی اور آپ کو حضرت حق جلشانہ سے واللہ اعلم۔ ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ بعد شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص جہنم مین نہین رہیگا مگر وہ کہ سوائے لا الہ الا اللہ کے اُسکے پاس ذرہ بھر نیکی بھی نہوگی اور تمام گناہ ہی گناہ اُس کے پاس ہونگے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسون کے لئے بھی جناب الٰہی سے شفاعت کا اذن چاہینگے حکم ہوگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لوگ خاص ہمارے لئے ہین انکی شفاعت ہم خود کرینگے اور ان کو ہم دوزخ سے باہر نکالینگے۔ حاصل کلام یہ روز اور یہ مقام اور یہ مرتبہ اور یہ شفاعت عظمیٰ حاصل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے ہے فقط وہی اللہ تعالے کے مہمان ہین باقی سب اُنکے طفیلی ہین۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرمایا۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ اور البتہ قریب ہے کہ عطا کریگا تجکو تیرا رب اے محمد اے محب اے میرے محبوب و مطلوب اے میرے خاص بندے اسقدر نعمت اور برساویگا تجھپر اتنی رحمت کہ تو راضی ہوجاویگا اور اللہ تعالے نے فرمایا اے محمد سب میری رضا کے طالب ہین اور مین تیری رضا کا طالب ہون اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین نہین راضی ہونیکا جبتک کہ میری اُمت کے سب گناہ گار نہ بخشے جاوینگے اور

ف یہان سے معلوم ہوا کہ اہل کبائر کے واسطے بھی شفاعت ہوگی سوائے کفار اور مشرکین کے اور معتزلہ کے خلاف ہے وہ کہتے ہین کہ صرف ترقی درجات کے لئے شفاعت ہوگی اور کبیرہ بے توبہ ہرگز نہین بخشا جائیگا اور دلائل اُنکی یہ ہین سورہ مدثر مین فرمایا فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین۔ بس نہین نفع کریگی اُنکو شفاعت شفاعت کرنے والون کی اور سورہ بقرہ مین فرمایا واتقوا یوماً لا تجزی نفس عن نفس شیئاً ولا تقبل منہا شفاعۃ۔ اور ڈرو ایسے دن سے کہ نہ بدلا دیا جاویگا کوئی نفس کسی نفس سے کچھ اور نہ قبول کی جاویگی اُس سے شفاعت اور سورہ یونس فرمایا وما للظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع۔ نہین ہے ظالمون کے لئے کوئی مشفق اور نہ شفاعت کرنیوالا جسکی بات مانی جاوے اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک جائز ہے شفاعت سب کے لئے سوائے کافر و مشرک کے اور حجت معتزلہ کی ان ایات سے صحیح نہین ہے اسواسطے کہ آیت فما تنفعھم دال ہے شفاعت کے ثبوت پر سبکے لئے لیکن وہ شفاعت کافرون کو نفع نہین دیگی کہ اس آیت سے پہلے قیامت کے جھٹلانے والون کا ذکر ہے کہ وہ کافر ہین بس شفاعت سے نفع نہ پہونچنا کفار کے لئے مخصوص ہے اور آیۃ واتقوا یوماً الخ بھی کفار ہی کے لئے خاص ہے۔ تفسیر جلالین کے حاشیہ کمالین مین اس آیت کے آگے تحریر ہے۔ ای لیس لنفس الکافر شفاعۃ

کہتے ہین کہ آیۂ کریمہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا ۔ اسی اُمت کے واسطے مخصوص ہے نوح علیہ السلام کی اُمت کیواسطے خطاب ہوا یغفر لکم من ذنوبکم نحو کے قاعدے کے بموجب لفظ من فائدہ بعضیت کا دیتا ہے یعنی بعضے گناہ تمہارے غرض اس امت پر فضل ہے اور اُنکے ساتھ عدل اسقدر امیدواری اور بشارت گناہگارون کو کافی ہے ۔ امۃ مذنبۃ ورب غفور جب مہمان عزیز ہوتا ہے طفیلی بھی عزیز ہوتے ہین + بیت

تو امید نباشی کہ رحمت آن یار براند + + گرت امروز براند نہ کہ فردات بخواند + بیت

اُمت نبی کی ہے جو تو چھٹکارا پائیگا + + جس نے نکالا آج وہی کل بُلائیگا

پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت بنجا پھر سب کام آسان ہین جبھی تک مشکل ہے کہ اُمت ہونے کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ درست نہین کرتا ہے۔ بعد اسکے کچھ بھی مشکل نہین ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے مقابلہ مین لاکھ گناہ ایک گھاس کے بیٹھے کے برابر بھی نہین ہین اگر ایمان کے نور کا چراغ بندے کے دل مین روشن ہی گناہون کے اندھیرے کو وہان کیا دخل ہے اگر ایمان کا غم کھایا پھر کوئی غم باقی نرہا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے تمام رات روکر گزاری دیکھنے والون نے کہا کہ اس رونے سے یہ خوشی پیدا ہوئی کہ گناہون کا بوجھ انکی گردن پر نرہا اُنھون نے کہا گناہون کا کیا غم ہے اگر گناہ ہونگا ایک پہاڑ بھی ہو تو اللہ تعالی کی رحمت کے آگے ایک گھاس کے بیٹھے کے برابر بھی نہین ہے میرا رونا تو اس سبب سے ہی کہ دیکھے ایمان سلامت لیجاتا ہون یا نہین + بیت ۔ ایمان چو سلامت بلب گور بریم + احسنت زہے چُستی و چالاکی ما

بیت ۔ مرتے دم تک گر رہے ثابت اگر ایمان پر + + بنگئے سب کام احسنت ہماری جان پر

اب جو شفاعت کے باب مین باقی رہی ہی اُسکو تمام کرتے ہین جاننا چاہیے کہ شفاعت کئی مقام پر ہوگی اول موقف مین یعنی محشر مین جہان تمام خلق کی کھڑے ہونے کی جگہ یہ مقام کھڑے رہنے کی شدت اور ہیبت اور دہشت اور ازدحام کی اذیت کی جگہ ہی یہان ان شدتون کی تخفیف کے واسطے شفاعت ہوگی دوسرے سوال اور حساب پیش ہونے کے وقت اسلیئے شفاعت ہوگی کہ سوال اور حساب مین آسانی ہو اور مناقشہ نہو کہ فرمایا ہے ۔

ط حاشیہ بقیہ صفحہ ۴۶) انس رضی اللہ عنہ سے مشکوٰۃ مین نقل کی ہے میری شفاعت ہے میری اُمت مین سے کبیرہ گناہ کرنے والون کے لیئے یہ حدیث مشہور ہے اور باب شفاعت مین اور حدیثین صحیح آتی ہین انشاء اللہ تعالی اُن مین سے آگے حاشیہ پر آوینگی ۱۲ ط مجھے ایسا ادب پہلے سجدے کے بعد مقام محمود عطا فرماوینگے دوسرا سجدہ شفاعت کا ہوگا اس سے

من نوقش فی العذاب فقد عذب تیسرے عذاب کا حکم جاری ہونے کے وقت اس غرض سے شفاعت ہوگی کہ عفو کیا جاوے اور سزاے قصور سے درگزر ہو۔ چوتھے درکات دوزخ مین داخل ہونے کے بعد اس مراد سے شفاعت ہوگی کہ مجرمون کے قصور معاف ہون اور جہنم سے خارج کیے جاوین پانچوین جنت مین درجے بلند ہونے اور ثواب زیادہ ملنے کے باب مین شفاعت ہوگی جیسے کسی گناہگار کو اگر کسی بادشاہ کے روبرو نہایت دہشت و ہیبت کے مقام پر کھڑا کرین وہان کوئی مقرب درگاہ اسکی شفاعت کرے جسکے سبب سے حکم ہووے کہ اسکو بٹھا کر نہیج مین پوچھو پھر اُس سے حساب لیتے وقت کوئی شفاعت کرے اور حکم ہو چھوڑ دو اور حساب نہ لو یا تھوڑا سا حساب آسانی سے لے لو پھر ثبوت جرم کے بعد قید کا حکم ہو تو شفاعت سے معاف ہو اور قیدخانے مین نہ بھیجا جاوے یا بعد قیدخانے مین داخل ہونے کے کوئی شفاعت کرے اور قصور بخشا جاوے اور قیدخانے سے باہر نکالا جاوے اور بعد نکلنے کے کوئی شفاعت کرے اور منصب عالی عطا کیا جاوے پس ہر گناہگار عاجز کو امید رکھنی چاہیئے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان سب مقامون پر شفاعت فرماوینگے اور دوزخ سے نکال کر جنت اعلیٰ کے درجات مین داخل کرماوینگے انشاء اللہ تعالیٰ

ف یعنی جس سے مناقشہ کیا گیا وہ عذاب کیا گیا اسکی سند بخاری و مسلم سے بروایت عائشہ رضی اللہ عنہا مشکوٰۃ مین ہے ۱۲

سلہ بقیہ صفحہ ۴۷) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لیس احد یحاسب یوم القیامۃ الا ہلک قلت اولیس یقول اللہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا فقال انما ذلک العرض ولکن من نوقش فی الحساب یہلک۔ نہین کوئی کہ حساب کیا جاوے قیامت کے دن مگر وہ ہلاک ہوگا اور مراد ہلاک سے عذاب ہے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ جب مین نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ بات بطریق کلیہ سُنی اور اس اشکال کا دفع کرنا مجھ پر مشکل ہوا تو مین نے آپ سے عرض کیا کہ کیا نہین فرمایا اللہ تعالیٰ نے اہل نجات کے حق مین کہ جسکو دہنے ہاتھ مین کتاب دی گئی بس قریب ہے کہ وہ شخص حساب کیا جاویگا آسان طور سے تو کس طرح وہ ہلاک ہوگا بس نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے میری اشکال کے دفع کرنے کو فرمایا نہین ہے یہ مطلب جسکو آسان فرمایا ہے مگر نرا عرض اور نرا بیان جیسے کہین گے یہ کہا تو نے اور وہ کیا تو نے اور اُس سے کچھ کد و کاوش نہ کی جاوے گی تا کہ دیکھ لے اپنے قصور پھر درگزر کیجاویگی لیکن جو شخص مناقشہ اور کد و کاوش کیا جاویگا اور اُس سے پورا پورا حساب لیا جاویگا بس وہ شخص ہلاک کیا جاویگا یعنی عذاب مین مبتلا ہوگا اور درحقیقت حساب یہی ہے اور پہلا عرض اور اظہار ہے حاصل یہ کہ حدیث کے لفظ عام ہین یعنے جو کوئی حساب کیا جاویگا وہ عذاب بھی کیا جاوے گا اور آیت دال ہے اس بات پر کہ بعضے نہین عذاب کیے جانے کے اور تطبیق کا رستہ یہ ہے کہ آیت مین حساب سے عرض مراد ہے کہ سب اعمال ظاہر کرینگے اور کرنے والا اقرار کرے گا اُس وقت اُس سے درگزر کی جاوے گی واسطے اظہار فضل کے اور مراد حساب سے حدیث مین مناقشہ ہے واسطے اظہار عدل کے یعنی خلاصہ مضمون مطالب ہر حق کا ہے ۱۲

بیت۔ نصیب ماست بہشت اے خداشناس برو + کہ مستحق کرامت گناہ گارانند + بیت
ہے جنت اپنے لئے اے مدعی معرفت + + عاصیون کے واسطے ہے خاص بخشش کی صفت

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت عام ہوگی تمامی امت بلکہ کل خلائق کے لئے اور خاص بھی ہوگی اہل مدینہ اور آپ کے مزار مبارک کی زیارت کرنے والون کے لئے اور آپ پر کثرت سے درود پڑھنے والون کے واسطے اور محققون نے کہا ہے کہ شفاعت کی حقیقت عبارت ہے عکس انوار رحمت الٰہی سے کہ بہ سبب قرب وعزت کے بارگاہ رب العزت سے سید کائنات صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ضمیر مبارک پر پڑتا ہے اور حضرت کے قلب شریف سے آپکے مقابل ومحاذی جو دل ہین اُن پر پڑتا ہے جیسے کہ آفتاب کی روشنی کا عکس پانی پر پڑتا ہے اور اس عکس سے جو چمک پانی مین پیدا ہوتی ہے اُسکا عکس اُس دیوار پر جو پانی کی سطح کے مقابل ہو پڑتا ہے اور یہ مقابلہ اور محاذی یعنے سامنے ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف[1] توجہ کرنے اور آپکا اتباع کرنے سے ہوتا ہے اسواسطے اس سعادت کے حاصل ہونے کے اسباب مین سے سینہ کی نسبت کی مواظبت اور متابعت کو سبب قوی شمار کیا ہے لیکن یہ درجات بلند ہونی کی شفاعت کا

سلہ توجہ کے معنی غیاث مین لکھے ہین کسی کی طرف منہ کرنا اور اہل تصوف کے نزدیک کاملون کے تاثیر طالبون کے دلون پر پڑنے کو توجہ کہتے ہین اور لغوی معنی کے موافق ہین یعنے طالب اپنے دل کو زہد اور تقوے سے صاف کرکے جب اُسکا رُخ مرشد کے دل کی سامنے کرتا ہے اور مرشد اپنے دل کو طالب کے دل کی طرف متوجہ کرکے اپنی ہمت سے چاہتا ہے کہ جو کیفیت اُسکے دل مین ہے طالب کے دل مین اثر کرجاوے اُسوقت طالب کا دل جتنا صاف ہوتا ہے اُتنی ہی وہ کیفیت اُس مین آجاتی ہے اور کاملون کے دلون مین صفائی زیادہ ہوتی ہے وہ۔ اولیا اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح مستفیض ہوتے ہین۔ مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر فتح العزیز مین لکھا ہے کہ اس توجہ کی چار قسمین ہین ایک انعکاسی دوسری القائی تیسری اصلاحی چوتھی اتحادی اگرچہ یہ کیفیتین ہین بیان نہین ہوسکتین مگر مثال کے طور پر تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ انعکاسی کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی عطر لگاوے اور دوسرے کو خوشبو پہونچاوے یہ قسم نہایت ضعیف ہے اور اسکا اثر صرف صحبت تک رہتا ہے۔ القائی کی مثال جیسے کوئی تیل اور بتی چراغ مین رکھ لاوے اور دوسرے کی آگ سے روشن کرے یہ پہلی سے قوی ہے کہ صحبت کے بعد بھی اسکا اثر باقی رہتا ہے پر کسی صدمہ سے جاتا رہتا جیسے آندھی وغیرہ صدمات سے چراغ بجھ جاتا ہے کیونکہ یہ تاثیر نفس اور لطیفون کو درست نہین کرسکتے جیسے شعلہ تیل اور بتی اور چراغ کے ناکارہ پن کو نہین سنوار سکتا۔ اصلاحی جیسے پانی دریا یا کوئے سے لاکر قواۂ جاری کردین اگرچہ اور قسمون سے یہ قوی ہے کہ نفس اور لطیفون کی اصلاح ہوجاتی ہے پر خزانے کی استعداد اور راہ کی مسافت کے موافق فیض ہوتا ہے۔ کنوئین اور دریا کی برابر نہین ہوتا اور خزانہ یا راہ مین قصور ہو تو نقصان ہوجاتا ہے۔ اتحادی یہ ہے کہ شیخ اپنی روح کو طالب کی روح کے ساتھ خوب زور سے ملاوے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح مین بالکل اثر کرجاوے۔ اور امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم مین لکھا ہے کہ

سبب ہے اور گناہون کی بخشش کے مقام پر شفاعت ہونے کے لئے اصل ایمان کافی ہے اور
شفاعت کے باب مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھنا سب عبادات اور
توجہات سے اثر زیادہ رکھتا ہے ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَیْلًا وَّنَہَارًا ظَاہِرًا وَّبَاطِنًا کُلَّمَا ذَکَرَ
۵۱الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ۵۲وَالْحُجَّۃُ عَلٰی الْمُنَاجِیْ بہشت اور دوزخ
ایسی صفت پر کہ قرآن مجید اور حدیث شریف مین اُسکا بیان ہے حق ہے اور جنت و دوزخ کے
مکان مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ جنت پہلے آسمان پر ہے بعضے چوتھے بعضے ساتوین
آسمان پر بتاتے ہین اور دوزخ کو بعضے زمین کے نیچے بعضے آسمان کے اوپر کہتے ہین ۔ اور
ایک جماعت کو دونون مین توقف ہے کہتے ہین کہ دونون کا مکان اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے
اور شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ جنت اور دوزخ ان دونون کے مکان معین ہونے مین
کوئی نص صریح وارد نہین ہوئی ہے لیکن اکثر علمار کا یہی مذہب ہے کہ بہشت ساتوین
آسمان پر عرش کے نیچے ہے اور دوزخ ساتوین زمین کے نیچے ہے لیکن یہ مشکل ہے کہ
قرآن مجید مین فرمایا ہے وَجَنَّۃٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۵۳ بس جبکہ اتنا بڑا ایک جنتی
کا مکان ہو یا ایک جنت ہو تو اُسکا وجود آسمان اور زمین مین سے ایک مکان معین مین
کیونکر سما سکتا ہے اور اسکا جواب تفسیرون مین یہ لکھا ہے کہ جنت کا عرض جب آسمان و زمین کے
برابر ہو کہ زمین و آسمان آپس مین ملے ہوئے ہون اور ایک دوسرے کے متصل ہون اور سب

---

۵۱ حاشیہ بقیہ ۴۹ کا نور پر ہے پھر جب وہ اپنا دل اللہ سے لگاتا ہے اور دنیا سے متنفر ہو جاتا ہے تو جس قدر
دنیا کے علائق منقطع ہوتے ہین اُسی قدر جو پردے فیضان مین حائل ہین اُٹھ جاتے ہین اور اس توجہ کے باعث
بعضے کہتے لوح محفوظ کی اس صاف دل پر منعکس ہو جاتی ہین اور بہت سے حالات اسپر منکشف ہو جاتے ہین
کیونکہ دل کے دو دروازے ہین ایک اس عالم کی طرف اور دوسرا عالم ملکوت کی طرف پس جو علم اُسکو اسکے ذریعہ سے
معلوم ہوتا ہے وہ کسبی ہے اور جو دوسرے دروازے سے کھلتا ہے وہ وہبی اور مکاشفہ ہے حاصل یہ کہ اگر
مومن متقی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر کام مین پورا پورا اتباع کرے اور آپکی محبت کا تخم اپنے دل مین
ایسا بودے کہ مرتے دم تک اُس درخت کو آپ کی پیروی کے پانی سے ہرا رکھے تو انشاء اللہ تعالے
ثمر شفاعت سے ضرور بہرہ یاب ہووے اللہم صل وسلم علیہ ۔ ۱۲
۵۲ درود اللہ کا اُسپر اور اُسکی آل پر رات کو اور دن کو ظاہر مین اور باطن مین جتنا ذکر کرنے والے ذکر
کرین اور غفلت کرنے والے اُسکے ذکر سے غفلت کرین ۱۲ ۵۳ اور اللہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی محبت اور اتباع کی توفیق دینے والا ہے ۱۲ ۵۴ یہ آیت سورہ آل عمران مین ہے اور وہ جنت ایسی
ہے کہ اُسکا عرض آسمانون اور زمین کے برابر ہے ۱۲

توجیہات سے بہتر یہ ہے کہ آدمیون کے نزدیک کوئی چیز آسمان و زمین سے زیادہ وسیع اور بڑی نہین ہے اور اس تمثیل سے جنت کی وسعت کا مبالغہ منظور ہے نہ اُسکی حدود کا بیان مقصود ہے اور حقیقت مین جنت کی وسعت سواے خدا تعالی کے کوئی نہین جانتا کہ چھوٹا سا گھر بہشت کا تمام دنیا کے برابر اور اُس سے دس گنا ہوگا واللہ اعلم اور اعراف اُس مقام کا نام ہے کہ جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا نہ اسمین جنت کی سی راحت اور عیش ہوگا نہ دوزخ کی سی مصیبت اور محنت ہوگی لیکن نقل صحیح و نص قطعی سے ثابت نہین ہوا بعضے کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے مشرکون کے بچون اور اُن لوگون کے لئے اُسکو پیدا کیا ہے کہ جن پر دنیا مین وحی نہین پہونچی ہے امام سبکی نے کہا ہے کہ اعراف کا قول حدیث شریف مین کہین نہین آیا اور نہ علماء مین سے کوئی اسطرف گیا ہے انتہے۔ اور یہ جو قرآن مجید مین آیا ہے وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماھم اس سے اُن پردون اور دیوارون کی بلندیان مراد ہین کہ جنت اور دوزخ کے درمیان حائل ہین اور رجال سے یہان پیغمبر اور شہداء اور مومنین اور علماء یا ملائکہ مراد ہین کہ اہل بہشت اور دوزخ کو اُنکی پیشانی کے نشان سے پہچانینگے اور خطاب کرینگے وھما مخلوقتان موجودتان بہشت اور دوزخ دونو پیدا ہو چکی ہین اور اب[۳] موجود ہین نہ یہ کہ قیامت کے دن اُنکو پیدا کرینگے اور آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا کا قصہ اسکی دلیل ہے باقیان ولا تفنیان ولا یفنی اھلھما۔

---

[۱] اور مجھے یاد ہے کہ اسکی خلاف تھا قلاش مطابقت کی ہوئی ۲ا جناب مولوی عبدالرحمن صاحب نامی[۲] طلبہ یہ آیہ سورہ اعراف مین ہے اور اعراف پر مرد ہونگے کہ پہچانینگے ہرایک کو دوزخیوں میں سے اور جنتیوں میں سے انکے قیافہ سے ۱۲ تفسیر حسینی مین لکھا ہے کہ دوزخ اور جنت یا دوزخیون اور جنتیون کے درمیان دیوار یا پردے ہونگے یا مکان بلند ہونگے کہ اُن پر صاحبان فضل وکرامت ہونگے نبیون یا ولیون یا شہداء مین سے یا فرشتے آدمیون کی صورت مین ہونگے اور یہ جنتیون کو نورانی اور سفید رنگ سے اور دوزخیون کو سیاہ رنگ سے پہچانینگے اور وہان کھڑے ہو کر اپنے مقامات بہشت مین دیکھ کر خوش ہونگے اور دوزخیون کو بُری حالت مین دیکھ کر مسرور ہونگے خدا نے انکے ہین اس سے نجات بخشی اور تیسیر سے بروایت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ اعراف ایک اونچا مقام ہوگا پل صراط پر عباس و حمزہ و علی و جعفر طیار رضی اللہ عنہم وہان اپنے دوستون کو پہچانینگے اور خدا تعالے کے دشمنون کو نشان سے ساتھ۔ اور کہتے ہین کہ وہان وہ لوگ ہونگے جن کی نیکیان اور بدیان برابر ہونگی ۱۲ [۳] تکرار ضمیر کی تاکید کے لئے ہے اور یہ معتزلہ کا رد ہے کہ وہ کہتے ہین کہ دوزخ اور جنت اللہ تعالے قیامت کو پیدا کریگا ہماری دلیل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا رضی اللہ عنہا کا قصہ ہے اللہ تعالے نے سورہ بقرہ مین فرمایا۔ اسکن انت و زوجک الجنۃ ۔ یعنے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور فرشتون سے اُنکو سجدہ کروایا اور اُنکی بائین طرف کی نیچے کی پسلی سے حضرت حوّا کو پیدا کیا اور اُن دونون کا نکاح کر دیا پھر فرمایا اب رہ تو اور تیری جورو جنت میں اس سے معلوم

بہشت اور دوزخ اور بہشتی اور دوزخی ہمیشہ باقی رہینگے اور کبھی فنا نہونگے۔ جب سب ایکبار مرجاوینگے اور پھر زندہ ہونگے اُسکے بعد ابد تک ہمیشہ زندہ رہینگے اور کبھی وہان موت نہین ہوتی کی اسی واسطے فرمایاہے و خلقتکم للابد۔

وکل ما اخبر به النبی صلی الله علیه واله وسلم من اشراط الساعة واحوال الاخرة حق وہ خبرین کہ مخبر صادق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی نشانیون کے باب مین بیان فرمائی ہین جیسے سُورج کا پچھم سے نکلنا کہ وہ دن توبہ کے دروازے کے بند ہونے کا ہے اور دجّال اور دابۃ الارض کا نکلنا اور عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان پر سے اُترنا اور صور کا پھنکنا اور سوائے اسکے تمام احوال قیامت کے قایم ہونے سے جنت ہین داخل ہونے تک بلکہ ہر چیز اور ہر حکم شریعت کا جو اُنہون نے فرمایا ہے سب حق ہی یہ مجمل ہے اور تفصیل اسکی کتب حدیث سے معلوم ہوسکتی ہے[۵۲]۔

والایمان تصدیق بالقلب واقرار باللسان ایمان اللہ تعالےٰ کے حکمون اور اُسکے پیغمبرون کا سچّا جاننا ہے دل مین اور گواہی دینا ہے دل کی حقیقت پر زبان سے یہ دل کی

لہ بقیہ صفحہ ۵۱ کا حال یہی دلالت کرتاہے پس پہلے دونون آیتین قطعی ہین اور یہ ظنی ہے پس ظنی قطعی کی معارض نہین ہوسکتی ۱۲ اللہ تعالےٰ نے دونون فریق کے حق مین فرمایا کہ خالدین فیہا ابدا۔ ہمیشہ رہینگے اُس مین لیکن ایک لحظہ کے واسطے سب ہلاک ہوجاوینگے پھر زندہ ہوکر کبھی نہین ہلاک ہونگے اللہ تعالیٰ کے قول کی تحقیق کے لیے جو سورہ قصص مین فرمایا کل شئی ھالک الا وجہہ۔ سب ہلاک ہونگے مگر اُسکا منہ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات نہین ہلاک ہونیکی ۱۲

لہ من الحور والغلمان والنعیم حورین اور غلمان اور ساری نعمتین جنت کی ۱۲ جناب مولوی عبدالرحمن +

لہ اور پیدا کیا ہین تم کو ہمیشہ کے لئے ۱۲ لہ قیامت کے آنے سے پہلے جو بڑے نشان اُسکے واقع ہونگے اُنکا بیان یہی چاہتا ہے یہان صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا گیا مشکوۃ مین مسلم سے بروایت خذیفہ بن غفاری نقل کیا ہے کہا راوی نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہم آپس مین ذکر کرتے تھے آپ نے فرمایا کیا چرچا کرتے ہو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم قیامت کا ذکر کرتے ہین آپ نے فرمایا۔ انہا لن تقوم حتی تروا قبلہا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسی ابن مریم ویاجوج وماجوج وثلثۃ خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرۃ العرب واخر ذلک نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرہم۔ ہرگز نہین قائم ہونیکی قیامت یہان تک کہ دیکھوگے تم اُس سے پہلے دس نشانیان پس ذکر فرمایا دھوین کا یہ دھوان مشرق سے مغرب تک پھیلے گا اور چالیس روز تک رہیگا سورہ دخان مین ہے۔ یوم تاتی السماء بدخان مبین ع۔ جسدن لاویگا آسمان دھوان ظاہر اور دجّال کا اور قصہ اُسکا مشہور ہے اور دابۃ الارض کا کہ صفا و مروہ کے درمیان سے نکلیگا ایک چارپایہ مختلف الخلقت کہ بہت سے حیوانون کے مشابہ ہوگا ساٹھ گز کا لمبا اُسکے ساتھ ہین موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور داؤد علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی عصا سے ہر مومن کے ماتھے پر مومن لکھے گا اور کافر کے انگوٹھی سے چھاپ لگاویگا سورہ نمل مین فرمایا۔ اخرجنا لہم دابۃ من الارض نکالینگے ہم انکے لیے دابۃ الارض اور آفتاب کے مغرب سے نکلنے کا کہ اُسوقت توبہ کا دروازہ بند ہوجاویگا سورہ انعام مین ہے۔ لاینفع نفسا ایمانہا لم تکن امنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا۔ اُس وقت نہین نفع دینے کا

تصدیق جو بیان ہوئی ایمان کی حقیقت ہے اور زبان سے گواہی دینا اُسکی نشانی اور علامت ہے کسواسطے کہ زبان دلکی ترجمان ہے بغیر اُسکے بیان کئے دل کا حال معلوم نہین ہو سکتا اور جاری ہونا احکام ظاہری کا اسپر موقوف ہے اگر کوئی گونگا ہو یا کوئی کسی سے زبردستی کفر کا کلمہ کہواوے اور دل مین اُسکے ایمان ہو یا کوئی تصدیق قلبی کے بعد زبان سے اقرار کرنے کی فرصت نپاوے اور مرجاوے ایسی صورتون مین اقرار زبانی شرط نہین ہے اور اہلِ حدیث کی نزدیک دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار اور اسلام کے ارکان پر عمل کرنے کو ایمان کہتے ہین[1] اور درحقیقت دونون مین کچھ فرق نہین ہے کہ ایمان کامل وہی ہے جسے یہ ایمان کہتے ہین اور ایمان بغیر عمل کے ناقص ہے لیکن ایمان کی جڑ وہی تصدیق ہے ایمان ایک درخت کی مانند ہے جسمین تصدیق تو گویا جڑ ہے اور اعمال وطاعات مثل ٹہنیون اور پتون اور پھولون اور پھلون کے ہین اگرچہ بغیر پھل والے درخت کو بھی درخت کہتے ہین لیکن کام کا وہی درخت ہے جسمین پھل ہون اسی طرح ایمان کامل وہی ہے جسکے ساتھ اچھے عمل ہون اور بے عمل کے ناقص ہے اُسکا نام بھی ایمان ہی ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید مین اللہ تعالی نے اکثر جگہ ایمان کے ساتھ اعمال صالح کو ملایا ہے ۔ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اس آیت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اصل ایمان کی تصدیق ہے اور عمل صالح اُس سے جُدا ہین اور اُسکے کامل کرنیوالے ہین[2] اسکی ایسی مثال ہے جیسے کسی کو کہین کہ فلانا یہ چیز بھی رکھتا ہے اور وہ چیز بھی اس سے یہی سمجھا جاویگا کہ وہ شخص دونون چیزین رکھتا ہے لیکن وہ دونون چیزین جُدا جُدا ہین اور جو وہ دونون چیزین ایک ہون تو یہ عبارت درست نہوئی اور اسکی بولنے والے پر خطا کی نسبت کرنی پڑیگی ۔ دوسرے[3] یہ کہ نرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے جاننے کا نام ایمان نہین ہے جبتک دل مین اُسکی تصدیق نہو اسواسطے کہ علم اور چیز ہے اور تصدیق[4] اور چیز ہے

---

[1] بقیہ صفحہ ۵۲ کہ نکلیگی یمن سے اور ہانکے گی آدمیون کو انکے محشر کی طرف ۱۲ مظاہر حق وغیرہ ۔ [2] ایمان کے معنے لغت مین تصدیق یعنی مخبر کی خبر کا یقین کرنا ہے اور اسکو سچا جاننا حقتعالے نے سورہ یوسف مین یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا قول جو اُنہون نے اپنے باپ سے کہہ نقل فرمایا دیا انت بمومن لنا ۔ اور نہین ہے تو ہمارے بات کی تصدیق کرنے والا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ الایمان تومن باللہ ۔ ایمان اللہ اور اللہ کے احکام کی تصدیق ہے ۱۲ شرح عقائد اور اسکے حواشی ۔ [3] شرح عقائد کے حاشیہ ملا صادق مین لکھا ہے کہ شیخ ابی المنصور ماتریدی اور جمہور محققین نے ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ایمان فقط تصدیق قلبی کو کہتے ہین اور اقرار لسانی اُسکی شرط ہے واسطے جاری کرنے احکام کے اور شمس الائمہ سرخسی اور فخر الاسلام بزدوی نے کہا ہے کہ ایمان تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کا نام ہے اور جمہور محدثین ومتکلمین وفقہا نے کہا ہے کہ ایمان تصدیق الجنان واقرار اللسان وعمل بالارکان کو کہتے ہین ۱۲ [4] اسواسطے کہ واو عاطفہ مغایرت پر دلالت کرتی ہے اور ہر جگہ ان دونون کا جمع کرنا

تصدیق کے معنی قبول کرنا ہے جسکو فارسی مین گرویدن کہتے ہین اور نور حقیقت اُسکی قبولیت کے رنگ مین دل کا رنگا جاتا ہے اور یقین کے نور سے اُسکا منور ہونا اور علم فقط جاننا ہے عرب کے اکثر کفار اور خاص کر یہود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا ہونا اور پیغمبر ہونا ایسا جانتے تھے جیسا کوئی اپنی اولاد کو پہچانتا ہے کہ اُسکے آگے پیدا ہوئی ہے یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم ف۱ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے کی خبرین اور آپ کی صورت و سیرت اور صفتین اور نام و نشان اور پیدا ہونے کا مقام سب اُنکی کتابون مین لکھا تھا اور اُنکی زبانون پر جاری تھا بہت یہود موسی علیہ السلام کے وقت سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے عہد تک آپ پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کرنے کو مدینہ منورہ مین آگر رہے اور ساری عمر اسی شوق مین گزاری اور مرتے وقت اپنی اولاد کو وصیت کی کہ اگر تم زمانہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاؤ تو آپ کی خدمت مین ہمارا اسلام پہونچانا اور ہمارے ایمان لانے کا پیغام عرض کرنا اور حقیقت مین یہود سے زیادہ یہ علم کوئی نرکھتا تھا۔ جب آفتاب نبوت نے طلوع کیا اور یہود کی شقاوت ازلی نے جوش مارا انکی بینائی کی آنکھ پر پردہ خفاشی ف۲ کا ایسا پڑا اور حسد و عناد و استکبار کی گھٹا انپر ایسی چھائی کہ کفر و انکار کے گڑھے مین گر پڑے اور اس دلدل مین ایسے پھنسے کہ ہدایت کی سیدھی راہ پر قدم نہ رکھ سکے یہان سے معلوم ہوا کہ علم اور عقل بغیر اللہ تعالے کی ہدایت اور عنایت کے بالکل کارگر نہین ہوتی اور کچھ اثر نہین رکھتی وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا ف۳۔

فنعوذ باللہ من علم لا ینفع وقلب لا یخشع مصرع علمے کہ رہ بحق ننماید جہالت است ✲

ف۱ یہ آیہ سورہ بقرہ مین ہے شروع اسکا یہ ہے الذین آتیناہم الکتاب۔ وہ لوگ کہ ہمنے اُنکو کتاب دی ہے پہچانتے ہین اُسکو جیسا کہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہین اور آگے اسکے فرمایا۔ وان فریقا منہم لیکتمون الحق وہم یعلمون۔ اور بیشک ایک فرقہ اہل کتاب مین سے البتہ حق کو چھپاتے ہین اور وہ جانتے ہین اور اسی سورہ مین ہے وان الذین اوتوا الکتاب لیعلمون انہ الحق من ربہم۔ اور بیشک وہ لوگ کہ کتاب دی گئی ہین جانتے ہین کہ بیشک وہ حق ہے اُنکے رب کی طرف سے ان آیات سے معلوم ہوا کہ اہل کتاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن کو خوب جانتے اور پہچانتے تھے مگر اُنہون نے حسد و عناد سے آپ کی نبوت کا انکار کیا اور آپ کے نشان تورات اور انجیل مین سے مٹاتے اور قرآن مجید کو حق جانکر جھٹلایا ۱۲ ف۲ غیاث مین منتخب اور قاموس سے نقل کیا ہے کہ خفاش خے کی پیش اور فے کی تشدید سے شپرک کو کہتے ہین اور ہندی مین اُسکو چمگادڑ بولتے ہین وہ بہ سبب ضعف بصارت کے آفتاب کی روشنی کی تاب نہین لاسکتی اسلئے دن کو اندھیرے مکانون مین چھپی رہتی ہے اور رات کو نکلتی ہے۔ پس خفاشی کے معنی آنکھ چرانے اور دیکھ نہ سکنا ہوئے اور حسد کے معنی کسی کی نعمت کا زوال چاہنا اور منتخب مین ہے کہ عناد عین کی زیر سے ہو تو اُسکے معنے لڑائی لڑنا ہین اور استکبار کے معنے اپنے تئین بزرگ سمجھنا اور گردن کشی کرنا ۱۲ ف۳ یہ آیہ سورہ نمل مین ہے اور انکار کیا اُسکا از روئے ظلم و تکبر کے اور یقین کی

مصرع - ہے جہل علم وہ نہ دکھائے جو راہِ حق ✤ وھی لا یزید ولا ینقص ۔

اور ایمان نہ زیادہ ہووے اور نہ کم جب ثابت ہوا کہ ایمان کی حقیقت تصدیق قلبی ہے اور وہ ایک ہے تو وہ زیادہ اور کم نہین ہو سکتا اسلئے کہ زیادتی اور نقصان تعدد اور گنتی مین ہوتا ہے اگر تصدیق کے ساتھ اعمال صالح بھی ایمان کے معنون مین داخل کئے جاوین تو بسبب زیادتی اور کمی اعمال کے ایمان بھی کم اور زیادہ ہوگا لیکن جب ایمان کے معنی فقط تصدیق قلبی ہین اور اعمال اُس مین داخل نہین ہین تو امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ کے اس قول کے معنی کہ الایمان لا یزید ولا ینقص بے شبہ اور بغیر کسی اشکال کے بن گئے اور حقیقت مین یہ عبارت اشارہ کرتی ہے کہ اعمال ایمان مین داخل نہین ہین کہ یہی مذہب اہل سنت[1] والجماعت کا ہے وباللہ التوفیق ✤ **والایمان والاسلام واحد ۔**

اور ایمان اور اسلام ایک ہی ہے ایمان کے لفظ سے تصدیق قلبی اور باطن کے حال کی درستی سمجھی جاتی ہے اور اسلام خشوع اور انقیاد ظاہری پر دلالت کرتا ہے چنانچہ اس آیت مین فرمایا قالت الاعراب امنا الایہ اور یہان اس عبارت سے یہ مقصود ہے کہ جو مومن ہے

---

[1] جو کہتے ہین کہ ایمان فقط تصدیق قلبی کا نام ہے اُنکی دلیل یہ آیتین ہین اول سورہ مجادلہ مین ہے اولٰئک کتب فی قلوبہم الایمان - یہ وہ ہین کہ لکھا ہے انکے دلون مین ایمان دوسری سورہ نحل مین ہے - وقلبہ مطمئن بالایمان - اور اُسکا دل تسکین پانے والا ہے ایمان کے ساتھ اور برقرار ہے ایمان پر - تیسری سورہ حجرات مین ہے - ولما یدخل الایمان فی قلوبکم - اور ابھی نہین داخل ہوا ایمان تمہارے دلون مین اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا - اللہم ثبت قلبی علی دینک - اے اللہ ثابت رکھ میرا دل اپنے دین پر اور فقط اقرار زبانی ایمان نہین ہے کہ اللہ تعالٰے نے بعضے اقرار کرنے والون کے ایمان کی نفی فرمائی سورہ بقرہ مین ہے - ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الاخر وما ہم بمومنین اور ایک لوگ وہ ہین جو کہتے ہین ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور اُنکو یقین نہین ہے لیکن بے اقرار زبانی کے دل کے ایمان کا حال معلوم نہین ہو سکتا اسلئے اس کو ایمان مین داخل کیا ہے اور کافی ہے اسکے لئے فقط کلمہ شہادت کا پڑھنا صحابہ رضی اللہ عنہم جب کسی سے کلمہ شہادت سنتے ایمان کا حکم کرتے اور اُس سے کچھ دل کا حال نہ پوچھتے اور عمل ایمان مین داخل نہین ہین لیکن ایمان صحت اعمال کی شرط ہے کہ بغیر ایمان کے عمل صحیح نہین ہوتے سورہ نساء مین فرمایا - ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وہو مومن - اور جو شخص نیک کام کرے مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان رکھتا ہوگا سو وہ لوگ داخل ہونگے جنت مین - پس جب اعمال ایمان مین داخل نہ کئے گئے تو ایمان زیادہ اور کم نہین ہو سکتا اگر کہین کہ ایمان پر علی الدوام ثابت رہنا بھی تو ہر گھڑی اسکی زیادتی کا سبب ہے کہ زیادہ ہوتے ہین اس سے پھل ایمان کے اور اشراق اور نور اور ضیا دل مین اسکا یہ جواب ہے کہ یہ سب زیادتی عمل ہی مین ہے نہ اصل ایمان مین مگر بعض محققین نے کہا ہے کہ ایمان تو کم اور زیادہ نہین ہوتا لیکن قوت اور ضعف کے ۲

وہ مسلم ہے اور جو مسلم ہے وہ مومن ہے ان مین کچھ مغائرت نہین ہے ولا ینبغی لاحد
ان یقول انا مومن انشاء اللہ تعالےٰ اور نہین لائق ہے یہ کہ کہے مین مومن ہون اگر
اللہ تعالےٰ چاہے اس مسئلہ مین علماء کا اختلاف ہے حنفی اس قول کو منع کرتے ہین اور شافعی جائز
بتاتے ہین اور درحقیقت یہ کچھ اختلاف نہین ہے کس واسطے کہ اگر انشاء اللہ تعالےٰ کہنے سے
ایمان اور تصدیق مین تردد اور شک کا ارادہ کرین تو یہ کلمہ کہنا روا نہین ہے کہ شک و تردد
جزم و یقین کے مخالف ہے کہ حقیقت ایمان کی ہے اور جو انشاء اللہ تعالےٰ کہنے سے محض
ذکر الٰہی کا ارادہ کرے تبرکاً و تیمناً یا عجب کے دور کرنے اور نفس کے سنوارنے کا ارادہ
کرے یا عاقبت کا حال معلوم نہین ہے اسلئے یہ لفظ کہے یا ایمان کامل نجات جینے والے کے
حصول مین اسکو تردد ہو جسکو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اولئک ھم المومنون حقا اسلئے
یہ کلمہ کہے تو روا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اسلئے بھی نہ کہے کہ ایمان کے باب مین صورت شک و
تردد و توہم کی زبان پر جاری نہو وایمان الیاس غیر مقبول اور
ایمان یاس کا مقبول نہین ہے یاس کا لفظ شدت اور عذاب کے معنی مین آیا کرتا ہے لیکن
یہان سکرات موت سے مراد ہے اور آخرت کے احوال کے دیکھنے سے موت کے وقت دکھائی دیتی

لہ اللہ تعالی اپنے سورہ ذاریات مین فرمایا ہے - فاخرجنا من کان فیہا من المومنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین
پس نکالا ہمنے جو تھا اُس گانو مین ایمان والا پھر نہ پایا ہمنے وہان سواے ایک گھر کے مسلمانون مین یعنے حضرت لوط
علیہ السلام کا گھر اس سے معلوم ہوا کہ ان دونون لفظون کے ایک ہی معنے مین اور یہ دونون آپس مین مترادف ہین
اسی لئے شرع شریف مین جائز نہین ہے کہ کسی پر حکم کرین مومن ہے اور مسلمان نہین ہے یا مسلمان ہے اور مومن نہین
ہے پس دونون مین سے ایک پر اکتفا نہین ہو سکتا اگر کہین یہ آیت - قالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا
کہا عربون نے ایمان لائے ہم اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ کہہ نہین ایمان لائے تم اور لیکن کہو مسلمان ہوئے ہم بغیر ایمان
اسلام کے ہونے پر دلالت کرتی ہے اسکا یہ جواب ہے کہ اسلام شرع شریف مین وہی ہے جو بغیر ایمان کے نہو اگر کہین کہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی یہ صفت فرمائی ہے - الاسلام ان تشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول
اللہ وتقیم الصلوۃ وتوتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ان استطعت الیہ سبیلا - اسلام یہ ہے کہ گواہی دے
تو کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کا رسول ہے اور قائم کرے تو نماز اور دے تو زکوۃ
اور روزہ رکھے تو رمضان کے اور حج کرے تو بیت اللہ کا اگر طاقت رکھتا ہو اسکی طرف زاد و راہ کی اور یہ حدیث
اعمال ظاہری پر دلالت کرتی ہے نہ تصدیق قلبی پر اسکا یہ جواب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اسلام کے
پھل اور نشان بیان فرمائے ہین جیسا کہ اپنے دوسری حدیث مین پھل اور نشان ایمان کے فرمائے ہین - اتدرون
الایمان باللہ وحدہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال علیہ السلام شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ - ۱۲

ہین چنانچہ حدیثون مین آیا ہے کہ ہر شخص موت کی وقت اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے مومن بہشت مین اور کافر دوزخ مین پس اگر اس حالت مین کوئی کافر ایمان لاوے تو مقبول و معتبر نہین ہے اس لیے کہ غیب پر ایمان لانا چاہیے کہ بندہ اپنی اختیار اور قصد سے اللہ تعالے کے حکم برداری و اطاعت کی واسطے لایا ہو اور اسوقت کا ایمان غیب پر نہین ہے اور اضطراری ہے قیامت کے دن تمام کافر پکارین گے ربنا ابصرنا و سمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون ای اللہ ہماری آنکھین بینا ہوگئین اور کان سننے والے ہوگئے اور یقین ہوگیا ہمکو کہ جو کچھ تیرے پیغمبرون نے دنیا مین خبرین دین تھین اور تیری کتابون مین لکھا تھا سب سچ ہے ہمکو دنیا مین بھیجدے کہ ایمان لاوین اور اچھے کام کرین اور ثواب کے مستحق ہووین۔ لیکن یہ ایمان اور حق کا اقرار اس وقت ان کو کچھ فائدہ نہ کرے گا اور تمام اہل حق اول سے آخر تک اتفاق رکھتے ہین کہ یاس کا ایمان مقبول نہین ہے حدیث شریف مین آیا ہے ان اللہ تعالی یقبل التوبۃ العبد مالم یغرغر غرغرہ موت کی حالت اور سکرات کی شدت اور روح کے حلقوم مین پہونچنے سے کنایہ ہے اور قرآن مجید مین فرمایا ہے فلم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا — یعنی یاس اور عذاب الٰہی کے دیکھنے کے وقت ایمان لانا فائدہ نہین کرتا اور دوسری جگہ فرمایا ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدھم الموت قال انی تبت الان اس آیت کے ساتھ استدلال صحیح ہے کہ پہلی آیت مین احتمال ہے کہ رویت یاس سے قیامت کی نشانیون کا دیکھنا مراد ہو جیسے مغرب سے آفتاب کا نکلنا جیساکہ بعض مفسرین نے اس کی تفسیر مین لکھا ہے کہ یہ پچھلی آیت صراحۃً پکارتی ہے کہ مرتے وقت کی توبہ اور ایمان مقبول نہین ہے اور ان دلائل مذکورہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسا مرتے وقت کا ایمان مقبول نہین ہے ایسی ہی مرتے وقت کی توبہ بھی مقبول نہین ہے اور اکثر فقہا کا یہی مذہب ہے اور بہت سے علماء کے نزدیک یاس کی توبہ مقبول ہے۔ لیکن ایمان بالاجماع و بالاتفاق مقبول نہین ہے اب باجماع امت لازم آیا کہ فرعون کا ایمان جو ڈوبتے وقت لایا تھا مقبول نہین ہے

(حاشیہ صفحہ ۵۶) ایک ہی ہے اور ایک حدیث مین یون فرمایا ہے الایمان بضع و سبعون شعبۃ اعلاھا قول لا الہ الا اللہ و ادناھا اماطۃ الاذی عن الطریق ایمان کے ستر اور کئی ٹکڑے ہین بڑا ان مین کا اقرار لا الہ الا اللہ کا ہے اور چھوٹا راہ مین سے ایذا کا ہٹا کرنا ہے ۱۲ شرح عقاید اور اسکے حواشی سے لکھا گیا ۱۲ سلہ پ آیہ سورہ انفال مین ہے یہ مومن ہین حق اور سچے انکے اگے فرمایا لھم درجات عند ربھم اور ان کے لیے درجے ہین ان کے رب کے پاس ۱۲ سلہ یہ حدیث ترمذی و ابن ماجہ نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

کس واسطے کہ ڈوبنے کا وقت یاس کا وقت تھا اور حیات سے بالکل نا امیدی کا زمانہ تھا اور
ہنگام اضطرار تھا نہ وقت اختیار اس امت کے تمام پیشواؤن اور مجتہدون کا یہی مذہب ہے
اور اسی سبب سے شرع شریف مین ہر جگہ اسکی مذمت آئی ہے اور اسکا کفر و استکبار[٥١] قرآن مجید کی
آیتون سے ظاہر ہے اور اسکے جہنمی ہونے پر نص صریح دال[٥٢] ہے فاخذہ اللہ نکال الآخرۃ
والاولی اور دوسری جگہ فرمایا ہے یقدم[٥٣] قومہ یوم القیمۃ فاوردھم النار
جو عرب کی زبان کو جانتا ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ یقدم قومہ کے یہ معنی ہین کہ وہ اپنی قوم کے
ساتھ آگ مین جائیگا اور وہ انکا پیشوا اور سردار ہوگا ملک عرب کے پرانے شاعرون مین سے
امرء القیس تھا اسکی مذمت مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے یقدم[٥٤] الشعراء الی النار
اور جگہ فرمایا و استکبر ھو[٥٥] وجنودہ فی الارض بغیر الحق فظنوا انھم الینا لا یرجعون تکبر کیا فرعون
اور اسکے لشکر نے زمین مین ناحق اور گمان کیا اس نے اور اسکے لشکر نے کہ ہماری طرف نہین
رجوع کرینگے اور ہماری درگاہ قہاری اور سخت عذاب کرنے والی مین نہین حاضر ہونگے جیسا
اور کافر گمان کرتے ہین فاخذناہ وجنودہ فنبذناھم فی الیم پس اپنے قہر اور
عذاب مین ہمنے اسکو اور اسکے لشکر کو پکڑ لیا اور ہمنے ان سب کو دریا مین ڈالدیا فانظر کیف
کان عاقبۃ الظلمین پس دیکھ کہ انجام ظالمون اور متکبرون اور کافرون کا کہ انھون نے خدا
اور اسکے رسول کے ساتھ تکبر کیا اور دنیا و آخرت مین اسکی سزا پائی اور رسوا ہوئے کیا ہوا
وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار اور کیا ہمنے انکو یعنی فرعون اور اسکے لشکر کو امام
اور پیشوا اہل دوزخ کے کہ اورون کو دوزخ کی طرف بلاتے ہین ویوم القیمۃ لا ینصرون

[٥١] غیاث مین ہے کہ استکبار الف کے زیر سے اپنے تئین بڑا جاننا اور گردن کشی کرنا اور فرعون کا تکبر اس درجہ پر
پہونچا تھا کہ اس نے خدائی کا دعوی کیا تھا اور اپنے تئین رب العالمین کہتا تھا اسی واسطے جب جادوگر اللہ تعالے
پر ایمان لائے تو کہا کہ آمنا برب العالمین ایمان لائے ہم جہانون کے پالنے والے اور پرورش کرنے والے پر پھر انکے
دل مین خیال آیا کہ رب العالمین تو فرعون بھی اپنے تئین کہتا ہے ایسا نہو کہ یہ سمجھے کہ مجھپر ایمان لائے مین اور
لوگ بھی یہی خیال کرین اسلئے انھون نے اس شک کے دفع کرنے کو اسکے آگے کہا کہ رب موسی و ہارون یعنی ہم اس
رب العالمین حقیقی پر ایمان لائے ہین کہ جسپر موسی اور ہارون ایمان لائے ہین اور جس نے ان کو پیغمبر بنایا ہے
اور یہ اسکی طرف خلقت کو بلاتے ہین اور اسکی گردن کشی کا حال اللہ تعالے نے سورہ نازعات مین فرمایا ہے —
اذھب الی فرعون انہ طغی اے موسی جا فرعون کی طرف بیشک اس نے سر اٹھایا ہے اور اسی سورۃ مین اللہ تعالے نے اسکا قول نقل
فرمایا ہے — فقال انا ربکم الاعلی — فرعون نے کہا مین تمہارا بڑا رب ہون ١٢ [٥٢] یہ آیت سورہ نازعات مین ہے پس

[٥٢ cont.] اس واسطے اسکو پکڑا اللہ نے عبرت کے عذاب سے آخرت اور دنیا کے ١٢
[٥٣] یہ آیت سورہ ہود مین ہے فرعون اپنی قوم کا پیشوا ہوکر قیامت کے دن آگے چلیگا پس پیچھے اسکے جہنم مین جائینگے اور آپ ان کے ساتھ اس مین رہیگا اور عذاب ان پر سے زیادہ ہوگا بسبب پیشوا ہونے کے ١٢
[٥٤] پیشوا اور سردار شاعرون کا جہنم مین جانیوالا ١٢
[٥٥] یہ آیت اور اسکے بعد کی آیتین سورہ قصص مین ہین ١٢

اور وہ قیامت کو یاری اور مدد نہین دیئے جاوینگے بلکہ مخذول[1] و مردود ہونگے واتبعناھم
فی ھذہ الدنیا لعنة ویوم القیمة ھم من المقبوحین اور ہمنے مقرر کی اُنکے واسطے اس
دنیا مین لعنت[2] اور قیامت کے دن وہ اور اُسکا لشکر رسوا ہوگا۔ فرعون کے اس حال پر
قرآن گواہ ہے اگر وہ مسلمان ہو کر دنیا سے طاہر و پاک جاتا ہرگز ایسے وصفون کے ساتھ
اُسکو یاد نہ کرتے اگر اُسکے اسراف و تکبر و ظلم و کفر کو اُسکی حیات اور دنیا کے حالات پر حمل
کرین ممکن ہے لیکن ویوم القیمة ھم من المقبوحین تو فقط آخرت کی بدحالی پر دلالت
کرتا ہے حاصل کلام یہ کہ ہرگز عقل مین نہین آسکتا کہ وہ اللہ تعالے کے نزدیک سچا مومن ہو
اور کہین اُسکی تعریف نہین آئی اور نہ اُسکے خاتمہ کے اچھے ہونے اور انجام بخیر ہونے کا کہین
ذکر ہے کہ ہمارا فلانا بندہ تمام عمر کفر و عصیان مین مبتلا رہا آخر ہمارے فضل و رحمت نے
اُسکی دستگیری کی بلکہ سب جگہ اُسکی مذمت اور اُسپر ملامت ہے اور کہین اُسکے ایمان کا ذکر
نہین ہے مگر اس آیت مین حتی اذا ادرکہ الغرق قال آمنت انہ لا الہ الا الذی
آمنت بہ بنو اسرائیل وانا من المسلمین اگر تامل کیا جاوے تو اس آیت سے بھی سوائے
اسکے اور کچھ نہین معلوم ہوتا کہ وہ ظالم تمام عمر تکبر و اسراف و کفر و نافرمانی مین غرق رہا اور
موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے اُسکے واسطے عذاب کی درخواست کی آخر وقت کہ حیات سے بالکل
مایوس تھا اور عذاب الٰہی کا مشاہدہ کر چکا تھا اُس وقت زبان پر کلمہ اسلام کا جاری کیا کہ اُسوقت
کا ایمان کچھ فائدہ نہین دیتا آخر اللہ تعالے نے فرمایا کہ اب وہ کفر و فساد تیرا کہان گیا آج ہم
تجکو دنیا مین فضیحت و رسوا کرینگے اور تیری لاش کو دریا کی تہ سے نکال کر تماشاگاہ اور اہل عالم کیلیے
محل عبرت بناوینگے کہ سب جانجاوینگے کہ انجام کفر و طغیان اور خدا و رسول خدا کے ساتھ تکبر کا

---

[1] منتخب مین ہے مخذول کے معنی خوار کیا گیا اور مردود کی معنی رد کیا گیا اور درگاہ الٰہی سے نکالا گیا ۱۲
[2] منتخب مین ہے کہ لعنت اور لعین لام کی زبر سے ہے دونون کے معنی نفرین کرنے اور نیکی اور رحمت سے دور کردینیکے ہے اور یہان یہ معنی ہین کہ اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے دور کردیا ہے اور یہ خاص کافرون کے لیے ہے اللہ تعالے سورہ بقرہ مین فرمایا۔ ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار اولئک علیھم لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین۔ بیشک جنہون نے کفر کیا اور مر گئے ایسے حال مین کہ وہ کافر تھے یہ وہ ہین کہ اُن پر ہے لعنت اللہ کی اور فرشتون کی اور آدمیون کی سب کی یعنی اُنکو اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے دور کردیا اور فرشتے اور آدمی سب اُنکے واسطے اللہ تعالے کی رحمت سے دُور ہونا چاہتے ہین اور اُنکو نفرین کرتے ہین اس آیہ شریفہ مین اُن کافرون پر لعنت فرمائی جنکا خاتمہ کفر پر ہوا اور فرعون اور اُسکے لشکر کے لیے بھی دنیا اور آخرت مین لعنت فرمائی ۱۲

یا و آخرت مین فضیحت و رسوائی ہے چنانچہ ایسا ہی فرمایا ہے فاخذہ اللہ نکال الاخرۃ والاولے ان فی ذالک لعبرۃ لمن یخشی ——— یہ مذمت تو اُسکی قران مین ہے اور حدیثون مین اور اجماع امت یعنی صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم و علماء مجتہدین و مشایخ متقدمین و متاخرین رحمہم اللہ مین مین بہت کچھ موجود ہے اگر اُسکا خاتمہ بالخیر ہوتا تو وہ کفر و طغیان مین اس قدر ضرب المثل نہوتا روایت ہے کہ جب غزوہ بدر مین ابو جہل قتل ہوا تو حضرت نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مات فرعون ہذہ الامۃ اگر فرعون طاہر و پاک مرتا تو اُسکے ساتھ ابو جہل کی تشبیہ کہ قطعی جہنمی ہے کیونکر درست ہوتی اگر کہین کہ یہ تشبیہ اُس کفر و تکبر کے سبب سے ہے کہ وہ حالت حیات مین رکھتا تھا اُس کا یہ جواب ہے کہ شریعت مین کہین نہین آیا کہ بعد توبہ کرلنے اور اسلام لانے کے کسیکو اُسکے پہلے کفر و گنہگاری کے اعتبار سے کفر و عصیان مین مشبّہ بناوین اسواسطے کہ اسلام اپنے ماقبل کے سب گناہون کو مٹا دیتا ہے بہت سے رئیس قریش کے کہ تمام عمر کفر اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عداوت مین مضبوط رہے آخر ایمان لائے اور دنیا سے ایمان کے ساتھ گئے شرع شریف مین اُن کے پہلے حال کے اعتبار سے اُن کی مذمت اور تشبیہ کہین نہین بیان ہوئی خاص کر قرآن مجید مین اس کثرت سے کہ فرعون کی مذمت موجود ہے اور کسی نے مشایخ طریقت مین سے اُس کی طرف اسلام کی نسبت نہین کی مگر شیخ محی الدین رح ابن عربی نے اللہ تعالی اُسکی قبر کو منور کرے اپنی کتاب فصوص مین کی ہے اور یہ قول انکا تو مبنی ہے

(بقیہ صفحہ ۵۹) اور اسکے اصل عبور ہے یعنی گذرنا پس عبرت کے معنی ہوئے طبیعت کا عبور کرنا اور گذرنا غفلت سے آگاہی کی طرف ۱۲ ۵۱ یہ آیہ سورہ نازعات مین ہے مجمع کثیر مین فرعون پکارا کہ مین تمہارا سب سے بڑا رب ہون اس تکبر اور گناہ عظیم کی سزا مین پس اللہ تعالے نے اُسکو پکڑا آخرت اور دنیا کی عذاب مین بے شک اسمین عبرت ہے اُس شخص کے لیئے جو ڈرتا ہے ۱۲

۵۲ مارنا یعنی بیان کرنا مثال کا یہ عرب کا محاورہ ہے کہ بعضے مقام پہ بیان کرنے جگہ مارنے کا لفظ بولتے ہین اللہ تعالے نے سورہ زمر مین فرمایا ہے ولقد ضربنا للناس فی ہذا القران من کل مثل اور بیشبہ بیان کی ہمنے آدمیون کے لیے اس قران مین ہر چیز کے مثل اور غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ مثل میم کے زیر سے ہو تو اُسکے معنی ساتھ ہین اور میم و ثی دونون کے زبر سے ہو تو اُس کے معنی ہین مانند و وصف حال و قصہ مشہور اور وہ قصہ و حکایت جو کسی مطلب کے واضح کرنیکو بیان کرین اور یہ مثل و مانند کا لفظ اکثر واسطے تشبیہ کے آتا ہے جسکو تشبیہ دیتے ہین اُسکو مشبہ کہتے ہین اور جس سے تشبیہ دیتے ہین اُسکو مشبہ بہ کہتے ہین اور جس صفت مین تشبیہ دیتے ہین اُسمین مشبہ بہ مشبہ سے زیادہ اور افضل ہوتا ہے اور مثل کا لفظ اکثر مشبہ بہ کی جگہ بولا جاتا ہے مثلاً اگر یون

ایمان یاس کے مقبول ہونے پر اور یہ اجماع کے خلاف ہے یا فرعون کے لئے یاس کے نفی پر اور نصیاً ادراک غرق کی حالت یاس اور موت کے پہونچنے کی حالت ہے اور شیخ موصوف نے فتوحات مکیہ مین اُسکی نہایت مذمت اور سخت کفر اُس کا بیان کیا ہے کہتے ہین کہ دوزخ را مراتب و درکات است بعضہا اشد من بعض و درکہ از درکات او ہست کہ برائے اہل دعوت عتو و استکبار بر حضرت رب العزت کہ اشد و اغلظ انواع کفر است آفریدہ اند مثل فرعون و اشباہ او لیکن اِس کتاب یعنی فصوص مین اسکے خلاف کہا ہے کہتے ہین کہ یہان اُس احتمال کا بیان مقصود ہے جو قرآن کی اس آیت مین ہے حتے اذا ادرکہ الغرق قال امنت الایۃ ـــــ اسکے مذہب کی وہی تحقیق ہے جو آپنے فتوحات مین بیان کی ہے واللہ اعلم اور جو اسکا یہی مذہب اور اعتقاد ہو کہ فرعون مومن تھا دوسرا کوئی کس طرح اُس کا معتقد ہوسکتا ہے جبکہ وہ تمام امت کے اجماع کے مخالف ہے اور اجماع امت دلیل قطعی ہے دلائل شرعیہ سے یہ کمال حیرت کا مقام ہے آخر الامر تغافل و اغماض اور مقتضائے اجماع کے ساتھ آپ کے قول کے یہ تکلیف تطبیق کرنی ہے نہ یہ کہ آپکے قول کو صحیح اور تمام اہل دین اور ملت کی معارض سمجھکر اوسی پر اعتقاد کرین اور اسی کو اپنا مذہب ٹھیرادین اور سبکے اقوال کو برباد کردین جیسا کہ اس زمانہ کے قصوصیہ کا حال دیکھا جاتا ہے نعوذ باللہ من الخلل و الزلل آخر نبیون کے سوا اور تو کوئی معصوم نہین ہے اگر کسی سے اجتہاد مین خطا ہو جاوے تو کیا نقصان ہے ۔

مذہبون کے امام دین کے پیشوا ہین اور تمام اہل علم اُن کا اتباع کرتے ہین ۔ کتنی ہی جگہہ ہوئی حیرت اِس بات مین ہے کہ باوجود برخلاف ہونے اتفاق و اجماع اُمت کے ایک شخص کے قول پر یقین اور جزم کیون کر حاصل ہوا اگر یہ اعتقاد ہے کہ تمام اُمت مین سے حق اُوسے ایک ذات پر

(بقیہ صفحہ ۶۰) اُسکے ساتھ کفر مین تشبیہ دیا کرین ایسا کہین ثابت نہین ہوا ۱۲ ؎۵۱ دوزخ کے مرتبے اور درجے بنائے ہین کہ بعضون مین بعضون سے زیادہ شدت کا عذاب ہے اور اوسکے درجون ہی سے ایکدرجہ نہایت سخت عذاب کا ہی کہ وہ حضرت حق خدا تعالی پر تکبر کرنے والون اور خدائی دعوی کرنے والون کے لئے اور اس گروہ کے لیے ایسا سخت اسلیے رکہا کہ انکا کفر بہی بہت ہی سخت اور اشد ہے کفر کی سب قسمون مین سے اور یہ اشد کفر والی فرعون اور اُسے جیسے ہین ؎۵۲ اِس آیت کا ترجمہ اوپر گذرا ۱۲ ؎۵۳ غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہی کہ اغماض الف کے زیر سے ہی چشم پوشی کرنے اور معاملہ مین آسانی پکڑنے ۱۲ ؎۵۴ پناہ مانگتے ہین ہم ساتہ اللہ کے نقصان بنیاہی سے اور لغزش و کجی سے

موقوف ہے تو کہئے کہ اسپر کیا دلیل ہے وہ بیان کیجئے اور جو صرف تقلید و اتباع ہے تو
ایسے امور مین اہل فتویٰ و اجتہاد کی تابعداری بہتر اور احتیاط سے نزدیکتر ہے ! اور اگر کہین
کہ یہ صاحب کشف و یقین اور کامل ہین اور حقائق[سلہ] و دقائق و معارف و مواجید اُن سے اسقدر
ظاہر ہوئی ہین کہ باوجود اُنکے مسئلہ شرعی مین خطا امکان نہین رکھتی اور جو کچھ اُنہون نے اپنی
کتاب مین کہا ہے بغیر زیادتی وکمی کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہے یہ دوسرا مضمون ہے
اور دم مارنے کا مقام نہین ہے واللہ[سلہ] اعلم بحقیقۃ الحال حقائق و معارف آپ کے اپنی
جگہ ہین کسکی مجال ہے کہ اُس مین دم مارے مگر یہ مسئلہ فقہ کا ہے اسمین قیاس سے دلیل لائی جاتی
ہے اور اس مین شک نہین کہ آدمی سہو و نسیان سے خالی نہین ہے اور سوائے انبیاء علیہم
الصلوٰۃ والسلام کے کوئی خطا و خلل سے معصوم نہین ہے آخر آپنے فتوحات مین فرمایا ہے اور
تمام تابع آپ کے اُسکو نقل کرتے ہین کہ قرآن مجید مین کوئی آیت خلود عذاب کے باب مین واقع
نہین ہوئی ہے اگر ہے تو خلود نار مین ہے اور دخول نار عذاب کا مستلزم نہین ہے - پس آگ مین
ہمیشہ رہنا بھی ہمیشگی کے عذاب کا مستلزم نہوا اور حال یہ ہے کہ قرآن مجید مین عذاب کی خلود
کا بیان بہت جگہ ہے سورہ مائدہ مین فرمایا وفی[سلہ] العذاب ہم خالدون اور سورہ فرقان مین
ہے ویخلد[سلہ] فیہ مہانا فیہ مین ہا کی ضمیر عذاب کی طرف راجع ہے اور سورہ الم سجدہ مین ہے
وذوقوا[سلہ] عذاب الخلد اور سورہ زخرف مین ہے ان[سلہ] المجرمین فی عذاب جہنم خالدون

سلہ حقائق حقیقت کی جمع ہے اور حقیقت ہر چیز کی اصلیت اور اُسکے حال کو کہتے ہین اور طالب کے کمال کے چار درجے ہین اُن مین سے تیسرے درجہ کا نام حقیقت ہے ہدیہ اسنی مین لکھا ہے کہ اس مقام پر پہونچکر اللہ تعالےٰ نے جو حکمتین اپنی امر و نہی مین رکھی ہین وہ آدمی کے دلپر کھلنے لگتی ہین اسلئے اس درجہ کا نام حقیقت رکھا ہے اور معراج المومنین لارشاد السالکین مین قاضی محمد بدل ممجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے اگر کوئی اسے کرے وہ اہل طریقت کہلاتا ہے اور جو کچھ آپنے دیکھا جو کوئی اُسے دیکھے وہ اہل حقیقت ہے اور اس سے آگے درجہ معرفت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے - الشریعۃ اقوالی والطریقۃ فعالی والحقیقۃ احوالی والمعرفۃ راس اعمالی - یعنی شریعت میرے قول ہین اور طریقت میرے فعل ہین اور حقیقت میرے احوال ہین اور معرفت میرے عملون کا سر ہے اور دقائق دقیقہ کے معنی باریک بات ہے اور یہان علم تصوف کی باریکیون اور نکات سے مراد ہے اور معارف میم کی زبر اور رے بے نقط کی زیر سے غیاث مین لکھا ہے کہ شناسائی اور پہچان کی جگہ کو کہتے ہین اور یہان پہچان سے مراد ہے جو طالب کو چوتھے درجے مین حاصل ہوتی ہے جسکا نام معرفت ہے اور مواجید وجد کی جمع ہے اور غیاث مین منتخب و لطائف سے نقل کیا ہے کہ وجد واو کے زیر سے ہو تو اُسکے معنی ہین غمگین اور

باوجود آپ کے اُس علم اور کمال کے اور آپ کے اس اہتمام کے کہ رکھتے تھے یہ سہو نہین ہے تو اور کیا ہے واللہ اعلم۔ حاصل اس نصیحت کا یہ ہے کہ اعتقادات اور احکام کفر و ایمان مین سواد اعظم کی پیروی سے باہر ہونا چاہیئے اور ائمہ مجتہدین کے تابع رہنا چاہیئے خاصکر اُس مسئلہ مین کہ اتفاق و اجماع ہوا اور آداب و اخلاق مین مشایخ کا تابع رہنا چاہیئے اور حُسن ظن و اعتقاد سب ان سے رکھنا چاہیئے اور انکے کلام کی توجیہ و تطبیق علماء کے کلام سے کرنی چاہیئے اور ریاضات و مجاہدات مین سعی کا قدم آگے رکھکر عمل کیا جاوے اگر استعداد کامل اور نیت صادق ہے اور مجاہدہ قوی ہین کشف اور یقین کے انوار و احوال خود بخود پرتو ڈالین گے اور مسائل فقہ مین کشف و کرامات کی تقلید سے احتیاط کرنی چاہیئے۔ واللہ الموفق[۵۱] وفقنا اللہ وایاکم لما یحب و یرضیٰ

شیخ ابن حجر مکی نے کتاب زواجر مین ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اس قول کی روسے[۵۲] فلم یک ینفعہم ایمانہم لما راوا باسنا تمامی مجتہدان دین و علماء اُمت نے فرعون کے کفر پر اجماع کیا ہے اور جو کسی کے نزدیک اُسکا اللہ پر ایمان لانا معتبر ہو تو بھی اس اجماع کے انعقاد مین شک نہین ہے اسلئے کہ نرا اللہ پر ایمان لانا بغیر اُسکے رسول پر ایمان لانے کے صحیح نہین ہے پس اگر تسلیم کیا جاوے فرعون کا اللہ پر ایمان لانا تو بھی وہ موسےٰ علیہ السلام پر تو ایمان نہین لایا تھا۔ پس یہ ایمان اُسکو کیا نفع کریگا اگر کوئی کافر ہزار بار کہے[۵۳] اشہد ان لا الٰہ الا الذی امنت بہ المسلمون تو وہ مومن نہین ہے جبتک یون نہ کہے[۵۴] وان محمدا رسول اللہ اور اگر کہین کہ فرعون کے جادوگر بھی تو موسےٰ علیہ السلام پر ایمان نہین لائے تھے اور انکا ایمان مقبول ہوا اُسکا جواب یہ ہے کہ جادوگرون نے جب یون کہا کہ[۵۵] امنا برب العالمین رب موسےٰ و ھارون تو ایمان کی اضافت[۵۶] موسیٰ و ہارون کے رب کی طرف کی اور اُس ضمن مین موسیٰ علیہ السلام پر

---

[۵۱] اللہ توفیق دے ہمکو اور تمکو اُس چیز کی کہ وہ دوست رکھتا ہے اور اُس سے راضی ہے ۱۲ [۵۲] بس نہین نفع دینے کا اُنکو ایمان اُنکا جب دیکھین گے وہ عذاب ہمارا ۱۲ [۵۳] گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر وہ کہ جسپر مسلمان ایمان لائے ہین ۱۲ [۵۴] اور گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے رسول ہین ۱۲ [۵۵] ایمان لائے ہم تمام جہانون کے پالنے والے پر کہ وہ موسیٰ اور ہارون کا رب ہے یہ آیہ سورہ شعراء مین ہے ۱۲ [۵۶] غیاث مین ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز کی طرف نسبت کرنے کو اضافت کہتے ہین اور نحو کی اصطلاح مین اُس نسبت کو کہتے ہین جو دو اسمون مین واقع ہووے پہلے اسم کو مضاف اور دوسرے کو مضاف الیہ بولتے ہین اور فارسی والے مضاف کے حرف آخر کو کسرہ یعنی زیر سے پڑھتے ہین اور اُن اضافت کی علامت

بھی ایمان حاصل ہوگیا خلاف قول فرعون کے کہ اُس نے کہا الذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل
دوسرے یہ کہ جادوگر ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزے پر اور رسول کے معجزے
پر ایمان لانا عین رسول پر ایمان لانا ہی پس صریحاً موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور فرعون کے
کلام مین ہرگز موسےٰ علیہ السلام پر ایمان لانا اشارتاً یا صراحتاً نہین پایا جاتا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کا نام
نہ لینا اور بنی اسرائیل کا ذکر کرنا اسبات پر دال ہے کہ وہ ابتک موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کافر ہے اور اگر
کہین کہ بعض اہل التصوف نے نقل کیا ہے کہ عذاب دیکھ لینے کے وقت کا ایمان لانا بھی نافع ہے تو دعوےٰ
کا فرعون کے کفر پر کیونکر درست ہوا اُس کا یہ جواب ہے کہ اول تو اس نقل کی صحت ایسے صوفیہ اہل
اجتہاد سے کہ اُنکے قول پر اعتماد ہو اور اُنکی مخالفت اجماع کے انعقاد کو منع کرتی ہو ضرور ہے اور بصورت
نقل بھی تسلیم کی جاوے تو بھی فرعون کے کفر پر اجماع اُمت کے انعقاد مین کچھ مضر نہین کر سکتی
اس لیئے کہ نزے یاس کا ایمان معتبر ہونے سے فرعون پر کفر کا حکم نہین کیا گیا ہے بلکہ اُسکے
رسول موسیٰ علیہ السلام پر اُس کے ایمان نہ لانے کی وجہ بھی اس مین شامل ہے اگر کہین کہ ابن
عربی ایمان اضطراری کی صحت کے قائل ہوئے ہین اور انہون نے فرعون کے ایمان پر حکم
کیا ہے اُس کا یہ جواب ہے کہ اس باب مین ابن عربی کا کلام مسلم نہین ہے اور خطا سے معصوم
ہونا خاص انبیاء علیہم السلام کے لیئے ہے اور آیت قرآن وحدیث صحیح ایمان یاس کے باطل ہونے
مین ظاہر موجود ہین پس باوجود ہونے آیت وحدیث کے کسی کی تاویل کی طرف حاجت نہین ہے
اور اصحاب تابعین رضی اللہ عنہم مجتہدین رحمہم اللہ کا اجماع جو قرآن وحدیث کے موافق ہے اور
انہون نے جو تفسیر کی ہے کفایت کرتی ہے جب ثابت اور واضح ہوگیا کہ یاس کا ایمان صحیح ومعتبر
نہین ہے پس یہ بھی ثابت ہوگیا کہ فرعون کا ایمان بھی درست نہین ہے اگر تسلیم کرین کہ یاس کا
ایمان صحیح ہے تو فرعون کے ایمان کا صحیح ہونا جب بھی باقی رہے گا موسیٰ وہارون علیہما السلام پر
اُس کے ایمان نہ لانے کے سبب یہان تک ترجمہ کلام شیخ ابن حجر کا ہے کہ کتاب زواجر سے اختصار کیا ۵۵

(بقیہ صفحہ ۶۲) ۵۱ یہ آیہ سورہ یونس مین ہے کہا فرعون نے کہ ایمان لایا مین اسپر کہ ایمان لائے اُسپر بنی اسرائیل
۵۲ منتخب مین ہے کہ اشارۃ العف کے زیر سے ہی اسکے معنی مین رخ بر مرکی رسے بے لفظ کی [illegible] ہے اور اسکے
معنی ہین آب اور آبرو اور آنکہ وغیرہ سے اشارت کری ۵۳ یعنی اگر وہ علیحدہ ہو جاوین تو باقی امت کی مجموعہ
کو اجماع نہ کہہ سکین ۵۴ اور اللہ جانتا ہے دلون کا حال اور چھپی چیزین اور درود اللہ تعالےٰ کا اور سلام بھیجے

واللہ اعلم بالبواطن والسرائر والصلوۃ والسلام علی السید الصادق المصدوق محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔ والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان اور کبیرہ گناہ نہین نکالتا بندہ مومن کو ایمان سے[1] جب معلوم ہوچکا کہ ایمان کی اصل تصدیق قلبی ہے اور اعضاء کے عمل ایمان کی حقیقت مین داخل نہین ہین لیکن بغیر اعمال کے ایمان کامل نہین ہوتا تو اس سے لازم آیا کہ بغیر عمل کے اصل ایمان ناقص ہوتا ہے اور ناقص ہونا کسی چیز کا اسکو اسکی حقیقت سے نہین نکالدیتا بلکہ اسکے کمال سے نکالدیتا ہی پس ثابت ہوا کہ کبیرہ گناہ کرنا بندہ مومن کو ایمان کامل سے نکالدیتا ہے مگر اصل ایمان سے نہین نکالتا اور گناہگاری و بدکرداری بندہ کو کافر نہین کرتی بلکہ فاسق و گناہگار کردیتی ہی پس مومن دو طرح کا ہوتا ہی ایک مطیع و فرمانبردار کہ وہ مومن کامل ہوتا ہے دوسرا عاصی و بدکردار کہ وہ مومن ناقص ہوتا ہی پس مومن کے لفظ کا اطلاق[2] اور مسلمانی کا خطاب فاسق اور عاصی پر قرآن حدیث مین موجود ہی اور انپر تمام احکام مسلمانی کے جاری ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم گناہگارون اور فاسقون کے جنازون کی نمازین پڑھتے تھے اور انکو مسلمانون کے قبرستان مین دفن کرتے تھے اور انکے لئے دعا و استغفار کرتے تھے پس معلوم ہوا کہ گناہگار دائرہ اسلام سے خارج نہین ہوتے[3] اور گناہ دو طرح کے ہوتے ہین کبیرہ و صغیرہ۔ کبیرہ وہ ہے کہ اسکا گناہ ہونا یقینی دلیل سے معلوم ہوا ہو یا اسپر وعید[4] آئی ہو جیسا کہ ناحق خون[5] کرنا زنا کرنا لواطت کرنا نیک عورت کو جو کسیکے نکاح مین ہو زنا کی تہمت لگانی دو چند کافرون کے مقابلے سے بھاگ جانا جادو کرنا ناحق یتیم کا مال کھاجانا ماں باپ مسلمان کو ناحق ستانا مکہ معظمہ کے حرم کی حد مین جن چیزون کی ممانعت ہے وہ کرنی بیاج کھانا چوری کرنا شراب اور نشے کی کوئی چیز پینی

[1] یہ مذہب معتزلہ کا رد ہے وہ کہتے ہین کہ کبیرہ گناہ کرنیوالا نہ مومن ہے نہ کافر ہے بلکہ کفر اور اسلام کے بیچ مین ایک اور مرتبہ قائم کرتے ہین اسکا جواب متن مین مذکور ہے اور رد ہے خوارج کا وہ کہتے ہین کہ کبیرہ بلکہ صغیرہ گناہ کرنیوالا بھی کافر ہے ۱۲ [2] غیاث مین کنز اور منتخب سے نقل کیا ہے کہ اطلاق کے معنی بولنے اور جاری کرنے کے ہین اور خطاب کے معنی منتخب اور لطائف سے لکھے ہین کہ کسی سے روبرو بات کرنی اور نام و لقب جسمین تعریف ہو اور قرآن مجید مین ایسی بہت آیتین ہین جنمین مومن کا لفظ عاصی کو فرمایا ہے انہین مین سے یہ آیہ سورہ بقرہ مین ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی۔ اے ایمان والو لکھا گیا تمپر بدلا قتل کئے گیون مین اور سورہ تحریم مین ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔ اے ایمان والو توبہ کرو اللہ کی طرف سچی و خالص اور سورہ حجرات مین ہے۔ وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما الآیہ۔ اور اگر دو گروہ مومنون کے آپس مین لڑ پڑین تو انکا ملاپ کرادو اور جو ایک چڑھ جاوے دوسرے پر تو سب لڑو اس چڑھائی والے سے جبتک کہ پھر آوے اللہ کے حکم پر اور حدیثین بہت ہین انہین مین سے ہے یہ حدیث کہ روایت کی ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ان المؤمن اذا اذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ۔ بیشک جب مومن گناہ کرتا ہے اسکے دل مین

یا کھانے سُوَر کا گوشت کھانا جھوٹی گواہی دینی بے عذر سچی گواہی چھپانی روزے رمضان شریف کی بے عذر شرعی کھانے نماز نہ پڑھنی یا بے وقت پڑھنی مال کی زکوٰۃ نہ دینی جھوٹی قسم کھانی قطع رحمی کرنی ناپنے اور تولنے مین خیانت کرنی۔ مسلمانون سے ناحق لڑنا صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنا رشوت کھانی سلطان یا حکام سے کسی کی چغلی کھانی نیک کام کے حکم کرنے اور بُرے کام سے منع کرنے کی طاقت ہو اور اُس سے باز رہنا قرآن شریف یاد کر کے بھول جانا کسی جاندار کو آگ مین جلانا عورت کو مرد کی نافرمانی کرنی مرد کو عورت پر ظلم کرنا جورو خاوند مین جُدائی ڈلوانی اور لڑائی کرانی علمائے دین اور حافظون کی اہانت کرنی اللہ تعالی کی مغفرت سے ناامید ہونا اور اُسکے عذاب سے بے خوف ہونا یہ تمام مولانا جلال الدین دوانی نے روٗیانی سے کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب سے ہین نقل کیے ہین اور بعضے علماء نے انپر اور بھی زیادہ کیے ہین لیکن انکے معلوم کرنے کا قاعدہ کُلیہ یہ ہے کہ شرع شریف مین جسکے لئے حد آئی ہے یا وہ یقیناً معلوم ہوا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے اور جو ایسا نہو وہ صغیرہ ہے اور صغیرہ مین ایسی سختی نہین ہے اسواسطے کہ اُس سے بچنا مشکل ہے اور مذہب مختار کی رو سے تقوے مین نقصان نہین پہونچاتا اگر اُسپر استمرار نہو اور کبیرہ گناہ کرنے والے کے اگرچہ دین مین نقصان اور ایمان مین ضعف ہے لیکن مومن ہی کچھ دائرہ اسلام سے خارج نہین ہو گیا ہے اور خارجی کبیرہ بلکہ صغیرہ گناہ کرنے والے کو بھی کافر کہتے ہین اور بطلان اس مذہب کا ظاہر ہو گیا ہے اور معتزلہ کہتے ہین کہ فاسق ہے نہ مومن ہے نہ کافر اور یہ پہلا مسئلہ ہے کہ اہل اسلام کے دین مین تمام مسلمانون کے اجماع کے برخلاف پیدا ہوا ہے اور یہ معتزلہ بھی پہلا فرقہ ہے کہ مسلمانی

(بقیہ صفحہ ٦٥) ۵ اور خون حق یہ ہے کہ کسیکو قصاص مین یا حد شرعی کی رو سے قتل کرین ١٢ ۵ اسکو قذف کہتے ہین ١٢ ۵ اسکو عقوق کہتے ہین ١٢ ۵ جو ذو رحم رشتہ دار ہین اُن مین کسی طرح جدائی ڈالنی ١٢ ۵ اسکو تبرا کہتے ہین اور رافضی اسکو ثواب بتاتے ہین۔ نعوذ باللہ من ذلک ١٢ ۵ شرح عقائد مین لکھا ہے کہ معتزلہ دو طرح سے حجت لاتے ہین اول یہ کہ اُمت نے بعد اتفاق کے اسبات پر کہ کبیرہ گناہ کرنے والا فاسق ہے اختلاف کیا ہے ایک گروہ نے کہا کہ باوجود فاسق ہونے کے وہ مومن ہی ہے اور یہ مذہب اہل سنت والجماعت کا ہے اور دوسرے گروہ نے کہا وہ کافر ہے یہ قول خارجیون کا ہے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ منافق ہے پس ہمنے متفق علیہ کو اختیار کیا اور اختلاف کو چھوڑ دیا اور کہتے ہین ہم کہ وہ فاسق ہے نہ مومن ہے نہ کافر نہ منافق دوسری دلیل یہ کہ اللہ تعالے نے الم سجدہ مین فرمایا۔ افمن کان مومنا کمن کان فاسقا۔ کیا مومن فاسق کے برابر ہو سکتا ہے اسی آیہ مین مومن کو فاسق کے مقابلہ مین لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لا یزنی الزانی وھو مومن۔ نہین زنا کرتا زانی درآن حالیکہ وہ مومن ہو اور فرمایا۔ لا ایمان لمن لا امانۃ لہ۔ نہین ایمان اُسکا جو امانت دار نہو اور وہ کافر بھی نہین ہے جسکو امت قتل کرنے کا حکم نہ دے اور مرتدون کے حکم اُسپر جاری نکرے اور مسلمانون کے قبرستان مین اُسکو دفن کرین پہلی دلیل کا یہ جواب

کی بنا میں انہوں نے رخنہ ڈالا ہے اور اپنی عقل وخواہش کی متابعت کی ہے اور نصوص ظاہری
کی تعبیر وتاویل کی ہے حتی لھم اللہ اور یہ بدعت بالکل باطل اور یہ رائے انکی نہایت غلط
ہے اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندون کو دو قسم پر بنایا ہے ھوالذی خلقکم فمنکم کافر
ومنکم مومن سوائے ان دو کے اور کوئی تیسری قسم نہین ہے اور حقیقت مین ان لوگون نے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنی اور آپ پر ایمان لانے کی قدر ہی نہین جانی کہ ایمان کی
قوت اور نور انیت کے مقابلہ مین تمامی گناہ پے حقیقت مین جیسا کہ نیکیان باوجود کفر کے کچھ فائدہ مند
نہین ہوتین اسی طرح بدیان بھی ایمان پر غالب نہین آسکتین اور ضرر نہین کرتین مگر ایمان کے کمال کو
لیکن گناہ ایمان کو جب ضرر کرتا ہے کہ بطریق استحلال واستخفاف کے ہو یعنی حرام کو حلال جانے اور
گناہ کو ہلکا سمجھے اور یہ خود عین کفر اور تصدیق کی مخالف ہے اگر حرام کو حرام جانے اور گناہ کو گناہ
سمجھے اور بشریت اور غلبہ شہوت سے بچل جاوے اور گناہ کر بیٹھے اور اپنے تئین گناہگار اور قصور مند
سمجھتا ہو تو کافر نہین ہوتا۔ اسواسطے کہ یہ امر تصدیق قلبی کے ساتھ مخالفت نہین رکھتا دل مین اُسکے
ایمان ہے اور وہ مسلمان ہے لیکن اُسکے اعضائے دل کی تابعداری نہ کی خاصکر جبکہ وہ خدائیتعالی اسے
ڈرتا بھی ہو اور اُسکی مغفرت سے امید بھی رکھتا ہو اور اُسکے دل مین توبہ کا بھی ارادہ ہو مگر اسپر مغرور
نہونا چاہئے کہ گناہ کی شومی دل کی تازگی اور صفائی کو ایسا کھو دیتی ہے کہ اُسکا نام ونشان باقی نہین چھوڑتی
اور دلکو سخت وسیاہ کر دیتی ہی اور کفر سے ایکدرجہ نزدیک کر دیتی ہی اور جو عادت ہو جاوے اور ہمیشہ

(بقیہ صفحہ ۶۶) ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور آپ سفید
چادر اوڑھے ہوئے سوتے تھے جب مین پہونچا اور آپ جاگے تو آپنے فرمایا۔ ما من عبد قال لا الہ الا اللہ ثم مات علی ذلک الا دخل الجنۃ
قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق۔ نہین ہے وہ بندہ جس نے کہا کوئی معبود نہین مگر اللہ پھر وہ مرگیا اسی
حالت پر مگر داخل ہوا جنت مین کہا مین نے اور اگر اُس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو آپ نے فرمایا اگرچہ اس نے زنا کیا اور چوری
کی ہو۔ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق۔ دوبارہ مین نے کہا کہ اگرچہ اُس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو
اُسکے جواب مین بھی آپنے یہی فرمایا کہ اگرچہ اُس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان
سرق علی رغم انف ابی ذر۔ تیسرہ عرض کیا مین نے اور اگرچہ زنا کرا ہو اور چوری کرے پھر آپ نے یہی فرمایا اور اگرچہ زنا کرا ہو
اور چوری کرے ہو اور برکٹ جانے ناک ابی ذر کے یہ حدیث مشکوٰۃ مین ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اس رسالے کے
مصنف نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ رغم رغام سے مشتق ہے اور اُسکے معنی مین خاک پر ناک ملنے بیان خواری سے مراد ہے
جب ابوذر نے اس حکم کو بعید سمجھا اور تعجب کیا تو گویا وہ اُن کی مرضی کے خلاف تھا اور اس پر
حکم کرنا گویا اُنکی خواری اور شکست ہے اسلئے آپنے اُنکو یہ لفظ فرمایا ۱۲ ۵ برباد اور تباہ اور خوار اور ذلیل کرے اُنکو اللہ تعالےٰ ۱۲
۵ یہ آیہ سورہ تغابن مین ہے وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمکو پیدا کیا پھر تمکو دو حصے کیا پس ایک حصہ تم سے ہی کافر اور دوسرا مومن
۵ اس بیان سے خوب روشن ہو گیا کہ کیسا ہی گناہگار ہو مومن ہی رہتا ہے کافر نہین ہوتا اور خوارج جو گناہگار کو کافر
کہتے ہیں وہ ان آیتون کے ظاہر سے حکم نکالتے ہین سورہ مائدہ مین ہے۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون۔ اور جو حکم کرین
موافق اسکے کہ بھیجا اللہ نے پس وہ کافر ہین اور سورہ نور مین فرمایا و من کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون اور جو کوئی کفر کریگا بعد اُسکے

اُسمین مصروف رہے تو کفر سے بچنا مشکل ہوتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب بندے سے گناہ صادر ہوتا ہے اُسکی دلپر ایک نقطہ سیاہ پڑجاتا ہے اگر توبہ کرتا ہے تو جاتا رہتا ہے نہین تو وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے اور تمام دل کو کالا کردیتی ہے بس اُسمین ایمان اور حق بات سُننے کی جگہ نہین رہتی اور ختم وطبع کے یہی معنی ہین جو اللہ تعالےٰ نے ان آیات مین ارشاد فرمایا ہے — کلا بل ران علی قلوبھم وطبع اللہ علی قلوبھم وختم اللہ علے قلوبھم پس گناہ اگرچہ مومن کو ایمان سے باہر نہین لاتا لیکن اس بات کا خوف ہے کہ رفتہ رفتہ کفر کی طرف نہ کھینچے سلامتی اسی مین ہے کہ دنیا کو بقدر ضرورت اختیار کرے اور وہ تین چیزین ہین ایک اسقدر رکھانا کہ بھوک بجھا سکے دوسرا کپڑا کہ ستر عورت کو ڈھانک سکے تیسرا مکان کہ گرمی جاڑے سے پناہ دے سکے اور جو ضروریات سے تجاوز کرکے مباحات کے میدان مین قدم رکھنا اور توسع کا دروازہ اپنے اوپر کھولنا شبہات ومکروہات مین پڑتا ہی اور رفتہ رفتہ اسکی زیادتی محرمات تک پہونچا دیتی ہے پس اسلام کی سرحد تو یہان تک ختم ہوگئی اسکے آگے کفر کی ریاست ہے نعوذ باللہ من ذالک حاصل یہ کہ کمال اور نقصان کی ترقی اور تنزل کی طرف یہی دو رستے جاتے ہین ایک ایمان لانے اور واجبات اور سنتون اور نفلون کے بجالانے اور مرتے دم تک اسپر قائم رہنے کا رستہ اور دنیا کو بقدر ضرورت ومباح اختیار کرنے کا اور دوسرا اُس سے بڑھ کر شبہات وحرام مین مبتلا ہوکر کفر تک پہونچنے کا رستا اور کام کی

[٩١] یہ حدیث مشکوۃ مین بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان المومن اذا اذنب کانت نقطۃ سوداء فی قلبہ فان تاب واستغفر صقل قلبہ وان زاد زادت حتی تعلو قلبہ فذالکم الران الذی ذکر اللہ تعالےٰ کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون ۔ بیشک مومن جب گناہ کرتا ہی اُسکے دل مین ایک نقطہ کالا پیدا ہوتا ہی پس اگر توبہ اور استغفار کرتا ہے تو اُسکا دل صاف ہوجاتا ہی اور جو گناہ مین زیادتی کرتا ہی تو وہ سیاہی بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ کل دل سیاہ ہوجاتا ہے یہ وہی زنگ ہی تمہارا جسکا بیان اللہ تعالےٰ نے کیا ہے سورہ تطفیف مین کوئی نہین بلکہ زنگ پکڑ گیا اُنکے دلون پر وہ جو کماتے تھے یعنی انکے برے عملون کے سبب سے اُنکے دل سیاہ ہوگئے ۱۲ [٩٢] یہ آیہ سورہ تطفیف مین ہے ایسا نہین کہ جیسا وہ گمان کرتے ہین بلکہ زنگ پکڑا اُنکے دلون مین ۱۲ [٩٣] یہ آیہ سورہ توبہ مین ہے اور مہر کردی اللہ نے اُنکے دلون پر ۱۲ [٩٤] یہ آیہ سورہ بقرہ مین ہے اور مہر کردی اللہ نے اُنکے دلون پر ۱۲ [٩٥] غیاث مین ہے کہ مباح بہم کی پیش سے وہ چیز ہے کہ حلال اور جائز ہو ۱۲ [٩٦] غیاث مین صراح سے نقل کیا ہے کہ توسع تے کی زبر اور سین بے نقط کی تشدید سے فراخی کرنی اور فراخ ہونا ۱۲ اور کیمیاے سعادت مین ہے کہ دنیا کے اختیار کرنے کے تین درجے ہین ایک بقدر ضرورت جسکا بیان متن مین ہوا اور یہ درجہ انبیا اور اولیا کو میسر ہوتا ہے دوسرے بقدر حاجت کہ جس چیز کی حاجت ہو اور وہ شرع مین مباح ہو اُسے استعمال کرین یہ درجہ مومنین اور متقیون کو نصیب ہوتا ہے تیسرے بقدر تنعم وزینت یہ درجہ محرمات اور منہیات کے دریا مین ڈبونے والا اور آدمی کو ہلاک کرنے والا ہے اور فاسقون کا حصہ ہے ۱۲ اور اس کی حد نہین ہے بیت ۔ ہفت اقلیم اگر بگیرد بادشاہ ۔ ہمچنان در بند اقلیم دگر ۱۲ [٩٧] اول آدمی حرام چیزون کو استعمال کرتا ہے جب اُن کی لذت اُس کے دل مین سما جاتی ہے تو اُن کو حلال کہنے یا جاننے لگتا ہے اُس وقت کافر ہوجاتا ہے ۱۲ [٩٨] ہم پناہ پکڑتے ہین اللہ کے ساتھ اس سے ۱۲ *

حقیقت اور حال کی سلامتی خوف اور رجا کے درمیان ہے۔ واللہ الھادی

واھل الکبائر من المومنین لا یخلدون فی النار وان ماتوا من غیر توبہ اور مومن کبیرہ گناہ کرنے والے ہمیشہ آگ مین نہین رہنے کے اور اگرچہ بے توبہ مرین کیونکہ جب بندہ کبیرہ گناہ کرتے سے کافر نہین ہوتا اور قرآن و حدیث سے ثابت ہوچکا کہ ہمیشہ آگ مین رہنا خاص دین کے منکرون اور کافرون ہی کے لئے ہے تو اس سے لازم آیا کہ گناہگار خواہ صغیرہ والے ہون خواہ کبیرہ والے ہمیشہ دوزخ مین نہین رہنے کے اگرچہ بے توبہ مرگئے ہون جبتک خدا تعالے چاہیگا انکو عذاب کریگا اور دوزخ مین رکھیگا آخر پاک کریگا اور بہشت مین پہونچا دیگا اور پھر ابدالآباد وہان سے باہر نہ لاویگا۔ امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول مین ایک حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا ہے کہ ٹھیرنا بعضے گناہگارون کا دوزخ مین ایک گھڑی سے زیادہ نہین ہونے کا اور بعضونکا ایک دن بعضون کا ایک مہینے بعضون کا ایک برس بعضونکا اس سے زیادہ لیکن دنیا کی عمر سے زیادہ کوئی گناہگار دوزخ مین نہین ٹھیرنے کا اور وہ مدت سات ہزار برس کی ہے[لہ] نعوذ باللہ من ذلک اور ایساہی روایت کیا ہے ابن ابی حاتم اور ابن شاہین نے علی رضی اللہ عنہ سے واللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء اللہ تعالے نے خبر دی ہے کہ مشرک اور کافر کو ہرگز نہین

[لہ] اور قرآن مجید مین بہت سی آیتین ہین جو مومن کے جنتی ہونے پر دلالت کرتی ہین سورہ زلزال مین ہے۔ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ جو کریگا ذرہ کی برابر نیکی وہ اُسکو دیکھیگا یعنی اُسکی جزا پاویگا۔ پس ایمان بڑا عمل نیک ہے اُسکا بدلا ضرور ملیگا۔ پس یہ بدلا اگر گناہ کی سزا سے پہلے ملے تو لازم آوے کہ پہلے جنت مین داخل ہوا اور وہان ایمان کے جزا پاوے اور عیش و عشرت کرے پھر وہان سے نکل کر دوزخ مین جاوے اور گناہ کی سزا مین مبتلا ہوا اور یہ بالاجماع باطل ہے پس حاصل ہوا کہ بعد سزا و گناہ جہنم سے نکالا جاوے اور ایمان کی جزا جنت مین پاوے اور ہمیشہ وہان رہے اور سورہ توبہ مین فرمایا وعد اللہ المومنین والمومنات جنات۔ وعدہ کیا اللہ تعالے نے مومن مردون اور مومن عورتون سے جنتون مین داخل کرنے کا اور سورہ کہف مین فرمایا۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات کانت لہم جنات الفردوس۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے اُنکے لئے فردوس کی جنتین ہین اور یہ رد ہے معتزلہ کا وہ کہتے ہین کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور کہتے ہین کہ یہ آیتین خلود عذاب پر دلالت کرتے ہین سورہ نساء مین ہے۔ ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا۔ جو قتل کرے مومن کو قصداً پس اُسکی جزا جہنم ہے کہ اُسمین ہمیشہ رہیگا اور اُسی سورہ نساء مین ہے۔ ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا۔ اور جس نے اللہ اور اُسکے رسول کی نافرمانی کی اور گذرا اُسکی حدون سے اُسکو اللہ آگ مین داخل کریگا کہ وہ اُس مین ہمیشہ رہیگا اور سورہ بقرہ مین فرمایا۔ من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون۔ جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اُسکو اُسکے گناہ نے سو وہی آگ مین رہنے والے ہین اور وہ اُس مین ہمیشہ رہینگے ۱۲ اسکا یہ جواب ہے کہ مومن کا ارادۃً قتل کرنے والا اور اللہ تعالے کی حد سے گزر جانے والا اور ایسی خطائین کرنے والا کہ اپنی خطاؤن مین گھر جاوے یہ سب صفتین کافر کی ہین اور مومن کی نشان سے بہت بعید ہے۔ پس یہ سب آیتین کافر کی شان مین ہین

بخشنے کا باقی صغیرہ و کبیرہ یا توبہ و بلا توبہ جسکو چاہیگا بخشیگا اور جسپر چاہیگا پکڑ کریگا یفعل اللہ مایشاء و یحکم مایرید حاصل یہ کہ آدمی دو قسم کے ہین مومن اور کافر اور مومن بھی دو طرح کے ہین مطیع اور عاصی اور عاصی بھی دو طور کے ہین توبہ کرنے والے اور نہ کرنے والے پس کافر ہمیشہ آگ مین رہینگے اجماعاً یعنے سب کے نزدیک اور مومن مطیع اور عاصی توبہ کرنے والے بالاتفاق جنت مین رہینگے رہا عاصی غیر تائب اگر خدا چاہیگا اسے عذاب کریگا اُسکے گناہ کی قدر اُسکو دوزخ مین داخل کریگا اور عذاب کے بعد اُسکو دوزخ سے نکال کر پھر جنت مین داخل کریگا اور جو چاہیگا عفو کریگا کسی کی شفاعت سے یا بغیر شفاعت کے اور بغیر عذاب کئے اُسکو جنت مین بھیجدے گا یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء اور گناہون کی بخشش کے باب مین بہت حدیثین ہین ایک حدیث ہم سوال کے باب مین ذکر کر چکے ہین اور اُسی کی مانند یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے بندے کو اپنے سامنے کھڑا کریگا اور اُسکا اعمالنامہ اُسکے ہاتھ مین دیگا۔ پس دیکھے گا کہ اُسمین بدیون کے سوا کچھ نہین ہے اور اعمالنامے کی پشت پر نیکیاں ہونگی کہ تمام خلایق اُسکی نیکیون کو دیکھین گے کہ اُن مین ایک بھی بدی نہین ہے اور اُسکی بدیان اورون کی نظرون سے پوشیدہ رہینگی۔ پس اللہ تعالی فرماویگا کہ اسے بندے مین نے دنیا مین تیرے گناہ چھپائے تھے اور آج بخشدیئے اب بہشت مین جا اور ہمیشہ وہان رہ یہ سب اللہ تعالی کے حکم سے ہے اور عقل کو اس مین کچھ بھی دخل نہین ہے کہ کہوے کہ کافر کو کیون بخشا اور کسواسطے ایک کو بخشا اور دوسرے کو پکڑا یفعل اللہ مایشاء ویحکم مایرید

ف۱ یہ آیہ سورہ حج مین ہے کرتا ہے اللہ جو چاہے اور یہ مائدہ مین ہے۔ ان اللہ یحکم مایرید۔ بے شبہہ اللہ حکم کرتا ہے جس چیز کا ارادہ کرتا ہے کوئی اُسکے فعل وحکم وارادے کا منع کرنیوالا نہین ہے ۱۲ ف۲ یہ آیہ سورہ مائدہ مین ہے۔ عذاب کرے جسکو چاہے اور بخشدے جسکو چاہے اگر صغیرہ والے پر عذاب کرے توکسکی مجال ہے کہ اُسکے عذاب سے چھڑالے اور جو کبیرہ والے کو چھوڑ دے تو کون اُسکی نجات مین خلل ڈال سکتا ہے ۱۲ ف۳ اس حدیث مین بیان ہے کہ حقتعالی مدعیون کو جنت دیکر راضی کردیگا ۱۲ ف۴ ایسی آسانیون کے باب مین بہت حدیثین ہین ایک یہ حدیث بھی اُنہین مین سے مشکوۃ مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ سوال کیا کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے دن کی درازی مین کہ وہ پچاس ہزار برس کا دن ہے تعجب ہے کتنا بڑا ہوگا پس آپنے فرمایا۔ والذی نفسی بیدہ انہ لیخفف علی المومنین حتی یکون اہون علیہ من الصلوۃ المکتوبۃ یصلیہا فی الدنیا۔ قسم ہے اُس شخص کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے بیشک وہ دن پچاس ہزار برس کا مومنون پر بہت آسان کیا جاویگا۔ یہان تک کہ ہلکا معلوم ہوگا مومن کو ایک نماز فرض سے کہ پڑھتا تھا اُسکو دنیا مین یعنی اللہ تعالے اپنے فضل سے اُسکو دن آسان

پس اس سے حقتعالٰے کے حکم کا ایسا طور ظاہر ہوا کہ وعدے مین خلاف نہین کرنے کا اور وعید مین چاہے خلاف کرے اور یہ اُسکی محض کرم سے ہے کریمون کی ایسی ہی عادت ہوتی ہے کہ جب انعام و احسان کا وعدہ کرتے ہین اُس سے ضرور وفا کرتے ہین کہ الکریم [۵۱] اذا وعد وفا اور جب غصے و عذاب سے ڈراتے ہین تو اُس سے درگزر کرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ وہ وعدہ اور وعید دونون کا خلاف نہین کرنے کا نہین تو اُسکی خبرون مین جھوٹ لازم آوے اور وہ جھوٹ سے پاک ہے اسکا یہ جواب ہے کہ وعید کی خبرون مین ممکن ہے کہ اُسکے کرم کے تقاضی سے مشیت [۵۲] مقدر کی شرط ہو اور اُسکی تصریح نہ کی ہو اور وعدے جیسے ہونے والے تھے ویسے ہی ہون اور آیتین و حدیثین جن مین مشیت کا بیان ہے وہ بھی اسی کے قرینے ہون یا وعید کی خبرون سے استحقاق عذاب کا مراد ہو نہ اُسکا وقوع بالفعل یا فقط انشائی [۵۳] وعید مراد ہے نہ خبرون کی حقیقت ان سب صورتون مین کذب اور تبدیل لازم نہین آسکتا۔ واللہ [۵۴] الموفق وھو اعلم

ویجوز العقاب علی الصغیرۃ اور چھوٹے گناہ پر بھی عذاب [۵۵] جائز ہے اسلئے کہ جب کفر کے سوائے سب گناہون پر مواخذہ و عذاب اللہ تعالٰی کی مشیت پر موقوف ہے اور صغیرہ بھی گناہ ہے تو اُسپر بھی مواخذہ اور عذاب جائز ہوا۔

واللہ تعالٰے ارسل رسلا من البشر الی البشر مبشرین ومنذرین ومبینین للناس ما یحتاجون الیہ من امور الدنیا والدین

---

۵۱ سخی جب وعدہ کرتا ہے وفا ہی کرتا ہے ۱۲ ۵۲ غیاث مین کنز و منتخب سے نقل کیا ہے کہ مشیت میم کی زبر اور شین نقطہ دار کی زیر اور یے نیچے کے دو نقطے والی کی تشدید سے ہے اسکے معنی ہین چاہنا اور یہ لفظ خاص اللہ تعالٰے کی مرضی اور خواہش کے معنی مین مستعمل ہے اور خیابان مین ہے کہ مشیت کے معنی ارادہ الٰہی کے ہین اور بعضون کے نزدیک اللہ تعالٰے کے ارادون مین سے بعضے خاص ارادون کو مشیت کہتے ہین اور ایسا ہی امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ بعضے ارادے اللہ تعالٰے کے انبیا علیہم السلام اور اولیا رضی اللہ عنہم کو معلوم ہو گئے اور ہو جاتے ہین لیکن مشیت سے کسی کو خبر نہین ہوتی اور منتخب مین ہے کہ مقدر میم کی پیش اور دال بے نقط کی تشدید اور زبر سے ہے اسکے معنی ہین اندازہ کرنے والا پس مشیت مقدر کے معنی ہوئے چاہنا تقدیر کرنے والے یعنی اللہ تعالٰے کا ۱۲ ۵۳ غیاث مین بہت کتابون سے لکھا ہے کہ انشا الف کی زیر سے ہے اور اسکے معنی پیدا کرنا اور شروع کرنا ہے اور اہل منطق کی اصطلاح مین انشا ایسے کلام کو کہتے ہین کہ جس مین صدق و کذب کا احتمال نہو اور اسکی کئی قسمین ہین جیسے امر۔ نہی۔ ندا۔ قسم۔ تعجب وغیرہ پس اس عبارت کے یہ معنی ہوئے کہ یہان فقط عذاب کا حکم مراد ہے نہ واقع کی تحقیق ۱۲ ۵۴ اور اللہ توفیق دینے والا اور وہی ہی جاننے والا ۵۵ اللہ تعالٰے نے سورہ کہف مین فرمایا ہے۔ لایغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا۔ قیامت کو اعمالنامہ دیکھکر کہین گے کیسی ہے یہ کتاب کہ نہ چھوڑا چھوٹا گناہ نہ بڑا مگر اُسمین گھیرا ہے اور یہ گھیرنا اور لکھنا گناہونکا سوال اور سزا کے لئے ہے سوائے اسکے اور بھی آیتین اور حدیثین اسپر دال ہین اور معتزلہ کہتے ہین کہ صغیرہ گناہ پر عذاب جائز نہین اور دلیل انکی یہ

اور اللہ تعالےٰ نے رسول بھیجے آدمیون مین سے آدمیون کی طرف جنت کی خوشی سنانیوالے اور دوزخ سے ڈرانے والے اور آدمیون کو دنیا اور دین کے وہ کام بتانے والے جنکی طرف اُنکو حاجت پڑے اللہ تعالےٰ پر کوئی چیز واجب نہین ہے وہ خود فاعل مختار ہے جو چاہتا ہے اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے کسی کو طاقت نہین ہے کہ اُسپر حکم کرے یا کوئی چیز اُسپر واجب کرے اور نہ اُسکو کسی چیز کی حاجت ہے کہ اُسکا کرنا اُسپر ضرور راو روا جب ہو نہ عقل کسی چیز کی وجوب کا اُسپر حکم کرسکتی ہے کہ خود اُسکی محکوم ہے نہ حاکم لیکن اُس نے محض اپنے فضل و کرم سے وہ چیزین کہ عالم کے باقی رہنے کا اور آدمی کے کمال کا سبب ہون اور اُسکے دنیا و آخرت کے کامون کی درستی و اصلاح اُن سے ہے آپ اپنے اوپر لازم و مقرر کرلین ہین اور اُنکا ضامن و کفیل ہوا ہے جیسے ہر جاندار کو رزق دینا اور بندون کی ہدایت کے واسطے پیغمبرون کو بھیجنا اور حقیقت مین یہ وجوب نہین ہے بلکہ اپنی سنت و عادت کا جاری کرنا ہے کہ اپنے فضل عمیم سے کرتا ہے اور جبکہ عام خلائق کو اتنی استعداد اور ایسی قابلیت نہین ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی جناب سے بے واسطے فیضیاب ہوسکین اور اُنکو عالم ملکوت تک پہونچنا نہایت دشوار ہے اسواسطے انہین آدمیون مین سے بعضون کو برگزیدہ کیا اور اُنکو اپنی ذات و صفات و افعال کا علم سکھایا اور سب آدمیون کی دنیا و آخرت کی جن چیزون مین بھلائی تھی کل اُنکو سکھاوین اور پیغامبر بناکر اُنکو تمام آدمیون کی طرف بھیجا کہ اُنکو اللہ تعالےٰ کی طرف بلاوین اور ہدایت کرین اور جن

(بقیہ صفحہ ۱۷) **ملـ** کفر کی حالت مین کئے ہین اس ایمان لانے کی برکت اور اسلام کے سبب سے جنانچہ اسکے مطابق اللہ تعالےٰ نے سورہ انفال مین فرمایا ہے - قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم ما قد سلف - کہہ انکو جنھون نے کفر کیا کہ اگر باز آوین کفر سے بخشے جاوین اُنکے لئے پہلے گناہ تفسیر زاہدی مین لکھا ہے کہ یہ دونون آیتین موافق ہین ۱۲ شرح عقائد وغیرہ ۱۲ **سلہ** غیاث مین ہے کہ ملکوت میم و لام کی زبر سے بادشاہی اور فرشتون کا عالم اور صوفیون کی اصطلاح مین عالم ارواح کو کہتے ہین اور بعض نے کہا ہے کہ مراد عالم غیب سے ہے اور تصوف کے رسالون مین ہے کہ ملکوت فرشتون کی عبادت کا مقام ہے یعنی طاعت بے قصور اور بے فتور اور معراج المومنین مین ہے کہ آدمی کے کمال کے چار درجے اور مقام ہین پہلا عالم ناسوت اُسکو عالم خلق و عالم شہادت بھی کہتے ہین - دوسرا عالم ملکوت اُسکو عالم امر و عالم باطن بھی کہتے ہین تیسرا عالم جبروت اُسکو عالم ماہیات و عالم غیب الغیب بھی کہتے ہین چوتھا عالم لاہوت اُسکو عالم لامکان بھی کہتے ہین اور یہ بیان سے مستغنی ہے بس عالم ملکوت کہ عالم ارواح و عالم غیب ہے بغیر پیشوا و پیغمبر کے وہان تک پہونچنا بہت مشکل ہے ۱۲ اور امام محمد غزالی رحمۃ اللہ نے کیمیاء سعادت مین فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آدمی مین سباع و بہائم و شیاطین و ملائکہ کی صفتین پیدا کی ہین غضب یعنی غصہ تو اس مین سباع یعنے پھاڑنے والے جانورون کی صفت ہے اور شہوت و خواہش بہائم یعنی چوپایون کی صفت ہے اور مکر و حیلہ شیاطین کی صفت ہے اور عقل جس

چیزون کی دنیا و آخرت مین اُنکو ضرورت ہو ساری اُنکو سکھلاوین دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے بہشت کو پیدا کرکے اُس مین نیکون کا مقام مقرر کیا اور دوزخ کو بنا کر اُس میں بدون کا ٹھکانا ٹھہرایا اور اُن کامون کا پہچانا تاکہ جن کے کرنے سے آدمی دوزخ سے نجات پاوے اور بہشتی ہو جاوے نری عقل سے ممکن نہ تھا اسلئے انبیاء علیہم السلام کو بتایا کہ وہ کام خلقت کو تعلیم کرین اور جو کام دوزخ مین جانے کے ہین وہ بھی بتاوین تاکہ قیامت کے دن خلقت کو اللہ تعالےٰ کے روبرو کوئی حجت باقی نہ رہے چنانچہ فرمایا لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ[۵۱] اور فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ[۵۲] اور حقیقت مین مادّے اور جڑین سب علمون کی جو زمین اور آسمانون سے متعلق ہین اور ہر علم کے کمالون کی اصلین حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی سے تمام خلقت کو پہونچے ہین کیونکہ ابتدا اور خزانہ کل علمون کا وحی آسمانی ہے اور تمام عالمون اور حکیمون نے اُسی مین سے ہر قسم کے علم چُنے ہین اور سب نے اُسی سرچشمہ سے پانی پیا ہے اور پیتے ہین اور اُس مین قیاس اور اجتہاد اور ریاضتین[۵۳] اور مجاہدے کرکے علمون کو بڑھایا ہے اور بڑھاتے چلے جاتے ہین اور اُسی کی شرح و تفسیر کی ہے اور کرتے ہین اگر کہین کہ پھر کیا سبب ہے کہ بعضے علم شریعتون کے مخالف ہین اسکا یہ جواب ہے کہ اول سے اللہ تعالےٰ کی حکمت بالغہ سے اُسکی سنت یون جاری رہی ہے کہ ہر وقت کے موافق احکام مین تبدیل فرمائی ہے اور پہلی شریعتون کو منسوخ فرمایا ہے تو ہر وقت مین جو لوگ اپنے پہلے نبی کے مذہب پر چلتے رہے اور نئے پیغمبر کی انہون نے متابعت نہ کی وہ اس پیغمبر کی متابعت کرنے والون کے مخالف ہوئے بعضون نے تحریف و تصحیف[۵۴] کی اور

[۵۱] یہ آیہ سورہ نساء مین ہے تاکہ نہ رہے لوگون کو اللہ پر الزام کی جگہ رسولون کے بعد ۱۲ [۵۲] یہ آیہ سورہ انبیاء مین ہے اور نہین بھیجا ہم نے تم کو مگر رحمت واسطے عالمون کے کہ کفر کے اندھیرے سے خلقت کو نکالکر اسلام کے نور مین پہونچایا اور دوزخ کے رستے سے بچایا اور جنت کا رستہ بتایا ۱۲ [۵۳] غیاث مین ہے کہ ریاضت رے کی زیر سے رنج کھینچنا اور نفس کشی ہے اور مجاہدہ جہد سے ہے اسکے معنی کوشش اور مشقت کرنے کے ہین ۱۲ [۵۴] غیاث مین ہے کہ تحریف کے معنی بات کو یا کسی چیز کو پھیرنا اُسکی وضع و حالت سے اور تصحیف کے معنی منتخب مین ہین کسی نوشتہ یعنے لکھے ہوئے مین خطا کرنی ۱۲ اور یہان مراد تحریف کرنے اور بدل ڈالنے سے ہے جیسے یہود اور نصاریٰ نے توریت اور انجیل مین کیا ہے اور اللہ تعالےٰ نے قرآن کے اس فعل کی خبر سورہ مائدہ مین دی ہے۔ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِ ۔ اور پھیرتے ہین وہ کلمون کو اپنے ٹھکانون سے ۱۲

اصل وحی مین زیادتی وکمی کی اور ایک جماعت ایسی ہوئی کہ اُنہون نے اپنی عقل سے اپنے وہمون اور خیالات باطلہ کے موافق قانون تراش لئے اور قیل وقال وبحث وجدال کے دروازے کھولدیئے۔ اور ایک فرقہ کا یہ اعتقاد جم گیا کہ حکیمون اور عقلمندون نے صرف اپنی ریاضت و استدلال سے بے اسکے کہ اُنہون نے کسی اُستاد سے انکی اصلین سیکھی ہون خود ہی سب علم ایجاد کئے ہین اور انبیاء علیہم السلام کا علم اور اُنکی خبرون کا واسطہ اُنہون نے بالکل بیچمین سے اُٹھادیا لیکن یہ لوگ مطلب سے بہت دُور پڑ گئے اسلئے کہ علم کے حاصل کرنے کا رستا فقط تعلّم یعنی اُستاد سے سیکھنا ہے باقی اُس سے اور مطالب جو حاصل ہوتے ہین اُنکو فہم و استنباط کہتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے انما العلم بالتعلم والحلم بالتحلم اس مین اشارہ ہے کہ علم وعمل وخلق کے حاصل کرنے کا رستا سیکھنا ہے اور حلم بردباری سے آتا ہے۔ **وایدھم بالمعجزات الباھرة والآیات الساطعة المفیدة للیقین** اور مدد دی پیغمبرون کو ظاہر معجزون اور چمکتی نشانیون کے ساتھ کہ ایمان لانے کو مفید ہین جبکہ ہر دعوی کے واسطے ایک دلیل چاہیئے تو انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیم کے دعوی کے لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکی خلقت کے درمیان پیغمبری اور رسالت کا دعوی کرتے ہین سچی دلیل اور برہان انکے معجزے ہین اور معجزہ کہتے ہین خرق عادت کو

۱ه سوا اسکے نہین کہ علم سیکھنے سے آتا ہے اور حلم بردباری سے ۱۲ ۲ه غیاث مین ہے کہ معجزہ میم کی پیش اور جیم کی زبر سے ہے اسکے معنی ہین عاجز کرنے والا ۱۲ ۳ه خرق عادت کے معنی متن مین لکھے ہین معراج المؤمنین وغیرہ تصوف کی کتابون مین لکھا ہے کہ اُسکی چھ قسمین ہین اول جو پیغمبر سے ہو نبوت کے پہلے اسکو ارہاص کہتے ہین دوسرے بعد رسالت کے ہو وہ معجزہ کہلاتا ہے۔ تیسرے ولی سے پہلے ولایت کے ہو اسکو معونت کہتے ہین چوتھے بعد ولایت کے ہو وہ کرامت ہے۔ پانچوین کافر سے ہو اُسے استدراج کہتے ہین۔ چھٹے کافر سے اُسکی خواہش اور دعوے کے خلاف ہو وہ خذلان کہلاتا ہے + ارہاص پیغمبری کی خبر دیتا ہے اور معجزہ مقابلہ والون کو عاجز کرتا ہے اور رسالت کو ثابت کرتا ہے اور معونت متقی وپرہیزگار کے اعمال صالحہ کی زیادتی مین اعانت کرتی ہے اور ولایت کی خبر دیتی ہے اور کرامت ولی کی بزرگی اور مرتبہ کی جو اللہ تعالےٰ کے ہان ہے خبر دیتی ہے اور ولایت کی تصدیق کرتی ہے اور استدراج ڈھیل دیتا ہے کافر کو جب اُس سے خرق عادت ہوتی ہے تو وہ اپنے تئین رستی پر جانتا ہے اور کفر و طغیانی مین بڑھتا ہے اور خذلان کافر سے آخر مین ہوتا ہے اُسکے چاہنے کے خلاف جس سے اُسکی شکست ہوتی ہے اور اُسکو ٹوٹا حاصل ہوتا ہے۔ جیسے مسیلمہ کذاب نے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ

قادر بخش

کہ نبوت کے مدعی کے ہاتھ پر دعوی کرنے کے وقت ظاہر ہوا اور سوائے اُس نبی کے اُسکی مانند معجزہ لانے سے عاجز ہوجاوین اور غرق عادت کے یہ معنی ہین کہ حکیم مطلق نے اس جہان مین سب کامون کو انکے سببون کے ساتھ باندھا ہے اور اللہ تعالےٰ کی سنت یون جاری ہے کہ بغیر سببون کے کامون کو نہین پیدا کرتا اسکو عادت کہتے ہین اور کبھی اپنی قدرت سے اس عادت کو توڑ کر بے سبب اپنے رسول کے ہاتھ پر اُس کام کو پیدا کردیتے ہین کہ اُسکی رسالت پر دلیل ہووے پس معجزہ اللہ تعالےٰ کا فعل ہے نہ رسول کا کسلیئے کہ اللہ تعالےٰ کی عادت کا توڑنا بندے سے ممکن نہین ہے اور معجزہ نبی کے سچے ہونے کی یقینی دلیل ہے کہ معجزہ دیکھتے ہی نبی کے سچّے ہونے کا علم بے اختیار دل مین حاصل ہوجاتا ہے اور نفس اُسکی تصدیق مین لاچار ہوجاتا ہے اور اُسکو انکار کی طاقت ومجال نہین رہتی اور یہ نفس کی جبلّی وپیدائشی خاصیت ہے اور نبوت کا دعوی ایک امر عظیم ہے اسلیئے بُرہان بھی ایسی ہی عالےٰ درجہ کی چاہیئے پس معجزہ اللہ تعالےٰ کی قدرت اور قہر کا نمونہ ہے اُسکے غلبہ اور رعب کے آگے کسی کا پاؤن نہین جم سکتا اور اختیار کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے بخلاف دلائل عقلی ونقلی کی کہ وہ گویا خیال کے تاگے مین چند گرہ ہین کہ اُنکا کھُلنا مشکل ہے اسی واسطے دشمن کا الزام دینا اور اُسکا چپکا کرنا اُس سے نہایت دشوار ہے اور اُس سے جھگڑے اور لڑائی کا رستا ہرگز بند نہین ہوتا اسکی مثال دلائل کلامیہ اور فلسفیات سے ظاہر ہے پس اب معجزہ دیکھنے کے بعد بھی اگر کوئی کافر رہے تو یہ کفر اُسکا صرف پہلی عناد اور ازلی بدنصیبی سے ہے واول الانبیاء ادم علیہ السلام واٰخرھم محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سب پیغمبرون مین اول آدم علیہ السلام اور انکی آخر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

له یعنی علماے علم کلام اور حکماے فلاسفہ کی تقریرین اور دلیلین اسقدر ہین کہ اُن سے کتابین بھر گئے ہین اور بھرتے جاتے ہین لیکن ابتک فیصلہ نہین ہوا اور نہ ہوتا نظر آتا ہے ۱۲

عه یہ آیہ سورہ احزاب مین ہے اسکا اول یہ ہے۔ ماکان محمّدٌ ابا احدٍ مّن الرّجالکم۔ نہین ہے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی کا باپ تمہارے مردون مین سے اور لیکن رسول اللہ کا ہے اور ختم کرنے والا نبیون کا کہ اُنکے بعد کوئی نبی نہین ہونیکا یا مہر نبوت کے دفتر کی کہ آخر مین ہوتی ہے اور اُسکے بعد جو کچھ لکھا جاوے تو وہ صحیح نہین ہوتا اور ترمذی مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ بیشک رسالت اور نبوت تحقیق منقطع ہوگئی میرے بعد کوئی رسول نہین ہونیکا اور نہ نبی یہ حدیث بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گویون مین سے ہے کہ اپنی وفات شریف کو قریب تیرہ سو برس کے عرصہ ہوا ابتک تمام جہان میں اور کسی ملک مین کوئی پیغمبر نہوا آپکی وفات کے بعد ہی جن لوگون نے دعوی نبوت کا اٹھایا ۱۲

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری سے دین کامل کرنا اور مکارم اخلاق کو پورا کرنا مقصود تھا جب وہ مقصود حاصل ہوگیا اور دین واخلاق دونو پورے وکامل ہو چکے تو آپکے بعد کسی اور پیغمبر کی احتیاج نہ رہی اور آپکے خلفاء اور دین کے علماء کہ اسلام کے مددگار اور دین کی حفاظت کرنے والے ہین قیامت تک ملت کی نگہبانی اور دین کے چلانے کو کافی ہوئے

والاولی ان لاتعین عددھم اور یہ اولی ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد مقرر نہ کرین اگرچہ بعضی حدیثون مین ہے کہ تمام پیغمبر ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوئے ہین لیکن قرآن مجید مین فرمایا ہے منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک یعنی بعضے انبیاء کا قصہ ہمنے تجھ سے نہین کہا اور نہ انکا نام تجکو بتایا نہ انکا احوال تجھ سے بیان کیا اور ممکن ہے کہ اس خبر کے بعد فرمادیا ہو لیکن قرآن مین نہین فرمایا پس ہر طرح اسکے اجمال اور پوشیدہ رکھنے مین احتیاط ہے واللہ اعلم۔ اور ذوالقرنین کی نبوت مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ پیغمبر تھا اور اکثر کہتے ہین کہ وہ بادشاہ مسلمان عادل تھا اور یہی پچھلا قول حق ہے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے اور بعضے اُسکو فرشتہ کہتے ہین اور یہ بات نہایت بعید ہے اور اُسکے نام مین بھی اختلاف ہے مشہور یہ ہے کہ اُسکا نام اسکندر ہے اور بعضون نے عبداللہ ومرزبان ومرزبی وہرمس سوائے انکے اور بھی بیان کیے ہین اور یہ اسکندر رومی فیلقوس کا بیٹا ہے جسکی مصاحب حضرت خضر تھے اور جس نے آبحیات کے چشمے کی طلب کی اور نہ پایا اور

لہ اسکی خبر اللہ تعالی نے سورہ مائدہ مین دی ہے ۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج پورا کرچکا مین تمہارے لئے تمہارا دین اور تمام کرچکا مین تمپر اپنی نعمت اور پسند کیا مینے تمہارے لئے دین مسلمانی ۱۲

ےلہ اسیلئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ۔ میری اُمت کے عالم بنی اسرائیل کے نبیون کی مانند ہونگے یعنی جسطرح اُنہون نے اپنے اپنے وقت مین دین کا کام سرانجام کیا اسی طرح یہ بھی اپنے اپنے زمانے مین قیامت تک اس کام کو انجام دینگے ۱۲ ۔ اس حدیث کو روایت کیا ہی

سلہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہون نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ کتنے نبی ہوئے ہین اپنے فرمایا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پھر انہون نے پوچھا کہ اُن مین رسول کتنے ہوئے ہین اپنے فرمایا تین سو تیرہ اول آدم علیہ السلام اور آخر انکا تمہارا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور اُن مین سے چار عرب ہوئے ہین ۔ ہود وصالح وشعیب ومحمد علیہم الصلوٰۃ والسلام ۱۲

سمہ یہ آیہ سورہ مومن مین ہے یعنی پیغمبرونکا حال ہمنے تجھسے بیان کردیا اور انکا نام بتادیا اور بعضونکا حال نہین بیان کیا اسلئے تعداد کا معین نکرنا بہتر ہی کہ اگر ہم انکی تعداد سے زیادہ مقرر کرین تو ہمکو داخل کرنا پڑے انہین اُنکو کہ انمین نہین ہین اور جو کم معین کرین تو ہمکو نکالنا پڑے اُن مین سے اُنکو کہ اُن مین ہین ۔ یہ تقریر شرح عقائد مین لکھی ہے اور اسکی ایک شرح مین ہے کہ رسول صاحب کتاب آٹھ ہین آدم وشیث وادریس وابراہیم وداؤد وموسی وعیسی ومحمد ۱۲

رمضان شریف کی چھبیسوین شب کو قرآن مجید نازل ہوا اور شیث وادریس علیہما السلام کے صحیفون کے نزول مین بہت اختلاف ہے ۱۲

دوسرا سکندر یونانی تھا وہ یونان یافث کے بیٹے نوح علیہ السلام کے پوتے کی اولاد مین تھا۔
ارسطو اُسکا وزیر تھا اور اکثر کا قول ہے کہ ذوالقرنین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے مین
تھا بعض کہتے ہین کہ موسی علیہ السلام کے بعد ہوا ہے اور ابن عبدالحق کہ حدیث و تفسیر کے عالمون
مین سے ہے کہتا ہے کہ وہ عیسے علیہ السلام کے بعد ہوا ہے کہتے ہین کہ چار شخص مشرق سے مغرب تک تمام
دنیا کے مالک ہوگئے ہین دو مسلمان ایک حضرت سلیمان علیہ السلام دوسرا ذوالقرنین۔ اور دو
کافر ایک نمرود دوسرا بخت نصر اور پانچوین امام مہدی علیہ السلام ہونگے کہ آخیر زمانے مین
پیدا ہونگے۔ اور سکندر کا نام ذوالقرنین ہونے مین بھی کئی قول ہین وہب بن منبہ کہتے ہین کہ
دو قرن زمین کا مالک تھا یعنی اُسکی دونون طرفونکا کہ ایک مشرق ہے اور دوسری مغرب یا ایک
روم ہے دوسری فارس یا ایک روم ہے دوسری ترک اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
کا یہ قول ہے کہ اُسکے دو گیسو تھے اسلئے اُسکو ذوالقرنین کہتے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ اُسکے سر پر
دو سینگ بیل کی مانند تھے اور ایک قول یہ ہے کہ اُسنے دو قرن بادشاہت کی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ جہاد مین اُسکے سر پر دونون طرف دو زخم آئے تھے اسلئے اُسکو ذوالقرنین کہتے ہین
اور ابن کواشی علی رضی اللہ عنہ کے اصحاب مین سے ہین کسی نے اُن سے پوچھا کہ ذوالقرنین پیغمبر تھا
کہا کہ نہین لیکن ایک مرد صالح تھا خدا تعالے کے رستے مین اُسکے سر پر داہنی طرف زخم آیا اور مر گیا
اللہ تعالے نے اُسکو زندہ کردیا پھر بائین طرف آیا اور مر گیا خدا تعالے نے پھر جلا دیا اُس وقت سے
اُسکا نام ذوالقرنین ہوگیا بعضے کہتے ہین کہ اُس نے خواب مین دیکھا کہ وہ آفتاب تک پہونچا اور اُسکے
دونون قرن یعنی دونون طرفون کا مالک ہوگیا جسسے اُسکا نام ذوالقرنین ہوگیا واللہ اعلم۔ اور لقمان

ف اللہ تعالے نے ذوالقرنین کا قصہ سورہ کہف مین فرمایا ہے کہ ہمنے اُسکو زمین کا مالک کیا اور ہر چیز کا اسباب و سامان
دیا یہان تک کہ وہ سورج کے غروب اور طلوع ہونے کی جگہ تک پہونچا یعنی اُسنے پچھم سے پورب تک دنیا کی سیر کی اور ہمنے اُس سے
کہا چاہے دنیا مین لوگون کو تکلیف دے یا اُن مین نیکی رکھ اُسنے کہا ظالم کو سزا دونگا اور جب وہ اپنے رب کے پاس جاویگا تو وہ اُسکو
اور بھی زیادہ عذاب کریگا اور جو ایمان لاویگا اور نیک کام کریگا وہ اچھا بدلا پاویگا پھر وہ دو نو پہاڑون کے درمیان پہونچا اور
وہان ایک قوم کی درخواست سے دیوار بنائی جس سے یاجوج و ماجوج کے آنے کا رستا بند ہوا اس قصے سے بھی اُسکا بادشاہ ہونا معلوم
ہونا ثابت ہوتا ہے نہ پیغمبر ہونا ۱۲ واللہ اعلم ف لقمان کا قصہ سورہ لقمان مین فرمایا ہے۔ ولقد آتینا لقمان الحکمۃ
اور بیشک دی ہمنے لقمان کو حکمت حکمت کے معنی لغت مین دانائی اور درست کرداری یعنی اچھے کام کرنے اور حکما کی اصطلاح
مین موجودات کے احوال کا جاننا ہے بقدر طاقت بشری اور اُنہون نے اسکی تین قسمین کی ہین اول طبعی اسمین ایسی
چیزون کے جاننے سے بحث ہوتی ہے کہ اُنکا وجود خارجی اور عقلی مادہ کا محتاج ہو جیسے عناصر یعنی پانی مٹی آگ ہوا اور
اجسام بسیطہ و مرکبہ یعنی وہ بدن کہ ایک ہی چیز سے بنے ہون یا کئی چیزون سے مگر دوسرے ریاضی اس مین اُن چیزون

کی نبوت مین بھی اختلاف ہے یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بہن کا بیٹا یعنی بھانجا تھا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اُنکی خالہ کا بیٹا تھا بعضے کہتے ہین کہ وہ پیغمبر تھا اور صحیح یہ ہے کہ وہ حکیم اور ولی تھا کہتے ہین کہ اُس نے ایک ہزار پیغمبرون کی خدمت کی تھی اور اُنکی شاگردی سے فیضیاب ہوا تھا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی تھا بادشاہ نہ تھا غلام حبشی تھا اور بکریان چرایا کرتا تھا اللہ تعالےٰ نے اُسکو برگزیدہ کیا اور حکمت وعقل وجوان مردی عطا کی اور اپنی کتاب پاک مین اُسکا ذکر کیا اور حضرت خضر علیہ السلام صحیح یہ ہے کہ وہ نبی ہے معمر یعنی بہت عمر والا سب کی نظرون سے محجوب کر کوئی نہین دیکھ سکتا اور قیامت تک زندہ رہیگا آب حیات کے پینے کے سبب سے اور بعضے کہتے ہین کہ ولی ہے لیکن جو کہتے ہین کہ فرشتہ ہے اُنکا قول باطل ہے اور جمہور اہل علم وصلاح کا یہی قول ہے کہ وہ زندہ ہے اور نہین مرنے کا جبتک کہ دنیا سے قرآن مجید نہ اُٹھایا جاویگا حافظ ابن حجر نے بخاری کی شرح مین کہا ہے کہ حق یہ ہے کہ وہ نبی ہے اور سخاوی نے یہی کہا ہے اور قسطلانی نے بخاری کی شرح مین لکھا ہے خضر خ کی زیر اور ضاد نقطہ دار کی زبر سے اور خ کی زیر اور ضاد کی سکون سے ہے اور اُسکا نام بلیا ملکان کا بیٹا ہے بعضے کہتے ہین کہ وہ فرعون کا بیٹا ہے یہ قول نہایت ہی غریب وناد روشاذ ہے بعضے کہتے ہین مالک کا بیٹا الیاس کا بھائی ہے بعضے کہتے ہین آدم علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہے واللہ اعلم حاصل کلام کا باتفاق صوفیہ وجمہور علماء خضر علیہ السلام زندہ ہے مگر ایک جماعت محدثین نے جیسے امام بخاری وابن مبارک وحرمی وابن جوزی اُسکی حیات کا انکار کرتے ہین اور اُنکی دلیل

له بقیہ صفحہ ۷۷) بیشک شرک بڑا ظلم ہے تفسیر حسینی مین لکھا ہے کہ لقمان باعور کا بیٹا تھا اور تفسیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ باعور یا خور کا بیٹا تھا اور یا خور تارخ کا اور تارخ ابراہیم علیہ السلام کا بھائی تھا اور امام ابو لیث نے کہا ہے کہ اُسکی کنیت ابو الانعم ہے اور عین المعانی مین ہے کہ داؤد علیہ السلام کی سلطنت کے دسوین سال پیدا ہوا اور یونس علیہ السلام کے وقت تک جیا کہتے ہین کہ اُسکی ہزار برس کی عمر تھی بعضے پیغمبر کہتے ہین پر اکثر کے نزدیک ولی اللہ اور حکیم تھا کہتے ہین کہ دس ہزار کلمے اُس سے منقول ہین کہ ہر ایک نصیحت اُسکی دُرِ بے بہا ہے اُس سے پوچھا کہ کن چیز نے تجھے اس مرتبے پر پہونچایا کہا تین چیزون نے سچ بولنا اور امانت داری اور نکمے کامون کی ترک کرنے نے۔ اور اللہ تعالےٰ کی حکمت مین کا ایک ذرہ لقمان کو ملا تھا مولوی معنوی نے فرمایا۔ بیت۔ حکمت لقمان چو این پایہ نمود + تا چہ باشد حکمت رب الودود + له خضر علیہ السلام کا قصہ بھی اللہ تعالےٰ نے سورہ کہف مین فرمایا ہے۔ فوجدا عبدا من عبادنا اتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے جوان یعنی یوشع علیہ السلام سمیت خضر علیہ السلام کی تلاش کو نکلے تو مجمع بحرین کے کنارہ صخرہ کے پاس جہان مچھلی بھول گئے تھے پایا اُن دونون نے ایک بندہ ہمارے

وہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت کے زمانے کے قریب فرمایا کہ کوئی جاندار روے زمین پر سو برس کے بعد نہین باقی رہیگا اور اس حدیث مین تاویلین ہین اور خضر علیہ السلام کی ملاقات اولیاء اللہ سے شہرت کے درجے کو پہونچی ہے اور اُس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی ہے اور بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم سے تعزیت کی ہے اور آپکا یہ قول کہ لوکان الخضر حیا لزارنی اُسکی ملاقات سے پہلے کا ہے اسلئے کہ اُسنے ایسی حدیثین نقل کی ہین اور بعض مشائخ رحمہم اللہ نے وہ حدیثین اُس سے سُنی ہین اور مریم و آسیہ و سارہ و ہاجرہ و حوا و یوخاند والدہ حضرت موسیٰ علیہ وعلیہن السلام کی نبوت مین بھی ایک قول آیا ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ نبوت خاص مردون کے لئے ہے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین فرمایا ہے وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیھم اگرچہ قرآن مین ان عورتون کی طرف بھی وحی کی نسبت واقع ہوئی ہے اور انکو پیغمبرون کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن اس سے انکی پیغمبری و نبوت پر حکم نہ کرنا چاہئے کہ وحی سے ان مقامون پر الہام و اعلام مراد ہین چنانچہ فرمایا واوحی ربك الی النحل اور انبیاء کے ساتھ انکا ذکر کرنا اُنکی بزرگی و اکرام کے لئے ہے وکلھم کانوا مبلغین عن اللہ صادقین معصومین غیر معزولین

جو کچھ پیغمبرون نے کہا سب سچ کہا اور جو کچھ لائے ہین خدا تعالیٰ کے پاس سے لائے ہین جو امر و نہی کیا حقتعالیٰ کے حکم سے کیا گناہون سے پاک و معصوم ہین جب معجزے سے انکی رسالت کا

---

۵۱ بقیہ صفحہ ۸۷ وعلمناہ من لدنا علما پس یہ بیواسطہ علم سکھانا نبوت پر دلالت کرتا ہے تیسری وجہ یہ کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہل اتبعك علی ان تعلمن کیا مین تیرے ساتھ رہون اسلئے کہ مجکو سکھاوے پس علم سیکھنے مین نبی غیر نبی کا اتباع نہین کرتا۔ چوتھی وجہ یہ کہ خضر علیہ السلام نے کہا۔ وما فعلتہ عن امری۔ اور نہین کیا مین نے اپنے حکم سے یہ بھی نبوت پر دال ہے ۱۲ واللہ اعلم ۵۲ غیاث لین ہے نادر اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی تنہا غربت اور عزبت کے معنی ایسی مین لکھے ہین نادر اور اسمی مین ہے کہ شاذ ذال نقطہ دار کی تشدید سے ہی جدا اور اکیلا رہا ہوا اور صوفیون کی اصطلاح مین لفظ ہے کہ خلاف قیاس ہو اور قانون کلیہ کے مطابق نہو پس تینون لفظ آپس مین مترادف آتے ہین اور ایک ہی معنی مین مستعمل ہوتے ہین ۱۲ واللہ اعلم ۵۳ منتخب مین ہے کہ شہرت شین کی پیش سے آشکار کرنا ہے اور محدثین کی اصطلاح مین اُس خبر کو مشہور کہتے ہین جو صحیح ہو اور تین یا اُس سے زیادہ راویون سے ثابت ہوئی ہو ۱۲ ۵۴ اگر خضر زندہ ہوتا تو البتہ میری زیارت کرتا اور مجھسے ملاقات کرتا ۱۲ ۵۵ یہ آیہ سورہ یوسف و سورہ نحل مین ہے اور ہے تجھسے پہلے ہمین بھیجی مگر مرد کہ بھیجی اُنکی طرف وحی کی ۱۲ ۵۶ سورہ اعراف مین ہے فکلا من حیث شئتما ولا تقربا ہذہ الشجرۃ۔ اے آدم و حوا تم دونو جنت مین جہان چاہو کھاؤ لیکن درخت ممنوع کو نہ کھانا پھر جب اُنہون نے شیطان کے بہکانے سے کہا لیا تو فرمایا فرنادیھما ربھما الم انھکما اور پکارا اُن دونون کو اُنکے رب نے کہا ہمنے نہین منع کیا تھا تمکو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت حوا کو بلا واسطے پکارا اور ان سے کلام کیا اور اُنکو قرآن مجید مین آدم علیہ السلام کے ساتھ ذکر کیا کہ وہ پیغمبر تھے اور ۲

دعوی ثابت ہوچکا تو اب جو کچھ وہ کہتے ہین سب اللہ تعالی کی طرف سے کہتے ہین وما علی الرسول[۵۱]
الا البلاغ اور جو جھوٹ بولین اُنکی رسالت کی حکمت باطل ہوجاوے اور جو خود اللہ تعالے
کی نافرمانی کرین اور گناہ کرین خلقت اُنسے نفرت پکڑے اور دور بھاگے اور نصیحت وارشاد صورت
نہ پکڑے اور عصمت انکی جھوٹ اور کبیرہ گناہون سے مطلق ہے یعنی نہ قصداً نہ بھول کر اور صغیرہ
گناہ بھی عمداً نہین کرتے اور بعضون کے نزدیک کبیرہ بھولے سے اور صغیرہ قصداً جائز ہے –
لیکن وہ گناہ جو نفرت کا سبب ہو اور خست پر دال ہو وہ کسی صورت مین جائز نہین ہے جیسے چوری
ایک لقمے یا ذرہ سے چیز کی اور لین دین مین ایک رتی بھر کی کمی اور جمہور اہل سنت کے نزدیک
مختار یہی ہے کہ معصوم ہین کبائر و صغائر سے عمداً و سہواً اور انکے مرتبے عالی اور منصب عظیم
کے بھی یہی لایق ہے صلوٰۃ اللہ[۵۲] علیہم اجمعین اور ایسا ہی ذکر کیا ہے بعض فقہا و محدثین
مدینہ کے رہنے والون نے قصیدہ کی شرح مین اور احکام الٰہی پہونچانے مین اور اُن کامون
مین جو رسالت کے متعلق ہین ہرگز ہرگز ان سے سہو نہین ہوتا سوائے انکے اور افعال مین
سہو جائز ہے جیسا کہ سجود سہو کے باب مین معلوم ہوا ہے اور وہ جو خطائین اور لغزشین انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مذکور ہین بعضی اُن مین سے صحیح نہین ہین اور بعضی صحیح ہین مگر انکے
محل اور تاویلین[۵۳] ہین کہ کتابون مین مذکور ہین[۵۴] اُنکے ظاہر کا معتقد نہونا چاہیے[۵۵] اور انبیاء صلوٰۃ اللہ
وسلامہ علیہم معزول نہین ہوتے اور اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے جو رسالت و نبوت
کا مرتبہ اُنکو عطا فرمایا ہے وہ اُنسے اُلٹا نہین چھینتا اور رسالت موت کے بعد بھی قائم رہتی ہے
بلکہ انبیاء علیہم السلام کو موت نہین ہے اور وہ زندہ و باقی ہین – بس انکے لئے وہی موت ہے

(بقیہ صفحہ ۷۹) ۲ یہ آیہ سورہ مائدہ مین ہے اور نہین ہے رسول پر مگر پہونچانا ۱۲ [۵۲] درود اللہ تعالیٰ کا
اُن سب پر ۱۲ [۵۳] غیاث مین ہے تاویل کے معنی کسی چیز کا پھیرنا اور خواب کی تعبیر اور حیلہ شرعی اور مفسرین
کی اصطلاح مین بات کا پھیرنا ہے اُسکے ظاہر سے ایسے معنی کی طرف کہ اُسمین سے نکلتے ہون اور یہ لفظ نکلا ہے اول سے
یعنی پھیرنا کلام کا پہلی طرف اور بیان کرنا اور عبارت سے ۱۲ [۵۴] منتخب و فرہنگ حسینی ۱۲
[۵۵] شرح عقائد نسفی مین ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام کا کوئی گناہ یا جھوٹ نقل کیا جاوے تو دیکھین اگر
وہ حدیث خبر واحد یعنی ایک راوی کی روایت سے ثابت ہو تو مردود ہے اور جو تواتر کے طور پر ثابت ہو یعنی
حدیث صحیح اتنے بہت راویون سے بیان کی ہو کہ عادتاً اتنے آدمیون کے کلام کو جھوٹ نہ سمجھتے ہون –
جیسے پچاس یا چالیس تو اسکی تاویل کرنی چاہیے اگر ممکن ہو نہین تو وہ محمول کر کی کیا جاوے ترک اولی پر یا نبوت
سے پہلے زمانہ پر ۱۲

جو ایک دفعہ چکھہ لی اُسکے بعد روحون کو اُنکے بدن مین اعادہ کردیتے ہین اور جیسی حیات اُن کو
دنیا مین تھی ویسی ہی عطا فرماتے ہین کہ وہ شہدا کی حیات سے بھی کامل ہوتی ہے کہ اُن کی
حیات معنوی ہے اور پوشیدہ ہے اور نسخ ہونا شریعت کا نبوت سے معزول ہونا نہین ہے اور
اولیاء معزول ہونے کے خوف سے اور خاتمے کے ڈر سے دنیا مین بے خطر نہین ہین اگر ایمان
پر گئے ہین مومن اور ولی ہین جیسا خواب کی حالت ہین اور قبرون سے استعانت و استمداد مین
فقہا کو کلام ہے یہ کہتے ہین کہ سوائے انبیا علیہم السلام کی قبرون کے اور قبرون کی زیارت
صرف واسطے عبرت اور موت کے یاد کرنے کے ہے یا میت کو نفع پہونچانے اور اُسکے لئے استغفار
کرنے کے ہے جیسا کہ بقیع غرقد کی زیارت مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت
ہوتا ہے اور مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم کہتے ہین کہ بعض اولیا کا تصرف عالم برزخ
مین بھی باقی رہتا ہے اور اُنکی ارواح مقدسہ سے توسل اور استمداد ثابت اور فائدہ مند ہے
حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جس کی حیات مین اُس سے تبرک
و توسل کر سکتے تھے وہ اُسکے مرنے کے بعد بھی کر سکتے ہین اور اسکے یہ دلیل ہے کہ مرنے کے
بعد روح کا باقی رہنا حدیثوں اور اجماع سے ثابت ہے اور زندگی مین اور مرنے کے بعد
ہر حال مین روح ہی متصرف ہے نہ بدن اور متصرف حقیقی اللہ تعالے ہے اور ولایت کے
معنی فنا فی اللہ ہونا ہین اور بقا بھی اُسی سے ہے اور یہ نسبت موت کے بعد پوری اور کامل

(بقیہ صفحہ ۸۰) سلہ بموجب اس آیت کے کہ سورہ عنکبوت مین ہے کل نفس ذائقۃ الموت - ہر جان موت کی چکھنے والی ہے اور موت کے معنی ہین روح کا بدن مین سے نکل جانا جب ایک دفعہ نکل گئی موت چکھہ لی پھر اُسکے بعد اللہ تعالے چاہے اُسی وقت جلا دے چاہے مدت کے بعد ۱۲ سلہ اللہ تعالے نے سورہ بقرہ مین فرمایا - بل احیاء ولاکن لا تشعرون - یعنی جو لوگ اللہ تعالے کے رستے مین قتل کئے جاوین اُنکو مردہ نہ کہو اسلئے کہ وہ زندہ ہین لیکن تمکو اُنکی زندگی کا شعور نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ اُنکی زندگی پوشیدہ ہے ۱۲ سلہ غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ نسخ نون کی زبر سے دور کرنا اور زائل کرنا اور رد کرنا ایک چیز کا دوسری چیز سے کہ اُس سے بہتر ہو اور ایسا ہی سورہ بقرہ مین فرمایا ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا - نہین موقوف کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین تو پہونچا دیتے ہین اُس سے بہتر یا اُسکے برابر جیسے کوئی بادشاہ اپنے وزیر یا عامل کو کچھہ حکم دے اور پھر اُس حکم کو موقوف کر کے اور بدل دے تو وہ حکم بدلا گیا پر کچھہ وزیر اور عامل موقوف نہین ہوا ۱۲ سلہ منتخب مین ہے بقیع وہ جگہ جہان ہر قسم کے درخت بہت ہوں بقیع غرقد مدینے کا قبرستان کہ جہان غرقد کے درخت بہت ہین ۱۲ سلہ ابن عباس رضی اللہ سے ترمذی مین روایت ہے - مر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقبور المدینۃ فاقبل علیہم بوجہہ فقال السلام علیکم یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر - گذرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے کی قبرون پر پس اپنا منہ اُنکے منہ کے سامنے کیا اور فرمایا سلام ہے تمپر اے قبرون کے رہنے والو اللہ بخشے ہم کو اور تمکو تم ہم سے پہلے پہونچے ہو اور ہم پیچھے آتے ہین ۱۲

ہوجاتی ہے اور اہل کشف وتحقیق کے نزدیک یہ بات بھی ثابت ہے کہ زیارت کرنے والے کی روح اہل مزار کی روح سے انوار اور اسرار کا عکس قبول کرتی ہے جیسے آئینہ آئینہ کے مقابل رکھنے سے اولیا کو اپنی روح سے طالبون کی روحون کو ارشاد کرنے کی مشق ہوتی ہے اور منکر اپنے انکار پر کوئی برہان اور دلیل نہین رکھتے ایک بزرگ نے مشائخ رحمہم اللہ مین سے کہا ہے کہ مین نے اولیاء اللہ مین سے چار شخص ایسے دیکھے ہین کہ اپنی قبرون مین بھی ایسا تصرف کرتے ہین جیسا اپنی زندگی مین کرتے تھے یا اُس سے زیادہ اُن چار مین سے ایک خواجہ معروف کرخی ہین اور دوسرے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہما اور دو اور بیان کئے غرض یہ کلام شرح اور بسط کا طالب ہے خدا چاہے تو ایک رسالے مین تفصیل کے ساتھ اسکا بیان کیا جاویگا اور تھوڑا سا کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین کہ مدینہ منورہ کے بیان مین ہے لکھا گیا ہے واللہ اعلم وَ اَفْضَلُ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور سب پیغمبرون مین افضل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین آپ کی نبوت معجزات ظاہر اور آیات روشن سے ثابت ہے کہ اُنکی نقل تواتر کے درجے کو پہونچی ہے اور ہر پیغمبر کے معجزے ایک یا دو جنس خاص مین ہوئے ہین اور آپ کے معجزے ہر جنس کے نہایت کثرت سے ہوئے ہین اس سے ظاہر ہوا کہ آپ کو عالم زمین و آسمان و ملک و ملکوت کے تمام اجزا مین تصرف حاصل تھا تمام انبیائے سابق علیہم السلام کی ذاتون مین جو جو کمالات تھے وہ سب آپکی ذات عالی مین اکٹھے تھے

بقیہ صفحہ (۸۱) ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسلم مین روایت ہے۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلما کان لیلتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخرج من آخر اللیل الی البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ماتوعدون غداً مؤجلون وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اللہم اغفر لاہل بقیع الغرقد۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُنکے ہان رہنے کی رات ہوتی تو آخر رات مین آپ بقیع کی طرف نکلتے کہ مدینے کے مقبرے کا نام ہے اور وہان جاکر فرماتے سلام ہے تمپر اے قوم مومنونکی اور آئی تمہارے پاس وہ چیز جسکا تم وعدہ دیئے جاتے ہو یعنی ثواب و عذاب کل کو یعنی قیامت کو تم ڈھیل دیئے گئے ہو مدت معین تک اور تحقیق ہم اگر اللہ نے چاہا تم سے ملنے والے ہین یا الٰہی بخشدے بقیع غرقد کے رہنے والون کو پہلے وہان غرقد کا درخت تھا اسلئے اُسکو بقیع غرقد کہتے ہین ۱۲ پس اسی طرح زیارت کرنی سنت ہے ۱۲ **سلہ** اللہ پاک کرے اُنکے بھید ۱۲ **سلہ** منتخب مین ہے بسط بے نقطہ دار کی زبر سے فراخی اور بچھانا اور ہاتھ دراز کرنا اور جاے کشادہ کرنا ہے اور یہان مراد ہے مضمون کھولکر بڑی لمبی عبارت سے بیان کرنا ۱۲ **سلہ** اس کتاب کے پندرھوین باب مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل اور ایسی استمداد کرنے کا بیان دراز ہے اس مین سے ایک اعرابی کا قصہ نقل کیا جاتا ہے علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپکی وفات کے تیسرے دن ایک اعرابی آیا اور آپ کے مزار شریف پر گر پڑا اور اپنے سر پر خاک ڈالی اور کہا کہ رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا تعالےٰ سے سنا ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپنے خدا سے لیا ہم نے آپسے لیا یہ آیت انھین سے ہے جو تمپر خدا نے اُتارا ہے۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا الرحیما ۔ یہ آیہ سورہ نساء مین ہے اور اگر ان لوگون نے جب اپنے اوپر ظلم کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول اُنکو بخشواتا البتہ پاتے اللہ کو معاف کرنیوالا مہربان ۔ مین نے اپنے اوپر ظلم کیا آپ

مصرع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری مصرع سارے خوبون مین جو خوبی تھی ہی تجمین ساری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - انا سید ولد آدم ولا فخر ولد آدم اور بنی آدم کا لفظ جنس آدم کے معنی مین مستعمل ہے پس آدم علیہ السلام بھی اُس مین داخل ہوئے اور اس حدیث سے بھی یہی مطلب سمجھا جاتا ہے آدم ومن دونہ تحت لوائی اور بعد آپکے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت اور بزرگی ہے اُنکے بعد موسیٰ وعیسیٰ و نوح علیہم السلام کو غرض یہ پانچ رسول سب پیغمبرون مین افضل اور بزرگتر ہین اور اللہ تعالیٰ کے رستے مین ان کا مجاہدہ وصبر سب سے زیادہ ہے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بڑا معجزہ قرآن عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت اور اُسکا کلام قدیم ہے اور قیامت تک دنیا مین باقی ہے اور معجزے ظاہر ہو کر گزر گئے پر اُنکی نقل متواتر کہ سُننے والون کے لئے دیکھنے والون کے برابر ہی موجود ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کے سچے ہونے پر بڑی دلیل اور واضح برہان یہ آیت ہے کہ قریش کی تمام فصاحت وبلاغت مین کاملون کے روبرو کہ کل عرب کی فصاحت وبلاغت والون کے پیشوا اور دین اسلام اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشد اور نہایت سخت دشمن تھے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اور اُسوقت سے ابتک کسی سے اسکا جواب نہ بن آیا اور ملک عرب مین اُسوقت عربی زبان کی فصاحت وبلاغت کا نہایت چرچا تھا اور اس فن کے بہت بڑے بڑے کامل اُسوقت موجود تھے کہ اُنکی فصاحت وبلاغت

(بقیہ صفحہ ۸۲) ہین جو زمین پر پایا اُسمین ہین اور اُنکی تین قسمین ہین حیوانات یعنی جاندارون کا عالم اور نباتات یعنی زمین سے اُگنے والی چیزونکا عالم اور جمادات یعنی بے جان چیزون کا عالم جیسے پتھر اور ہر قسم کی دھاتین اور جواہرات جو زمین سے نکلتے ہین اور عالم آسمان اسکو عالم علوی بھی کہتے ہین اور یہ عبارت ہے آسمانون کے اجرام اور ستارون اور فرشتون اور روحون وغیرہ سے جو آسمانون پر اور اُن مین ہین اور مُلک میم کی پیش سے تمام ممکنات یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کل موجودات کو کہتے ہین اور ملکوت میم اور لام کی زبر سے فرشتون اور روحون کے عالم مین تصرف و بادشاہی کرنے کو کہتے ہین پس اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ معجزے عطا فرمائے ہین جو ان سب عالمون مین واقع ہوئے ہین جانورون اور درختون اور پتھرون نے آپکی رسالت پر گواہی دی ہے آسمان پر شق القمر ہوا روحین آپکی دعا سے ایک صحابی کے دونون لڑکون مین آلٹی پھر آئین فرشتون کو معراج مین آپکے ساتھ رہنے کی طاقت نہ رہی ہے ۱۲ **ف** مین آدم علیہ السلام کی سب اولاد کا سردار ہون اور یہ کچھ فخر یہ نہین ہے ۱۲ یہ حدیث ترمذی مین ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے اور آگے اس کے تمامی بہت ہے ۱۲ **ف** ترمذی نے جو ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی یہ اسکا طکڑا ہے آدم اور سوا اُسکے سب میرے ہی جھنڈے کے تلے ہونگے قیامت کو پس اس سب بیان سے ثابت ہوا کہ آپ سب نبیون سے دنیا و آخرت مین افضل ہین - غزل از افکار عاصی مترجم عفی اللہ عنہ ✤ ہین بادشاہِ دوجہان حضرت محمد مصطفےٰ ✤ ہین باعث کون ومکان حضرت محمد مصطفےٰ ✤ ہوتے نہ سارے انس وجان اور یہ زمین وآسمان ✤ لاتے نہ گر تشریف یہان حضرت محمد مصطفےٰ ✤ تہا سب سے پہلے دہان عیان یہ نور حضرت پر یہان ✤ آدم تا عیسیٰ یہان ہین افضل پیغمبران ✤ ہین خاتم پیغمبران حضرت محمد مصطفےٰ ✤ پیغمبر آخر زمان حضرت محمد مصطفےٰ ✤ تن ہے یہ گویا کل جہان اور ہے خدا اس تن کی جان ✤ اور جانِ جان

کا دعوی تمام روے زمین کیا آسمان تک پہونچا تھا اسلیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسی جنس کا یہ معجزہ عطا کیا کہ اکثر پیغمبرون کو اُسی جنس کے معجزے عطا ہوئے
ہین کہ جن چیزون مین اُنکے ملکون کے رہنے والون کو نہایت درجہ کا کمال وتفاضل وتفاخر ہوا
ہے جیساکہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے مین سحر اور عیسےٰ علیہ السلام کے وقت مین طب کا
بہت چرچا تھا تو اُنکو اسی قسم کے معجزے عنایت ہوئے اسی طرح آپ کے عہد مین عرب کو فصاحت
وبلاغت مین کمال حاصل تھا تو آپکو قرآن مجید کا معجزہ مرحمت ہوا ذرا غور کا مقام ہے کہ وہی کلمے اور لفظ وہی حرف
وہی اُنکی زبان کہ خاص وعام اور چھوٹے اور بڑے سب اُسکو جانتے تھے اور ہر وقت اُسے لاتے تھے قرآن مجید کے
مقابلے مین ایسے عاجز ہوئے کہ سارے کے سارے ملکر بھی ایک آیت ایسی بنا کر نہ لاسکے۔ روایت
ہے کہ جب سورہ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ کہ قرآن مجید کی پہلی آیت ہے نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے فرمانے سے اُسکو خانۂ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دیا بموجب عادت فصحاے عرب کے
کہ جب کسی کلام کو وہ بہت اچھا سمجھتے تھے اور اُسپر اُنکو فخر ہوتا تھا تو وہ اُسکو وہان لٹکا دیتے
تھے کہ ہر شخص دیکھے پس جب ہر شخص کی نظر اُس کلام ربانی پر پڑی سب نے اُسکو دیکھا اور اُس
کلام کی متانت اور طرز سخن مین غور کی تو حیران رہگئے اور یہی کہا کہ یہ کلام آدمیون کا نہین ہے
اور ایسا کلام لانا آدمی کی قدرت سے باہر ہے معتزلہ کی ایک جماعت کہتی ہے کہ قرآن کی مانند

بقیہ صفحہ ۸۳) ؎ باوجود بار بار سُننے اس کلام کے اور اُس جوش وخروش کے جو ہر معاند کے دل مین اس کلام کے سننے سے پیدا ہوا ہوگا اور ان خیالات کے غلبہ کی کہ اگر ہم اسکے مقابلے مین تھوڑا سا کلام بھی نہ بنا سکتے تو کتنی شرمندگی اور خجالت ہمکو اُٹھانی پڑیگی کوئی بھی آجتک ایک آیت ایسی نہ بنا سکا ۱۲ ؎ غیاث مین ہے ایک کا دوسرے سے زیادہ ہونا اور ایک کا دوسرے پر بڑائی کرنا ۱۲ ؎ عرب کے فصحا کا دستور تھا کہ اچھی تصنیف کو بیت اللہ کے در پر لٹکاتے تھے چنانچہ اُنھون نے وہان سات قصیدے لٹکائے تھے جنکو سبع معلقات کہتے ہین وہ قصیدے نہایت فصیح اور پرمضمون تھے کہ اُنکو سب پسند کرتے تھے اور دُور دُور سے اُنکے مطالعہ کو آتے تھے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان سورہ علق کی آیتون کو کہ اول ہی نازل ہوئی تھین وہان لٹکوا دیا۔ اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم۔ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے آدمی بنایا لہو کی پھٹکی سے پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے۔ سکھایا آدمی کو وہ جو نہین جانتا تھا ان آیتون کے آگے سب کتبے گرد ہوگئے اور سب نے کہا کہ یہ کلام آدمی کا نہین ہے اسی کے مطابق وہ حکایت ہے کہ امرؤالقیس نامی ایک شاعر تھا اُسکو مشق تھی کہ ہر شخص کے کلام کے آگے اپنے کلام کا ایک کلمہ ایسا تضمین کرتا تھا کہ قافیے سے قافیہ اور مضمون سے مضمون لفظون سے لفظ زبان سے زبان ملا دیتا تھا اسطرح کہ تمیز نہ ہوسکتا تھا کہ یہ دوسرے کا کلام ہے۔ جب وہ آتا تھا بیت اللہ مین جتنے کتبے لٹکے ہوتے سب کو پڑھکر اُنکے آگے اپنی عبارت لگا دیتا تھا ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سورۃ شریف لکھکر لٹکوا دی۔ انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانیک

کلام تالیف کرنے کی وہ لوگ طاقت رکھتے تھے لیکن اللہ تعالےٰ کی قدرت کاملہ نے قرآن مجید کے
معاوضہ اور مقابلہ سے اُنکی ہمتون کو پست کردیا اور دلوں کو پھیر دیا تھا اور اُنکے موہوں پر مُہر
لگادی تھی اس سبب سے وہ اُسکے مانند ایک آیت بھی نہ بنا سکے اور اس میدان مین ایک قدم بھی
نہ رکھ سکے اصل مقصود تو اس سے بھی حاصل ہے کہ باوجودیکہ اُنکو ایسے کلام کے تالیف کرنے کی
قدرت تھی اور اس بات مین مقابلہ اور معارضہ کرنے کی نہایت حرص رکھتے تھے اُنکی ہمتون کا
اس طرف سے پھر جانا اور ان سب کی زبانون کا بالکل بند ہوجانا یہ بھی تو اعجاز ہے مگر معتزلہ کا
یہ کلام محض بیہودہ اور نرا وہم ہے اُنہون نے کس طرح اور کس دلیل سے جانا کہ وہ قرآن کی
کی مانند کلام بنانے کی قدرت رکھتے ہین حق یہی ہے کہ کوئی شخص سواے اللہ تعالےٰ کے ایسے کلام
کے بنانے کی ہرگز قدرت نہین رکھتا اور نہ اُس وقت سے ابتک کوئی نہ کوئی تو کچھ نہ کچھ بناتا
اس مضمون کو خود قرآن مجید بلند آواز سے پکارتا ہے سنو اور غور کرو قل لئن اجتمعت الانس والجن علیٰ
ان یاتوا بمثل ھذا القران لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا[ل] اور اگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نیک عادتین اور خصلتین اور صفتین اور اخلاق حسنہ دیکھین اور غور کرین تو یقین
کامل ہو جاوے کہ آپکا وجود پاک سر سے پاؤن تک تمام اللہ تعالےٰ کی نشانی اور اعجاز ہے اور
بالکل حُسن و ناز ہے ٭ رباعی ۔ ہر جلوۂ جمال ترا ناز دیگر است ٭ ہر نغمۂ کمال ترا ساز دیگر است ٭
اعجاز حُسن را بسخن ہست احتیاج ٭ ہر غمزۂ ز چشم تو اعجاز دیگر است ٭ رباعی ۔ ہر جلوۂ جمال
مین ایک ناز ہے نیا ٭ ہر نغمۂ کمال کا انداز ہے نیا ٭ کیا شرح ہوسکے تیرے اعجاز حُسن کی ٭ ہر آنکھ کا
اشارہ ایک اعجاز ہے نیا ٭ وھو مبعوث الی کافۃ الخلق[۲] جمیعًا اور نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم تمام خلقت کے رسول ہین آدمیون کے اور جنّون کے اسیواسطے آپکو رسول الثقلین کہتے ہین

[ل] یہ آیہ سورہ بنی اسرائیل مین ہے کہ اگر جمع ہوین آدمی اور جن اسپر کہ لاوین ایسا قرآن نہ لاوینگے ایسا قرآن اور جو
مدد کرین ایک کی ایک یعنی اگر سارے جہان کے آدمی اور جن اکٹھے ہو کر چاہین تو بھی اس قرآن کی مانند یا اسکے ایک سورہ
یا دس آیتون کی یا ایک آیت کی مانند ساری عمر مین بھی بنا کر نہین لاسکتے اسلئے کہ یہ قرآن اللہ تعالےٰ کا کلام اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے [۲] پہلے ایک ایک قوم یا ایک ایک شہر یا ملک کے الگ الگ پیغمبر ہوتے تھے پس انکی
رسالت خاص اسی قوم یا شہر یا ملک کے لوگون کے لئے ہوتی تھی اور زمانے کے ساتھ ہی مخصوص ہوتی تھی کہ انکے
بعد اسی ملک مین یا شہر یا قوم مین اور رسول بھیجے جاتے ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی رسالت ہر طرح سے عام ہے اور کسی قوم یا ملک یا زمانے کے ساتھ مخصوص نہین ہے یعنی مشرق سے مغرب تک
تمام جہان مین کل آدمیون اور جنّون پر آپکے وقت سے قیامت تک آپ ہی کی رسالت ہے بلکہ اپنے پیدا
ہونے سے پہلے کیا آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے ہی آپ پیغمبر ہو چکے تھے ۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے
عہ کنت نبیا و آدم بین الماء والطین ۔ مین نبی تھا اور آدم ابھی پانی اور مٹی مین تھا ۔ اور آپ تمام مخلوقات کے پیغمبر ہین بلکہ پیغمبرون کے بھی پیغمبر ہین ۱۲

اور آپکی خدمت مین جنون کا حاضر ہونا اور ایمان لانا اور آپ سے قرآن مجید سُنا اور اپنی قوم مین جاکر اونکو اسلام کی دعوت کرنی یہ سب قرآن مجید مین موجود ہے اکثر علما کے نزدیک یہ عام ہونا رسالت انس اور جن پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے لئے خاص ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے کہا ہے کہ اس مین شک نہین ہے کہ جن ہمیشہ سے مکلف ہین اور کوئی تکلیف نہین دیا جاتا مگر کسی پیغمبر یا سچے راوی کے سُنانے سے اور اتفاق ہی اسپر کہ جنون مین سے کوئی پیغمبر نہین ہوا اور قرآن مجید مین جنون کا قول نقل فرمایا ہے[۱] انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ مصدقا لما بین یدیہ یھدی الی الحق والی طریق مستقیم اس آیت کا ظاہر کہتا ہے کہ یہ جن پہلے سے موسےٰ علیہ السلام کی شریعت پر ایمان رکھتے تھے اور اُسپر چلتے تھے بس معلوم ہوا کہ اور پیغمبرون پر بھی جن ایمان لاتے تھے مگر اُنکے روبرو حاضر نہین ہوتے تھے فقط کتاب اللہ کو سن کر اور شریعت کے احکام معلوم کرکے عمل کرتے تھے اور اُن پیغمبرون کو بالمشافہ جنون کی دعوت میسر نہین ہوئی جسطرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکے اور آپ نے اُنکو خطاب کیا اور دعوت فرمائی پس یہ امر آپ کی خصوصیات مین سے ہے اور کہا ہے سیوطی نے کہ یہی مذہب ہے ضحاک کا اور یہ ظاہر ہے انتہٰے اور بعض نے کہا ہے کہ آپکی

---

[۱] یہ آیہ سورہ احقاف مین ہے کہا جنون نے اپنی قوم سے اے قوم ہماری ہمنے سنی ہے ایک کتاب جو اُتری ہے موسیٰ کے بعد سچا کرتی ہے سب اگلون کو سمجہاتی اور بتاتی ہے سچا دین اور سیدھی راہ ۱۲ [۲] اس دعوت کا بیان اللہ تعالےٰ نے سورہ جن مین فرمایا ہے۔ قل اوحی الی انہ استمع نفر من الجن فقالوا انا سمعنا قرآنا عجبا یھدی الی الرشد فآمنا بہ کہہ وحی کی گئی ہے میری طرف کہ بیشک وہ قرآن جنون کی ایک جماعت نے سنا پھر کہا بیشک ہمنے سُنا ہے قرآن عجب وہ دکھاتا ہے صواب اور بہتری کی۔ پس ایمان لائے ہم اس کلام پر تفسیر فتح العزیز مین اس آیت کا شان نزول یون بیان کیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید اُترنے کا زمانہ قریب آیا اور قرآن مجید لوح محفوظ سے بیت العزت مین کہ آسمان دنیا پر ہے نقل کیا گیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جنون کا آسمان پر جانا موقوف ہوگیا اور اسمین یہ حکمت تھی کہ یہ قرآن جنون اور آدمیون پر نازل ہوگا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہوگا ایسا نہو کہ کوئی جن فرشتون سے اسکی کوئی آیت سنکر کسی کاہن سے کہدے اور وہ آپکے مقابلہ مین پیش کرے یا کوئی جن خود پیش کرے غرض اُس وقت سے جن حیران تھے اور اُنہون نے کئی گروہ جنون کے اس سبب کے دریافت کرنے کو بھیجے تھے کہ وہ عالم مین تلاش کرتے پھرتے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری ہوئی اور آپ نے دس برس تک مکے مین قریش کو سمجھایا اور وہ ایمان نہ لائے مگر تھوڑے تو آپ اپنے کئی یارون سمیت طائف مین تشریف لائے اور وہان عبد یالیل و مسعود و حبیب ان تینون سردارون نے آپکو جھٹلایا تو آپ وہانسے سوق عکاظ کو روانہ ہوئے یہ ایک بازار کا نام ہے کہ بیسوین شوال سے دسوین ذیقعد تک ہرسال بیٹھ کے طور پر لگا کرتا تھا اور دور دور کے آدمی وہان آتے تھے راہ مین نخلہ کی منزل مین آپ نے ایک مقام کیا تھا وہان آپ صبح کی نماز پڑھا

رسالت فرشتون کو بھی شامل ہے پر یہ قول شاذ ہے[۵۲] اور اہل تحقیق کے نزدیک آپکی رسالت
عالم کے سب اجزا اور ٹکڑون پر اور موجودات کی سب قسمون پر ہے جمادات ہون یا نباتات
یا حیوانات اور موجودات کے کل ذرّون اور تمام چھپی ہوئی چیزون کے مربی اور کامل
کرنے والی ہے کہ پتھرون کا سلام کرنا اور درختون کا سجدہ کرنا اور جانورون کا آپکی رسالت
پر گواہی دینا اسپر گواہ فرق یہی ہے کہ آدمیون اور جنون کو اپنے افعال مین ارادے اور
اختیار والا پیدا کیا ہے اس سبب سے کفر اور گناہ اُن سے صادر ہوئے اور باقیون سے
سوائے طاعت اور ایمان کے اور کچھ ظاہر نہین ہوا جیسا کہ فرشتون سے اور یہ آیت شریف
بھی اسپر دلالت کرتی ہے - وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَمِعْرَاجُهٗ فِی الْیَقْظَةِ بِشَخْصِهٖ
اِلَی السَّمَآءِ ثُمَّ اِلٰی مَا شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی حَقٌّ اور معراج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
کے جاگتے مین جسم مبارک سمیت آسمان تک اور اُس سے آگے جہانتک اللہ تعالےٰ نے چاہا حق
ہے ایمان کا امتحان معراج کی تصدیق مین ہے کہ اتنی تھوڑی سی دیر مین بیداری کی حالت
مین مع جسد شریف کے عرش اعظم سے اوپر بلکہ لامکان مین ان حکایتون اور خصوصیتون
کے ساتھ کہ صحیح حدیثون مین مذکور ہین آپ نے سیر فرمائی اس نسبت کی تحقیق اللہ کے عالم
روحانیات کی معرفت سے کہ وہ زمانے اور جہت کی تنگی سے باہر ہی ہوجاتی ہے کہ اہل
کشف وشہود نے بیان کیا ہے کہ ایمان وہی ہے کہ اس خبر کے سُنتے ہی بے توقف و تاخیر
اور بغیر دریافت اُسکی کیفیت وحقیقت کے یقین کامل ہوجاوے اور ذرا سا بھی تردد

(بقیہ صفحہ ۸۶) اور آپ نے اُن جنون سے اُس گروہ کی خبرلے جانے کا حال اور اُنکے حاضر ہونے کی سب کیفیت بیان
فرمادی وہ سب آپ پر ایمان لائے - سوائے اسکے اور بھی کئی بار آپ کی خدمت مین جن حاضر ہوئے ہین ایک دفعہ کوہ حرا پر
جسکو جبل نور بھی کہتے ہین - آپ تمام رات جنون کی تعلیم مین مصروف رہے صبح کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے آگ وغیرہ اُنکے نشان
دیکھے اور یہ جن ایک جزیرہ کے باشندے تھے - اور ایک دفعہ آپ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے گئے جب آپ نے
یہ آیت پڑھی - فبای الاء ربکما تکذبان - یہ آیہ سورہ الرحمن مین ہے بس کس کس نعمت کو اپنے رب کے جھٹلاؤگے اے
آدمیون اور جنو تو جنون نے پکار کر کہا کہ ہم تیری کسی نعمت کی ناشکری اے رب نہین کرتے ۱۲ [۵۱] یہان تک سیوطی کا
کلام تھا ۱۲ [۵۲] غیاث مین شاذ کے معنی لغت مین اکیلا اور محدثین کی اصطلاح مین اُس خبر کو کہتے ہین کہ جسکا راوی اکیلا ہو اور
جماعت کو چھوڑ دے ۱۲ [۵۳] اس آیت کا ترجمہ اوپر گزرا ۱۲ [۵۴] اکثر علما کہتے ہین کہ نبوت سے بارھوین سال
ماہ ربیع الاول مین معراج ہوئی ہے - بعض کہتے ہین ہجرت سے ایک سال اور پانچ مہینے پہلے اور زیادہ مشہور ستائیسون
شب رجب کی اور سترہوین رمضان اور ستائیسوین ربیع الاول کی بھی آئی ہے اور ایک جماعت اسپر ہے کہ نبوت سے

خلجان باقی نہ رہے پھر اگر اس حالت کا ادراک اور اس مرتبے کی حقیقت حاصل ہو جاوے اور اللہ تعالے اُسپر اطلاع بخشے تو یہ رستا دوسرا ہے کہ اُسکو اللہ تعالے کی معرفت کی خزگاہ کے خاص بندے اور اپنے اوپر سے بشریت کی چادر کے دور کرنے والے جانتے ہین محبت و تسلیم و ایمان کے عالم مین تصور و تکلف و تامل کی کہان فرصت ہے یہان تو ستا اور ایمان لانا توام یعنی ملے ہوئے ہین ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب اُسی روز سے صدیق ہوا کہ اُنہون نے بے تامل و توقف معراج کے قصے کی تصدیق کی اور فوراً ایمان لائے اور کتنے ہی مسلمان ایسے تنگ ہین پڑے کہ اُن ہین سے بعضے مرتد ہو گئے اور صدیق رضی اللہ عنہ جب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لائے اُسوقت بھی کوئی معجزہ اور دلیل نہین طلب کی اگرچہ حضرت کے معجزات و آیات کا نور اُسوقت چمک رہا تھا مگر اُنہون نے کچھ نہ دریافت کیا فوراً بے توقف ایمان لائے اور جب نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معراج سے تشریف لائے اور اللہ تعالے کے دیکھنے کا حال آپ سے پوچھا تو آپ نے بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ایسا جواب دیا جسمین

ف غیاث مین برہان سے نقل کیا ہے کہ یہ فارسی کا لفظ ہے خلیدن سے چبھنے کے معنی ہین اور تردد و تفکر و وسوسہ کے معنی مین کنایۃً مستعمل ہے اور بہار عجم مین ہے کہ عربی کا لفظ ہے رمضان کے وزن پر اور فارسی والے کبھی لام کے سکون سے بولتے ہین اور یہان یہ معنی ہین کہ معراج کا حال سُنتے ہی اُسپر ایمان لانا چاہیے بلکہ دین اسلام مین جو چیزین ایسی ہین کہ عقل مین نہین آسکتین فوراً سب پر ایمان لانا واجب ہے تفکر اور وسواس کو اُسمین دخل نہ دینا چاہیے ۱۲ اقول از فگار عاصی مترجم عفی اللہ عنہ غزل محمد مصطفے پر جب خدا نے اپنی رحمت کی ✣ بلا کر عرش پر اُنکو جو کرنی تھی عنایت کی ✣ رکھا جب آپ نے اپنا قدم میدان قربت مین ۔ سعی کی شوق مین ایسی فرشتون سے بھی سبقت کی ✣ مجاز آقاب قوسین کہا حق نے کہ انسان کی ✣ سمجھ مین آ نہین سکتی حقیقت ایسی قربت کی ✣ جمال بے زوال اپنا دکھایا سر کی آنکھون سے ✣ عنایت آپکو ہے خاص کر حق نے یہ دولت کی ✣ جو کہنا تھا کہا سارا جو دینا تھا دیا سب کچھ ✣ شرف تسلیم سے بخشا نبی نے جب تحیت کی ✣ نمازین فرض لین پانچون کیا معراج مین سا جھی ✣ کری جب آپ نے حق سے سفارش اپنی اُمت کی ✣ وہان سے جب پھرے آئے ملے سب انبیا آکر ✣ پھر اُسکے بعد کی سب سیر دوزخ اور جنت کی ✣ یہ سیر آسمان تھی اور زمین پر آپ کعبے سے ✣ گئے بیت المقدس اور نبیون کی امامت کی ✣ کری یہ سیر بیداری مین جسم پاک سے ساری ✣ لگی اس جانے آنے مین نہ مہلت ایک ساعت کی ✣ ہوئی کفار کو حیرت سنا جب ماجرا سارا ✣ مگر سُنتے ہی یہ صدیق اکبر نے صداقت کی ✣ کسوٹی ہے ترے ایمان کی معراج رسول اللہ وہی مومن ہے کی تصدیق جس نے اس کرامت کی ۱۲

ف غیاث مین محبت میم کی زبر سے دوستی اور پیش سے غلط مشہور ہے اور منتخب مین ہے تسلیم کے معنی قبول کرنا اور گردن رکھنا اور ایمان کے معنی اوپر بیان ہو چکے ہین ۔ بس دوست کو دوست کے اور فرمان بردار کو آقا کے اور مومن کو حق تعالے کے حکم مین چون و چرا اور تساہل کی کیا گنجائش ہے اور تصور کے معنی دل مین صورت باندھنی اور یہان مراد سوچ سے ہے اور تکلف کے معنی اپنے اوپر رنج رکھنا

کھلی حقیقت تھی اور بعض کو مجاز کے پردے مین جواب دیا اور ہر شخص سے اُسکی حالت اور
استعداد کے موافق کلام کیا یہان سے معلوم ہوگیا کہ ہر کوئی اس قابل نہین ہوتا ہے کہ
حقیقت ظاہر کی جاوے اور بھید کھولا جاوے - بات تو ایک ہی ہے لیکن عبارت اور لفظون
کا تفاوت ہے اور حق یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پروردگار کو سر کی آنکھون
سے دیکھا جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے ورنہ دل کی آنکھون سے تو ہر حال مین ہر
ہر شخص کو دیکھنا جائز ہے معراج کی کیا خصوصیت ہے بعضے کہتے ہین کہ دل کی آنکھون سے دیکھنا
سوائے اسکے جو دل نے جانا ہے واللہ اعلم و اُمتہ خیر الامم اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی اُمت سب اُمتون سے بہتر ہے جیسا کہ آپ سب پیغمبرون سے بہتر و افضل ہین قرآن مجید
مین فرمایا ہے کنتم خیر اُمۃٍ اخرجت للناس حدیث شریف مین آیا ہے کہ تمہاری عمر اور بقا کا زمانہ
پہلی اُمتون کی عمرون اور بقا کے زمانے کی نسبت ایسا حکم رکھتا ہے جیسا عصر سے مغرب
تک کا وقت کہ باوجود تھوڑے ہونے وقت کے تم کو اوس سے زیادہ ثواب دینگے اور تمہارے
حال کی یہود اور نصاریٰ کے حال کی نسبت حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایسی مثال بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص نے کئی مزدورون سے مزدوری کرائی ایک
مزدور سے صبح سے ظہر کے وقت تک اور اس سے ایک قیراط مزدوری کا اسقدر کے لئے
معین کر لیا اور دوسرے سے ظہر سے عصر تک اور اُسکے لئے بھی اتنی دیر کا ایک قیراط مقرر کرد

لہ غیاث مین ہے کہ مجاز میم کی زیر سے رستے اور جگہ سے گزرنا اور حقیقت کی ضد ہے اور کلمے کو اُسکے حقیقی معنی
کے سوا اور معنی مین استعمال کرنا بشرطیکہ حقیقی معنی متروک نہون اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اس باب مین
جواب فرمائے ہین اُن مین سے ایک یہ ہے کہ مشکوۃ مین بہ حدیث مسلم سے بروایت ابوذر رضی اللہ عنہ نقل کی ہے کہ ابوذر نے
کہا کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا - ہل رایت ربک قال نورٌ انی اراہ - کیا دیکھا ہے آپ نے اپنے
پروردگار کو یعنی شب معراج مین آپ نے فرمایا کہ پروردگار نور ہے پس کیونکر دیکھون مین اُسکو اس کتاب کی اکثر نسخون
مین انّی آخر کی زبر اور نون کی تشدید سے ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ اوپر مذکور ہوا اور بعضے نسخون مین ہے نورانی
یے کی تشدید سے اور اس صورت مین یے نسبت کے لئے ہے اور الف و نون مبالغے کے لئے تو معنی یہ ہوتے کہ اپنے خدا یا
اللہ نورانی یعنی بہت نور والا ہے مین نے اُسکو دیکھا ہے - یہ حدیث دونون فرقون کی دلیل ہے جو کہتے ہین کہ آپنے اللہ
تعالے کو اپنے سر کی آنکھون سے دیکھا ہے جیسے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اُنکا گروہ اور جو کہتے ہین نہین دیکھا
یا سر کی آنکھون سے نہین دیکھا جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا اور اُنکا گروہ - الحاصل نور کے حقیقی معنی روشنی اور اجالا
ہے اور اللہ تعالے اس سے پاک ہے لیکن وہ آسمان و زمین کا روشن کرنے والا اور اُنمین جو ستارے وغیرہ کی روشنیان
ہین سب وہی ظاہر کرنے والا ہے اسواسطے اُسکو مجازاً نور کہتے ہین - سورۂ نور مین ہے - اللہ نور السموات والارض ۱۲

اور تیسرے سے عصر سے مغرب تک اور اسکے دو قیراط ٹھیرائے جب شام ہوئی تو انکو ایک ایک قیراط اور اسکو دو قیراط دیئے پس وہ دونون بہت غصے ہوئے اور جھگڑنے لگے کہ اس تفاوت کا کیا سبب ہے ہم دونون نے اس سے بہت زیادہ مزدوری کی اور ایک ایک قیراط پایا اور اسکو تھوڑی مزدوری پر دو قیراط ملے اسکا کیا باعث اُس شخص نے جواب دیا کہ تم سے جو مزدوری ٹھیرائی تھی وہ تمہارے حوالے کردی اور اسکو ہمنے اپنے فضل سے زیادہ دیا کہ ہمکو اپنے مال کا اختیار ہے جسے چاہین دیدین سو اول سے یہود کی طرف اشارہ ہے اور دوسرے سے نصاریٰ کی طرف اور تیسرے سے اس امت مرحومہ کی طرف کہ پیدائش مین یہ اُمّت متاخر ہے اور کثرت فضائل اور ثواب مین متقدم ہے[له] اور اس اُمّت کے ثواب مین بہت حدیثین[ٮه] آئی ہین اور حقیقت مین جو علوم و معارف[ٮه] و حقائق و عجائب و غرائب کہ اس امت کے ہر ہر شخص سے ظاہر ہوئے ہین کسی اُمّت سے نہین ہوئے اور یہ ظاہر ہے وَشَرِيْعَتُهٗ اَكْمَلُ الشَّرَائِعِ وَدِيْنُهٗ نَاسِخُ الْاَدْيَانِ شریعت محمدی اپنے سے پہلی سب شریعتون سے زیادہ کامل اور جامع ہے اور اُنکا دین سب دینون کا ناسخ ہے جب آپ خاتم انبیاء اور آخر رُسل ہوئے تو آپ کے بعد کوئی دین اور شریعت نہین ہوسکتی اس سبب سے اس دین کو سب سے زیادہ کامل کردیا اور فرمایا[٥٤] بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ موسی علیہ السلام کی شریعت مین قہر و جلال بہت تھا جیسے توبہ کے لئے نفسون کا قتل کرنا پاک چیزون کا حرام ہونا

[له] اسی کے مطابق اللہ تعالے نے سورہ حدید مین فرمایا ہے۔ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ و آمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ۔ اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ۔ پس دیگا تمکو دوچند اپنی رحمت سے۔ پس اس اُمت نے اپنے نبی کی تصدیق کی اور اگلے نبیون کی بھی اسلیئے دوہرا ثواب ملا ۱۲ [٥٢] اللہ تعالے نے سورہ بقر مین فرمایا ہے۔ وکذالک جعلناکم اُمۃً وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس ۔ اور اسی طرح کیا ہمنے تمکو امت معتدل کہ گواہ ہو لوگون پر اور تمہارا رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تمپر گواہ ہو اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ ہذہ اُمۃ مرحومۃ ۔ یہ اُمّت مرحوم ہے اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مینے حضرت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنا کہ فرماتے تھے۔ لایزال من اُمتی اُمۃ قائمۃ بامر اللہ لایضرہم من خذلہم ولا من خالفہم حتی یاتی امر اللہ وہم علی ذلک ۔ میری اُمت مین سے ایک گروہ ہمیشہ قائم رہیگا اللہ کے حکم پر نہین نقصان کریگا اُنکا یعنی اُنکے دین کا وہ شخص کہ مدد نکرے اُنکی اور وہ جو اُنکی مخالفت کریگا یہانتک کہ آوے خدا کا حکم یعنی موت یا اُنکے عہد کا ختم اور وہ اپنے اُسی کام پر ہونگے ۔ اور اسی کے مطابق اللہ تعالے نے سورہ آل عمران مین فرمایا ہے۔ ولتکن منکم اُمۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر ۔ اور ہوگی تم سے ایک جماعت کہ بلاوینگے بھلائی کی طرف اور امر کرینگے

غنیمت کا مال منع ہونا عذابون مین جلدی ہونی اور موسیٰ علیہ السلام مین عظمت وہیبت اور غصے کی شدت اور اعداے دین پر سختی کرنی اسقدر تھی کہ کسی کو اُنکی طرف دیکھنے کی طاقت نتھی اور عیسے علیہ السلام لطف ومہربانی کا مظہر تھے اور اُن کی شریعت مین فضل واحسان بہت تھا کہ قتال وعذاب کا اُس مین بالکل حکم نہ تھا بلکہ اُنپر قتال حرام تھا انجیل مین لکھا ہے کہ اگر کوئی تمہارے ایک رخسارے پر طمانچہ مارے تو دوسرا رخسارہ بھی اُسکے آگے کردو جو کوئی تمہاری چادر کے کونے کو ہاتھ سے پکڑے تو وہ چادر اُسکو بخشدو جو کوئی ایک میل تک تیری ہنسی وحقارت کرے تو دو میل تک ساتھ جاو اُسپر احسان کر۔ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات مین ہر کمال کے مظاہر کو پورا کردیا اور جمال وجلال کی صفتون کو اکٹھا کردیا تھا لطف وقہر کو ملا دیا تھا موسیٰ علیہ السلام کی قوت وصلابت وعدل وشدت کا بھی آپ مین کمال تھا اور عیسے علیہ السلام کا لطف وکرم اور فضل وحلم بھی آپ مین بیحد تھا۔ اس سبب سے ہر چیز مین اعتدال تھا چنانچہ آپنے فرمایا انا الضحوک القتول یعنی ہمیشہ ہنستا رہتا ہون اور عین ہنسی مین قتل کرتا ہون یہ کمال ہے آپکی جامعیت کا +

بیت ۔ بخندہ بجکین دلبری وجان بخشی + تبارک اللہ این چہ خندہ وچہ لب ست + بیت

ایک تبسم سے لیا دل اور جان بخشی کری + کیا تبسم اور کیا لب ہین خدا کی شان ہے +

یہ آیت بھی آپکی شریعت کی عدالت اور توسط کی طرف اشارہ کرتی ہے ویحل لہم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث

(بقیہ صفحہ ۹۰) ۵۱ مفصل اوپر بیان ہوچکے ہین اور عجائب کے معنی وہ چیزین جو تعجب کا باعث ہون اور غرائب کے معنی وہ چیزین جو نادر وکمیاب ہون اور یہ دونون عجیب وغریب کی جمع ہین ۱۲ غیاث وغیرہ ۵۲ اُٹھایا گیا یعنی پیغمبری دی گئی مجکو واسطے پورے کرنے خوبیون اخلاق کے ۱۲ ۵۳ اس مجموعے ہونے اور تعدیل کی صفت کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے سارے اصحاب رضی اللہ عنہم اور آپکی اس شریعت مین کمال ہے اور ان صفات مین یہ سب کامل ہین سختی کے موقع پر سختی اور نرمی کے موقع پر نرمی نہایت درجے کی ان مین ہے لیکن بے موقع کوئی چیز استعمال نہین کی جاتی اللہ تعالے نے آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان مین سورہ فتح مین فرمایا ہے اشداء علی الکفار رحماء بینہم ۔ سخت ہین یہ کافرون پر اور رحم کرنے والے ہین آپس مین یعنی اہل اسلام پر اسواسطے کہ جو خدا سے پھرے ہوئے ہین اور اللہ سے ناراض ہے وہ سخت ظالم ہین اُنکے ساتھ مین سختی نہ برتی جاوے تو پھر اُسکا کون محل ہے اور اہل اسلام اگرچہ گناہ گار بھی ہون لیکن جب اصل ایمان کے سبب سے اللہ تعالے اُن سے راضی ہے ممکن ہے انکے گناہ بھی ایمان کی بدولت بخشدے اُنپر سختی کا کیا کام ہے بلکہ سراسر رحم کا ہی مقام ہے بس دونون کو اپنے اپنے مقام پر خرچ کرتا اولی ہے اسلئے کہ بعضے مقام پر رحم وحلم زہر کا اثر رکھتے ہین اور سختی تریاق کا جیسے چھوٹے بچون کی تعلیم مین اسی طرح کافر بھی تا دب سے زبان نے آتے ہین یہ سختی انکے لئے تریاق ہے اور حلم انکو

اور آپکی خصلتون اور صفتون اور وضع اور شریعت اور احکام کے معلوم کرنے اور
اُنپر چلنے کے بعد اس شریعت کے معتدل ہونے کی ساری حقیقت کھل سکتی ہے ۵۱ وباللہ
التوفیق وَاَصْحَابُهٗ خَیْرُ الْاُمَّةِ ۵۲ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ
عنہم آپکی ساری امت سے بہتر اور افضل ہین کہ ان کو اللہ تعالےٰ نے آپ کی صحبت ونصرت
واعانت کے لیئے برگزیدہ کیا اور اس دین قویم کی تقویت اور اس ملت عظیم کی اعانت اُن سے
کروائی وکانوا احق بھا واھلھا وکان اللہ بکل شیء علیما اسقدر حدیثین صحابہ رضی اللہ عنہم کی
مدح اور بزرگی مین آئی ہین کہ اُنکے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ انکا مرتبہ ساری اُمت سے
زیادہ ہے اور اُنکا ثواب سب سے بڑا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمت کو فرمایا کہ اگر تم
مین سے کوئی جبل احد کی برابر سونا خدا کی راہ مین خرچ کرے تو انکے آدھا پیمانہ جو دینے کی برابر
ثواب مین نہین ہوسکتا ۵۳ اور حدیث خیر القرون قرنی بھی اسی مدعا پر دلالت کرتی ہے ۵۴ اور
سوائے انکے اور بھی بہت دلیلین ہین اور اس سے زیادہ کھلی کونسی دلیل ہوگی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا جمال بے واسطے دیکھا اور آپکی خدمت مین حاضر رہے اور قرآن مجید اور
احکام دین آپکی زبان مبارک سے سُنے اور بے واسطے اللہ تعالےٰ کے احکام امر و نہی آپ سے

---

۵۱ اور اللہ ہی کے ساتھ توفیق ہے ۱۲ ۵۲ یہ آیہ سورہ فتح مین ہے اور تھے وہ یعنے اصحاب بہت حق دار
اور اُسکے لائق یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور امداد اور انکے بعد مین آپکی خلافت اور دین کے نصرت کی جو
اللہ تعالےٰ نے انکو دی تھی اور تھا اللہ ہر چیز کو جاننے والا ۱۲ ۵۳ یہ حدیث بخاری اور مسلم سے مشکوۃ مین نقل کی
ہے اور ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اسکی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ لاتسبوا اصحابی
فلو ان احدکم انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مُدَّ احدہم ولا نصیفہ ۔ نہ برا کہو میرے اصحاب کو ہین اگر ایک تمہارا اللہ کے
رستے مین احد کی برابر سونا خرچ کرے تو نہین برابر ہونے کا ثواب مین اُس پیمانے جو کے جو آپ کے صحابہ خرچ کرین بلکہ
اُنکے آدھے پیمانے کے خرچ کرنے کی برابر بھی نہین ہونے کا ۱۲ ۵۴ یہ حدیث روایت کی ہے سب قرنون سے میرا قرن
بہتر ہے اور عمران بن حصین نے جو حدیث روایت کی ہے اُس مین یون ہے ۔ خیر اُمتی قرنی ۔ میری تمام امت سے
میرا قرن بہتر ہے یعنی میرے صحابہ کا زمانہ رضی اللہ عنہم پھر اُسکے آگے فرمایا ۔ ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ۔ پھر
اُنکے بعد وہ لوگ بہتر ہین جنکا زمانہ صحابہ کے زمانے سے لگا ہوا ہے اُنکو تابعین کہتے ہین یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کے
دیکھنے والے اور دین کے کامون اور اُنکے پیچھے آنے مین اُنکا اتباع کرنے والے پھر اُنکے بعد وہ لوگ بہتر ہین جنکا زمانہ
تابعین کے زمانے سے لگا ہوا ہے اُنکو تبع تابعین کہتے ہین یعنی تابعین کے دیکھنے والے اور امور دین مین
اور اُن کے پیچھے آنے مین اُنکی پیروی کرنے والے اور ان تینون زمانون کو قرون ثلاثہ کہتے ہین اسکے آگے
حدیث بڑی ہے اور اس مین فرمایا کہ کذب اور جہالت لوگون مین ظاہر ہوگی غرض سب زمانون سے بہتر ہے

اُنکو چہوڑ جائے اور اپنے خطاب کا اُنکو مخاطب بنایا اور اُنہون نے اپنی جانین اور مال اللہ تعالی کے رستے مین صرف کئے اور صحابی وہ مومن ہوتا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان کی حالت مین دیکھا ہو اور دنیا سے با ایمان گیا ہو اگرچہ ایک نظر دیکھا ہو اور بعضون نے اس مین شرطین زیادہ کی ہین کہ بہت مُدّت تک آپ کی صحبت مین رہا ہو اور جہاد وغزون مین آپ کے ساتھ شریک رہا ہو اور کم سے کم اس حاضری کی مدت چھ مہینے مقرر کئے ہین اور جس نے ایک نظر دیکھا ہو یا ایک ساعت آپ کے پاس بیٹھا ہو اُسے وہ صحابی نہین کہتے اور بعضے کہتے ہین کہ صحابی تو سب ہین لیکن خیریت اور افضلیت جو بیان ہوئی اسی جماعت کے ساتھ مخصوص ہے نہ عام اور جمہور علما کے نزدیک جس نے صرف ایک نظر آپ کو دیکھا ہو وہ بھی اس افضلیت مین شامل ہے اور حقیقت مین آپ کے جمال مبارک کا ایک بار دیکھنا اور ایک ساعت آپ کی مجلس مین بیٹھنا اور آپ سے بات سنی ایسی مفید ہے اور اُس سے وہ مطالب حاصل ہوتے ہین کہ اورون کے پاس مدّتون خلوتون مین بیٹھنے اور چلّے کھینچنے سے بھی نہین حاصل ہوتے ایسا ہی قوت القلوب مین مذکور ہے اور ابو عمر ابن عبدالبر نے کہ حدیث کے مشہور علما مین سے ہے اصحاب رضی اللہ عنہم کے تمام امت سے افضل ہونے مین کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ ممکن ہے کہ امت مین سے کوئی شخص ایسا پیدا ہو کہ صحابہ کی برابر ہو یا اُن سے بہتر ہو اور اُس نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام آخرہ[1] اور دوسری یہ حدیث ہے کہ آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[1] یہ حدیث مشکوٰۃ مین ترمذی سے نقل کی ہے بروایت انس رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کی مثال ایسی ہے جیسے مینہ کا حال ہے کہ نہین معلوم ہوتا کہ اول اُسکا بہتر ہے یا آخر اُسکا اور اسی کے موافق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ امام باقر رضی اللہ عنہ سے اور اُنہون نے اپنے دادا امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابشروا و ابشروا انما مثل امتی مثل الغیث لا یدری آخرہ خیر ام اولہ او کحدیقۃ اطعم منہا فوج عاماً لعل آخرہا فوجاً ان یکون اعرضہا عرضاً و اعمقہا عمقاً و احسنہا حسناً کیف تہلک امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا والمسیح آخرہا ولکن بین ذلک فیج اعوج لیسوا منی ولا انا منہم — خوش ہو اور خوش ہو دوبار تاکید کے لئے فرمایا سوا اسکے نہین کہ میری اُمت کا حال اور قصہ مینہ کے حال اور قصے کی مانند ہے یعنی منفعت کے حاصل ہونے مین مینہ کی قسمون کے مشابہ ہے نہین جانا جاتا کہ اُسکا اول بہتر ہے یا اُسکا آخر بہتر ہے یا مانند ایک باغ کے ہے کہ کھلائی گئی اُسکے پھلون سے ایک فوج ایک برس پھر کھلائی گئی اُسکے دوسرے ٹکڑے کے پھلون سے ایک دوسری فوج دوسرے سال ہو سکتا ہے اور نزدیک ہے کہ آخر باغ کا از روے جماعت کے زیادہ ہو وسیع تر از روے چوڑائی کے یا زیادہ گہرا ہوا از روے گہرائی کے اور بہت اچھا از روے خوبی کے کیونکر ۱۲

کوئی ہمسے بھی کہ ہم آپ پر ایمان لائے ہین اور ہمنے آپ کے ساتھ جہاد کئے ہین بہتر ہے آپنے فرمایا نعم یعنی ہان بہتر ہے وہ قوم کہ تمہارے بعد پیدا ہونگی اور مجھ پر بے دیکھے ایمان لاوینگے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال اُسپر کہ جسنے آپکو دیکھا ہے ظاہر و روشن ہے لیکن ایمان اُنہین کا فاضلتر ہے کہ بے دیکھے آپ پر ایمان لاوینگے اور بعضے مفسرون نے یومنون بالغیب کی تفسیر مین یہی معنی لکھے ہین اور یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ آخر زمانے مین سنت پر چلنا ہاتھ مین جلتی چنگاری لینے کی برابر مشکل ہوگا جو کوئی اُسوقت سنت پر چلیگا اُسکا اجر پچاس آدمیون کی برابر ہوگا پوچھا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پچاس آدمی ان مین سے یا ہم مین سے فرمایا بلکہ ہم مین سے اور اسی کی مانند ایک اور حدیث مین آیا اور تحقیق مختار وہی ہے کہ جمہور علما کا مذہب ہے اور یہ خیریت جو پچھلون کے لئے ثابت کی ہے ایک خاص وجہ یعنی غیب پر ایمان لانے کے سبب سے ہے اور فضل کُلی صحابہ ہی کے لئے ہے اور فضل جزئی فضل کُلی کے ساتھ مخالفت نہین رکھتا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے عام معنی پر اکتفا کیا ہے اور آپ کے جمال مبارک پر ایک نظر کرنے والے کو بھی صحابی کہا ہے خلاف ابن عبد البر کے کہ آپ کے ہمیشہ کے مصاحب اور ہمنشینون کو اصحاب کہتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک پر نظر کرنے کے برابر کوئی فضیلت نہین ہے اگرچہ اولیاء اللہ کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باطنی صحبت حاصل ہے - واللہ اعلم -

وَالْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَةُ اَفْضَلُ الْاَصْحَابِ اور آپکے چار یار باصفا کہ خلفاے راشدین اور آپ کے جانشین ہین رضی اللہ عنہم آپ کے تمام اصحاب سے فاضلتر ہین اور آپ کے سب دوستون سے زیادہ نزدیک ہین اور اسلام مین اُنکے فضائل ومناقب ومحامد و مآثر اسقدر ہین کہ تمام اصحاب

له یہ آیہ سورہ بقرہ مین ہے متقی وہ ہین جو یقین کرتے ہین بن دیکھا ۱۲ سله یعنی سبنے اسی کو اختیار کیا ہے ۱۲ سله غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ فضائل جمع فضیلت کی اور فضیلت کے معنی افزونی و بخشش کی زیادتی اور بعضون نے کہا ہے کہ باطن کی نعمتون کو فضائل اور ظاہر کی نعمتون کو فواضل کہتے ہین اور مناقب بیم کی زیر اور قاف کی زبر سے ہے اسکے معنی اوصاف حمیدہ ہین اور محامد بیم کی زبر سے اچھی تعریفین اور مآثر اچھے اثر اور اچھے نشان اور صحابہ خاصکر خلفاے اربعہ کے فضائل اور بزرگیان بہت حدیثون مین الگ الگ بہت اور اکٹھی بھی بیان ہین کہ اُنکی گنجایش اس مختصر مین نہین ہے مگر ان مین سے چھوٹی چھوٹی ایک ایک دو دو حدیثین یہان نقل کی جاتی ہین - محمد نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - اخی فی الدنیا وصاحبی فی الغار - ابی بکر رضی اللہ عنہ دنیا مین میرا بھائی ہے اور غار مین میرا یار ہے - محمد ابن حنیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ مین نے پوچھا اپنے باپ علی رضی اللہ عنہ سے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کل آدمیون مین سب سے بہتر اور اچھا کون ہے - فقال ابوبکر قلت ثم من قال عمر - کہا ابوبکر پھر کہا مینے کہ اُنکے بعد کون ہے کہا عمر ہے ۱۲

ہین سے کسی کے نہین ہین کہ احادیث واخبار کے دیکھنے سے معلوم ہوتے ہین۔ وفضلھم علی ترتیب الخلافۃ والمراد بالفضلیۃ کثرۃ الثواب اور بزرگی اُنکی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے اور اس بزرگی سے ثواب کی زیادتی مراد ہے یہان دو مقام ہین اول مقام یہ ہے کہ بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق خلیفہ برحق ہین اُنکے بعد عمر فاروق اُنکے بعد عثمان ذی النورین اُنکے بعد علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین اور یہ مسئلہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یقینیات ہین سے ہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ثابت کرنے کا یہ طریق ہے کہ بعضون کے نزدیک وہ نص صریح اور حدیث صحیح سے ثابت ہے اور جمہور علماے سنت و جماعت کے نزدیک اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے یعنی تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا اور اُنکی اطاعت اور تابعداری قبول کی اور دنیا وآخرت کے سب کامون ہین اُنکے احکام کی موافقت ومتابعت اختیار کی اور اُسی پر چلے اور انہین ہین تھے ابوذر وعمار وسلمان وصہیب اور انہین جیسے اور صحابہ کہ دین کے رستے سے ذرا سے بھی میل اور مداہنت کو ان کے حال ہین بالکل دخل نہ تھا اور ان کی شان ہین یہ آیت وارد ہے۔ لا یخافون لومۃ لائم اور اگرچہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب اور عباس ابن عبد المطلب

(بقیہ صفحہ ۹۴) ان دونون کی خلافت پر دلالت کرتی ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو۔ یا عثمان انہ لعل اللہ یقمصک قمیصا فان ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لہم اے عثمان بیشک اللہ تعالےٰ پہناویگا ایک دن تجکو کرتا یعنی خلعت خلافت پس اگر ارادہ کرین اور جبر کرین لوگ اسکے اتارنے کا تو اُنکے کہنے سے اُسکو نہ اُتاریو تو۔ کہا ترمذی نے کہ اس حدیث ہین قصہ دراز ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپکے ساتھ ابوبکر اور عمر اور عثمان تھے اُسوقت وہ پہاڑ آپ کے آنے کی خوشی سے ہلا آپنے فرمایا۔ اثبت اُحد فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان ٹھیرجا اے احد نہین ہے اسکے نہین کہ تیرے اوپر نبی ہے اور صدیق ہے یعنی ابوبکر اور دو شہید ہین یعنی عمر وعثمان رضی اللہ عنہم اور سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔ تو مجھسے ہارون کی مانند ہے موسیٰ سے یعنی آخرت اور قرب ومرتبے ہین مگر فرق یہی ہے کہ میرے بعد نبی نہین ہو سکتا پس اتصال اُنکا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہین ہے رسالت ہین اور نہ خلافت ہین کہ ہارون علیہ السلام کی وفات موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے چالیس برس پہلے ہو چکی تھی پس خلیفہ ہوکے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ہین انکے اہل بیت پر جب آپ غزوۂ تبوک کو تشریف لے گئے تھے اور زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ جسکا ہین دوست ہون پس اُسکا دوست علی ہے شیعہ اس حدیث سے علی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی سند پکڑتے ہین اور انکے جواب مطولات ہین مذکور ہین یہ سب حدیثین صحیح کتابون سے مشکوٰۃ ہین نقل کی ہین ۱۲

اور اور صحابہ نے جیسے طلحہ و زبیر و مقداد ابن اسود کہ بڑے صحابیون مین سے ہے رضی اللہ عنہم تمام اصحاب کی بیعت کرنے کے وقت بیعت نہین کی تھی لیکن دوسرے وقت ان سب نے بھی بیعت کی اور آپ کی اطاعت قبول کی اور ہمیشہ آپکی موافقت مین رہے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انکو اپنے پاس بلایا اور تمام صحابہ کو جمع کیا اور خطبہ پڑھا اور کہا یہ علی ابن ابی طالب موجود ہین مین انکو اپنی بیعت کی تکلیف نہین دیتا اور انکو اپنا اختیار ہے اور تمکو بھی اپنا اپنا اختیار ہے اگر کسی کو مجھسے اولی سمجھتے ہو اور اُس مین مصلحت دیکھتے ہو تو سب سے پہلے مین اُسکے ہاتھ پر بیعت کرنے کو طیار رہون۔ اُسوقت علی مرتضی اور جو لوگ آپکے ساتھ تھے رضی اللہ عنہم سبنے کہا کہ ہم آپ کے سوا اور کسی کو اولی و بہتر نہین جانتے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دین کے کام مین پیشوا کیا اور اپنی حیات کے آخر دن مین آپ کو نماز کا امام بنایا اور باوجودیکہ ہم اہلبیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ارباب مشاورت و اجتہاد تھے آپنے کسی سے نہ پوچھا اس سببسے ہم جانتے ہین کہ آپ لائق اور حقدار امامت کے ہین۔ پس علی مرتضی اور آپ کے ہمراہ جو اصحاب تھے رضی اللہ عنہم سب نے علانیہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اجماع منعقد ہوا اور ان صاحبون نے بیعت کرنے مین اسواسطے تاخیر کی کہ یہ امر عظیم تھا اسلئے اسمین تامل و اجتہاد و تحری کی اور بعضون نے کہا ہے کہ اس سبب سے تاخیر کی کہ علی رضی اللہ عنہ اول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین مین رہے اسکے بعد حزن و مصیبت کے سبب خلوت مین رہے

۱ غیاث مین ہے کہ مشاورت میم کی پیش اور واو کی زیر سے مشورت کرنے اور ارباب مشاورت وہ ہین جن سے ہر کام مین مشورت کی جاوے اور اجتہاد کے معنی لغت مین کوشش اور سعی بسیار ڈھونڈھنے کے ہین اور فقہا کی اصطلاح مین مسائل شرعیہ اپنے قیاس سے کلام اللہ اور حدیث اور اجماع مین سے ڈھونڈھنے کو کہتے ہین ۱۲ ۲ تامل کے معنی فکر کرنا اور سوچنا اور اجتہاد کے معنی اوپر گزرے اور غیاث مین ہے کہ تحری تسلی کے وزن پر ہے اسکے معنی راہ صواب ڈھونڈھنا اور کسی جگہ دیر کرنے اور قبلے کی طرف قصد کرنا ۱۲ ۳ غیاث مین ہے کہ تجہیز تجویز کے وزن پر مُردے اور دلہن کا اسباب درست کرنا اور تکفین کفن پہنانا ۱۲ ۴ غیاث مین ہے کہ حزن حے کی پیش اور زی نقطہ دار کی جزم اور نون

اور اور علی کرم اللہ وجہہ بھی بیعت کی ... (حاشیہ: مرتضی کے زیر سے اندوہ و غم ۔ مصیبت اور تکلیف ۔ رنج و تکلیف ۔ کر و مفتاح پہنچنا ۱۲)

اور قرآن مجید کے جمع کرنے مین مشغول ہوئے اور ان کامون مین چھ ماہ کا عرصہ منقضی ہوگیا اور بعد وفات حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے آپنے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور صحیح یہ ہے کہ اسقدر مدت دراز نہ تھی بلکہ اُسی دن کی شام کو یا دوسرے دن آپنے بیعت کی اور ہمیشہ مطیع و فرمان بردار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رہے اور فرض نمازون و جمعون و عیدون مین اُنکا اقتدار کرتے رہے اور غزوہ بنی حنیفہ مین کہ مسیلمہ کذاب اُس مین قتل ہوا آپ صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے اور غزوے کی غنیمت مین سے آپ نے ایک لونڈی لی تھی کہ اُس سے محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اگر وہ اُس غزوے مین امام برحق کے ہمراہ نہوتے تو اُسکی غنیمت مین تصرف جائز نہوتا اور کوئی عاقل نہین کہنے کا کہ علی مرتضیٰ خدا کے شیر اور اولیا اللہ کے امام اور حق کے دائرہ کے مرکز[ط] ہوکر باوجودیکہ اُنکے ساتھ قرآن تھا اور وہ قرآن کے ساتھ تھے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے [۲] القرآن مع علیؓ و علیؓ مع القرآن ایک مدت دراز تک نماز اور سب عبادات بدنی و مالی مین ایسے شخص کی تابعداری کرین کہ اُسکی جانب حق نہو بلکہ جانتے ہون کہ حق اپنی جانب ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی شان مین حکم قطعی خلافت کا سُن چکے ہون اور پھر حق کی طلب نکرین اور مہر سکوت اپنے مُنہ پر لگا کر تمام عمر اپنے تئیں اہل باطل و اصحاب ہوا کی قید مین رکھین آخر حضرت معاویہ سے کہ اُنہون نے آپ کے ساتھ ناحق جھگڑا کیا اور خلافت چاہی کیون لڑے اور کسلیے حجت کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم ہے کہ وہ آدمی کی جان کا پیدا کرنے والا اور زمین سے دانے کا اُگانے والا ہے کہ اگر پیغمبر خدا نے مجھ سے عہد کیا ہوتا یا مجکو حکم فرمایا ہوتا تو ابی قحافہ کے بیٹے کو اس مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممبر کے نیچے کے پائے پر بھی قدم نہ رکھنے دیتا جبکہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجودیکہ مین حاضر تھا اور آپ میرے مرتبے کو بھی جانتے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

[ط] غیاث مین ہے کہ مرکز کسی چیز کے درمیان اور اُسکے کھڑے کرنے کی جگہ کو کہتے ہین اور دائرہ کے درمیان کے نقطے کو کہتے ہین اور یہ رکز سے اسم ظرف کا صیغہ ہے اور رکز رے کی زبر سے ہے اسکے معنی نوکدار چیز کے زمین مین چبھونے کے ہین اسی واسطے پرکار کے دائرے کے نقطہ درمیانی کو مرکز کہتے ہین کہ وہ پرکار کے پھل کے چبھنے کی جگہ ہے اور یہان یہ معنی ہین کہ آپ حق کے دائرے کے مرکز ہین یعنی حق کو ایک دائرہ فرض کرین تو آپ اُسکا درمیان ہین اور آپ کے چارون طرف حق ہی حق ہے بلکہ حق کا مدار آپ کے اوپر ہے ۱۲ [۲] قرآن علی ہی کے ساتھ ہے

اور علی قرآن کے ساتھ یعنی یہ دونون کبھی حالت مین جدا نہین ہونگے ۱۲

کو امام کیا اور آپنے مع تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے اُنکے پیچھے نماز پڑھی اُسوقت مجکو کچھ بھی نزاع[1] کی مجال نہوئی جب آپنے دین کے کام مین اُنکو اختیار کیا اولے اور بہتر ہے کہ ہم دنیا کے کامون مین بھی اُنہین کو اختیار کرین۔ شیعہ کہتے ہین کہ علی مرتضیٰ نے یہ سب کام تقیہ[2] سے کیئے تھے کہ اُن کو دشمنون کا خوف اور اپنی جان کا ڈر تھا اس تقیہ کی حقیقت اگر انصاف کی نظر سے دیکھی جاوے تو سراسر عیب اور نقصان ہے کہ علی مرتضیٰ نے حق کی طلب نہ کی اور سکوت اختیار کیا اور دشمنون سے ڈرے کہ اُنکو ہلاک نہ کر ڈالین باوجود اُس کمال ایمان و یقین کے کہ لوکشف الغطاء ما ازددت یقینا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُن لینے کی بعد کہ میرے بعد تو ہی میرا خلیفہ ہے اور اس بشارت کے یہی معنی ہین کہ میرے بعد دین کے احکام کے جاری کرنے کا تو ہی متکفل ہوگا اور اس کام کو تو ہی کریگا اور پھر وہ آدمیون سے ڈرتے اور خیال کرتے کہ اگر مین خلافت کی طلب کرونگا تو قتل کیا جاؤنگا دوسرے یہ تقیہ ایسی جگہ ہوتا ہے کہ صاحب حق ضعیف و مغلوب و عاجز ہو اور یہان ایسا نہین ہے۔ علی مرتضیٰ ایسے شجاع و قوی اور خداتعالیٰ پر پورا توکل کرنیوالے

[1] غیاث مین ہے کہ نزاع نون کی زیر سے لڑائی اور جھگڑا کرنا اور آرزو کرنی ۱۲ [2] تقیہ کے معنی لغت مین ڈرنے کے ہین اور شیعون کی اصطلاح مین یہ معنی ہین کہ ڈر کے مارے اپنا حق چھوڑ دینا اور کلمۂ حق زبان پر نہ لانا اور جہان دوسرے مذہب والون کا غلبہ ہو وہان اپنا مذہب چھپانا جیسا کہ اس زمانے کے شیعون کا دستور ہے اور اس تقیہ کی اصل ان کے مذہب کی ابتدا سے برابر چلی آتی ہے چنانچہ اسکا حال مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثناعشریہ مین مفصل لکھا ہے اسکا خلاصہ یہان بھی درج کیا جاتا ہے۔ جب اہل اسلام کو قدرت ہوئی اور یہود و نصاریٰ و مشرکین پر جہاد کرنے لگے تو وہ لڑے اور جب لڑائی سے عاجز ہوئے تو اپنی جانین اور مال بچانے کے لئے ظاہر مین مسلمان ہوگئے اور باطن مین کافر رہے انہین منافقون مین ایک یہودیون کا بڑا عالم تھا عبداللہ ابن سبا اُس نے سوچا کہ اگر اہل اسلام کے عقائد مین خلل پڑے اور آپس مین مخالفت پیدا ہو جیکے سبب سے انکے کئی ٹکڑے ہو جاوین اور یہ آپسمین لڑنے لگین تو کافران کے ہاتھون سے چھوٹ جاوین لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانے مین اُنکا کچھ بس نچلسکا اور ہمیشہ وقت کے منتظر رہے مگر عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخر مین جب بلوا ہوا تو انکو موقع ہاتھ لگا اور بلوائیون سے مل گئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت مین نہایت کوشش کی اور انکی شہادت کے بعد عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ مین لڑائی کے باعث ہوئے اور امیر معاویہ کے فساد مین شریک رہے جب یہ سب معاملے طے ہوگئے تو اُس مکار نے موقع پاکر اپنے تئین اہلبیت اور علی رضی اللہ عنہ کا دوست قرار دیا اور اس پیرایہ مین فساد فی العقیدہ کی بنیاد ڈالی اور عین خلوت مین اپنے بعض معتقدین سے کہا کہ بہت بڑا بھید تم سے کہتا ہون بشرطیکہ کسی سے نہ کہو اور بعد تاکید کے انسے کہا کہ بعد نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب اصحاب سے علی رضی اللہ عنہ افضل ہین پھر انہین سے جو زیادہ معتقد تھے اُن سے کہا کہ خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا اور خلفائے اولین نے انپر ظلم کیا لیکن یہ بات دل مین رکھنا اور کسی سے نہ کہنا جب اُنکا عقیدہ اسپر مضبوط دیکھا تو اُن مین جو خاص تھے اُن سے کہا کہ ص

اور حضرت خاتون جنت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صاحبزادی ایسی عظمت اور عالی مرتبے
والی آپکی زوجہ اور حسن و حسین نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نواسے تمام خلقت کے محبوب
اُنکے بیٹے اور عباس عبد المطلب کے بیٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ایسے عالی درجے والے
اور زبیر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھپی کے بیٹے ایسے شجاع و بہادر اور تمام بنی ہاشم کہ شوکت[۱]
و شجاعت و غیرت بے نہایت رکھتے تھے سب اُنکے بھائی اور تابع و ہمراہ تھے پھر ضعف[۲] اور زبونی
کا وہان کیا دخل تھا روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے توقف کی مدت مین علی رضی اللہ عنہ سے کہا
کہ آپ ہاتھ نکالیے کہ مین آپکے ہاتھ پر بیعت کرون کہ اہل عالم جان جاوین کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے چچا نے اُنکے چچا کے بیٹے بھائی کے ہاتھ پر بیعت کی کہ کسی کو آپکی مخالفت کی مجال
نہ رہی اور ابو سفیان اموی نے کہا کہ اے عبد مناف کے بیٹو تم کو کیا ہو گیا جو تم اس بات پر رضی
ہوئے کہ ایک یتیم تمہارا سردار ہو جاوے اور یتیم سے مراد ابو بکر صدیق تھے کہ بنی تیم مین سے تھے
اور کہا کہ اگر تم دعویٰ کرو تو مین اسقدر سوار و پیادے اکٹھے کر سکتا ہون کہ تمام جنگل بھر جاوے
اور اُنکا بھیجا نکال ڈالون حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُنکو منع کیا اور جھڑکا کہ یہ اہل اسلام
کی دشمنی ہے اور فتنے اور فساد کا سبب ہے اب بتائیے یہان تقیہ کی کیا گنجایش ہے اور یہ
ان شیعون نے پیغمبرون پر تقیہ جائز بلکہ واجب سمجھا ہے کہتے ہین کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام
کو خوف و تقیہ کے مقام پر کفر کا اظہار کرنا جائز ہے یہانتک کہ کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
نے اپنے دل مین علی مرتضی کو نماز کا امام مقرر کیا تھا لیکن خوف اور تقیہ نے اسکے اظہار کو منع کیا
جبکہ اس قسم کے بیہودے احتمال خاص سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حق مین روا رکھتے ہون پھر اور کسیکی کیا حقیقت ہے

بقیہ صفحہ ۹۸) ۱؎ اور بہت فرقے ہین اور ہر ہر فرقے کی وجہ تسمیہ اور سب کا حال کتاب مذکور مین مشرح ہے بس
یہان سے معلوم ہو گئی اصل اس مذہب کی اور وجہ تقیہ کرنے کی لیکن اگرچہ اس نے چھپانے کی تاکید مین کسر نہین کی جب بھی
رفتہ رفتہ یہ راز اُسی وقت مین کچھ تھوڑا سا فاش ہو گیا تھا اور مرتضی رضی اللہ عنہ نے منبر پر چڑھکر کئی بار خطبہ فرمایا کہ جو
کوئی مجھے شیخین رضی اللہ عنہما پر تفضیل دیگا مین اُسے سزا دونگا اور حد لگا دونگا اور وہ مردود اس خوف سے بھاگ
گیا لیکن یہ مذہب اور تقیہ آجتک موجود ہے ۱۲ ۲؎ اگر وہ نہ اُٹھاتا نہ زیادہ ہوتا تجکو یقین ۱۲ ۳؎ غیاث مین ہے
شوکت کے معنے قوت و تیزی و شدت و ہیبت اور غیرت کے معنی نہایت حیا اور شجاعت کے معنی بہادری کہ توسط ہی جبن اور
تہور کا ۱۲ ۴؎ غیاث مین ہے ضعف ضاد نقطہ دار کی پیش سے سستی اور ناتوانی اور زبون زے نقطہ دار کی زبر سے عاجز و
ضعیف و خوار و بیچارہ اور بیے اسمین نسبت کی ہے ۱۲

فبجھم اللہ ما جلہم و انسد اعتقادھم اگر انبیاء علیہم السلام حق کو چھپاوین تو پھر حق کس جگہ ظاہر
ہو اور اُسکو کون ظاہر کرے نوح علیہ السلام کی قوم سے زیادہ نافرمان اور متکبر اور نمرود و فرعون
سے زیادہ کون ظالم و متمرد ہوگا حضرات نوح و ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام نے حق کا اظہار کیا
اب تقیہ کہان رہا پس ثابت ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کیا اور جس چیز پر سارے صحابہ و علماء و مجتہدین اس
امت مرحومہ کے اجماع کرین وہ یقیناً حق ہوتی ہے اسلیئے کہ اگر الگ الگ اجتہاد کرین تو اُس مین
خطار کا احتمال ہوتا ہے کہ المجتہد یخطی و یصیب لیکن سب کے اجماع اور اتفاق مین یہ خاصیت
ہے کہ وہ ضرور حق و ثواب پر ہوتا ہے اور اس مین خطا کا احتمال نہین ہوتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا
لتکونوا شہداء علی الناس اور فرمایا و یتبع غیر سبیل المومنین الآیہ اور نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا لن یجتمع امتی علی الضلالۃ پس جس چیز پر ان سبنے اجماع کیا بیشک وہ
حق ہے اور جو روا ہووے کہ تمام یا اکثر صحابہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ خلافت کی بیعت
کرنے مین جانکر خطا کی اور ظلم کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی مخالفت کی اور جان بوجھ کر
حق کو چھپایا تو اس کلام کا فساد اور نتیجہ تمام دین اور ملت مین پہونچیگا اور سرایت کریگا اور

لہ خراب کرے اُنکو اللہ جیسا کہ اُنہون نے جہل کی اور اپنے عقیدون کو خراب کیا ۱۲ ؎ ظالم ظلم کرنے والا اور غیاث
مین ہے کہ ظلم ظ کی پیش سے ستم اور بے محل کسی چیز کا رکھنا اور متمرد رے بے نقطہ کی زیر سے متولا کے وزن بمعنا فرمانی اور سرکشی
کرنے والا اور باغی ۱۲ اور یہان یہ معنی ہین کہ نوح علیہ السلام کی اُمت نے اُنکو کتنی ایذا کتنی دراز مدت تک پہونچائی اور جتنا اُنہون نے
خدا کی طرف بلایا اُتنے ہی وہ بھاگے اور اُنکے کلام نہ سننے کے واسطے اپنے کانون مین اُنگلیان کرتے تھے پر نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ
کا حکم پہونچانے اور کلمہ حق کہنے سے باز نہ آئے اگرچہ آپ کے ساتھ بہت تھوڑے آدمی مسلمان ہوئے تھے اور وہ سارا جہان تھا لیکن
نہ ڈرے نہ تقیہ کیا اور ساری عمر کلمہ حق کہتے رہے اور بتون کی ہجو اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت بیان کرتے رہے اور نمرود تمام جہان
کا بادشاہ تھا اور سب اُسکا لشکر حتی کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ اور گھروالے بھی اُسی مردود کے ساتھ تھے لیکن اکیلے ابراہیم علیہ
السلام نے اُسکا کیسا کیسا مقابلہ کیا اور اُسنے آپکو کیسی کیسی ایذا دی کہ آگ مین بھی ڈالدیا لیکن آپ اُس سے نہ ڈرے نہ تقیہ کیا
اور ہمیشہ کلمہ حق کہا کئے اور حکم الٰہی پہونچایا کئے اور ایسا ہی فرعون مصر کا بادشاہ تھا اور بنی اسرائیل کو اپنے غلامون کی مانند
سمجھتا تھا اور اُنپر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا اور موسیٰ و ہارون علیہما السلام فقط دو آدمی اتنے بڑے بادشاہ سفاک ظالم
کے روبرو ہمیشہ اللہ کی توحید اور عظمت بیان کرتے رہے اور اُس متکبر کو کہ خدائی کا دعویٰ کرتا تھا رب العالمین حقیقی کی بندگی
کی طرف بلاتے رہے نہ ڈرے نہ تقیہ کیا اور کیسے کیسے مقابلے ساحرون سے کئے ذرا بھی خوف و ہراس نہ آیا۔ غرض مردان خدا کہین
جان و مال کے خوف سے کلمۂ حق ترک کرتے ہین چہ جائیکہ شیر خدا کہین ایسا کام کرتے تھے اُنکو یقین کامل ہوتا ہے کہ اُنکی مدد
پر خدا ہے پھر وہ کسی سے نہین ڈرتے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران مین ایسا ہی فرمایا ہے۔ فلا تخافوھم و خافون ان کنتم مومنین

شرع کی مضبوطی بالکل جاتی رہیگی کہ تمام احکام شریعت کے اور قرآن مجید اور حدیث کل ہمکو انہین اصحاب رضی اللہ عنہم کے واسطے سے پہونچے ہین اور جب تمہارے گمان کے بموجب یہ ظالم اور فاسق اور حق کے چھپانے والے تھے تو اب اس سے بڑھکر اور کونسی قباحت اور خرابی ہے۔

نعوذ باللہ من الجہالۃ والغباوۃ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ نے اپنی بعض تصنیفات مین ایک عجیب بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت سے۔ لایحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لایشعرون معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کا چیونٹا رافضی سے زیادہ عقل رکھتا تھا اسلئے کہ اُسنے اور دو چیونٹون سے کہا کہ اپنے گھرون مین گُھس جاؤ کہ سلیمان علیہ السلام کا لشکر نادانستہ تمکو پائمال نہ کر ڈالے۔ پس چیونٹے نے تجویز نہ کیا کہ سلیمانؑ کے لشکری جو پیغمبر کے اصحاب اور اُنکی خدمت مین رہنے والے ہین جان بوجھ کر چیونٹون کو پامال کرینگے اور ایسا ظلم ان پر روا رکھینگے اسلئے اُس نے لایشعرون کا لفظ کہا اور رافضی کہتے ہین کہ حضرت سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق عمداً اور دیدہ و دانستہ برباد کردیا اور اُنکے اہلبیت پر ظلم کیا اور اتنا نہ سمجھے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا ظلم پر اتفاق[۵۱] نہین ہوسکتا حاصل یہ کہ دین کے سب کام صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھ مین تھے اور دین کے تمام احکام اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سب انہین کو سپرد تھی۔ پس اُن سب کے اجماع[۵۲] کی برابر اور کونسی دلیل ہوسکتی ہے

(بقیہ صفحہ ۱۰۰) ۵۱ اور یہود و نصاریٰ بعض کو نہین دوسرے یہ کہ تمہارا قبلہ کعبہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے مقرر ہے اور ابراہیم علیہ السلام سب کا پیشوا ہے پس تم اسی پر ثابت رہو جب پورے ہو اور وہ ناقص تو اُنکو حاجت ہے کہ تم اُنکو بتاؤ اور تمکو حاجت نہین کہ کوئی اُمت تمکو بتاوے مگر تمہارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۲ ۵۲ یہ آیہ سورہ نسار مین ہے جو کوئی مخالفت کرے رسول کی اور چلے وہ رستا جو مسلمانون کے رستے کے سوا ہے باقی آیت یہ ہے۔ نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیراہ۔ ہم اُسکو حوالے کرین وہی طرف جو اُس نے پکڑی ہے اور ڈالین گے اُسکو دوزخ مین اور بہت بری جا ہے پہونچا ۱۲ ۵۳ ہرگز نہین اکٹھے ہونیگی میری اُمت فساد اور گمراہی پر ۱۲ ۵۴ پناہ مانگتے ہین ہم اللہ کے ساتھ جہالت یعنی ایسی نادانی سے کہ حق اور باطل مین تمیز نہ کرسکے اور ایسی کُند ذہنی سے جو طبیعت کو مدعا تک پہونچنے سے باز رکھے ۱۲ ۵۵ یہ آیہ سورہ نمل مین ہے نہ پیس ڈالے تمکو اور اُسکا لشکر اور اُنکو خبر نہو یعنی تمہارے چیونٹی جیتنے کے سبب نہ دیکھ سکین اور اُنکی انجانی مین تم اُنکے پیرون کے تلے آکر پس جاؤ ۱۲ ۵۶ غیاث مین ہے الف کی زیر سے موافقت کرنی اور یہان صحابہ رضی اللہ عنہم کے اتفاق اور اکٹھے ہونے سے مراد ہے کہ وہ اکٹھے ہوجاوین کسی چیز کے حکم لگانے مین ۱۲ ۵۷ غیاث مین ہے کہ اجماع الف کی زیر سے اتفاق کرنا ایک جماعت کا کسی کام پر اور فقہا کی اصطلاح مین یہ معنی ہین کہ کسی کام یا حکم پر جو دین سے متعلق ہو ساری امت کے علما اور اخیار جمع ہوجاوین اور سبکے نزدیک اُس بات مین وہی حکم درست ہو اور یہ اُس مسئلے مین ہوتا ہے جو قرآن شریف اور حدیث مین صاف صاف نہ آیا ہو اور اجماع امت کے لفظ مین اگرچہ ساری امت کا

اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے دین اور دنیا کے سب احکام مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اطاعت و فرمان برداری اختیار کی اس سے زیادہ اور کیا حجت ہے اب علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے فضل و کمال کی جو دلیل ہے وہی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی برہان قوی ہے کیسلئے کہ علی کرم اللہ وجہہ نے باوجود اسقدر فضل و کمال و ہدایت و حقانیت اور دین کی تائید کی اُنکی متابعت اور اُنکے ہاتھ پر بیعت کی اس سے بڑھکر اور کیا حجت ہوگی آخر یہی حکایت ہوئی کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ پہلے تینون خلفاء رضی اللہ عنہم کی خلافت مین نہایت انتظام رہا اور کبھی طرح کی مخالفت نہونے پائی اور آپکی خلافت کے زمانے مین اسقدر ہرج و مرج اور اختلاف واقع ہوا آپنے جواب دیا کہ اُنکے عہد مین ہم اُنکے ناصر و مددگار تھے اور ہمارے تم ناصر و مددگار ہو اور سچ یون ہی ہے اور عقل سلیم کو بھی یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اتفاق اور اجماع نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا بیشک صواب پر ہے نہ یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آخر زمانے کے پیغمبر اور کل آدمیون اور جنون کے ہادی اور تمام خلائق کے رسول ہین اور اُنکی اُمت مین فقط چند صحابی ہدایت اور حق پر ہون اور سید ہا رستا اُنکو ملا ہو اور باقی اُنکے تمام اصحاب اور یار کہ ساری عمر اُنکی صحبت مین رہے ہون اور اُن سے فضائل و کمالات اُنہون نے حاصل کئے ہون سب کے سب باطل و ظلم و گمراہی پر ہون اور آپ کے بعد ایسے کام مین خطا کرین اور گمراہی و ظلم کا

(بقیہ صفحہ ۱۰۱) ۳ اس خلافت کے مسئلے مین نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے اجماع کیا ہے اور اوپر ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرن سب قرنون سے بہتر تھا تو ایسے قرن کا اجماع بھی سب قرنون کے اجماع سے بہتر اور افضل ہوا پس ایسے اجماع مین خطا اور چوک کو ہرگز دخل نہین ہوسکتا ۱۲ ۴ غیاث مین منتخب اور صراح سے نقل کیا ہے کہ ہرج ہے کی زبر سے اور رے بے نقط اور جیم عربی کے سکون سے ہے اسکے معنی فتنے و آشوب ہین اور مرج میم اور رے بے نقط کی زبر جیم عربی سے ہے اسکے معنی فساد و تباہی اگر جب لفظ ہرج کے ساتھ جمع ہوتا ہے تو رے کو ساکن پڑھتے ہین یعنی ہرج مرج ۱۲ ۵ غیاث مین ہے عقل عین بے نقط کی زیر سے خرد و دانش اور وہ نفس انسان مین ایک قوت ہوتی ہے جس سے وہ اچھے برے مین تمیز اور ہر چیز کی باریکیان دریافت کرسکتا ہے اور منتخب و صراح سے نقل کیا ہے کہ سلیم کے معنی درست اور سلامتی والے کے ہین اور عقل سلیم کے معنی وہ عقل کہ کبھی اور اندیشہ ناصواب سے اکثر سلامت رہتی ہو اور اللہ تعالےٰ نے سورہ صافات مین ابراہیم علیہ السلام کا حال فرمایا۔ اذ جاء ربہ بقلب سلیم ٥ جب آیا اپنے رب کے پاس ساتھ دل سلامتی والے کے یعنی اُسکے دل مین ایسی عقل سلیم تھی کہ جسکے سبب سے اُس نے اپنے رب کو پہچانا اور شرک سے بچا ۱۲ +

رستا چاہین کہ جن پر دین کے انتظام کا مدار ہو پس اگر ایسا ہے تو نقصان اسکا دین کے سب کامون مین سرایت[1] کرتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچتا ہے اس سے یقیناً معلوم ہوگیا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت صحیح و درست ہے اور ایک فرقہ زیدیہ[2] ہے کہ انکے سب فرقون مین اعدل گنا جاتا ہے وہ کہتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقرر کرنے مین مصلحت[3] تھی اسواسطے کہ علی رضی اللہ عنہ کی تلوار پر سے ابھی دشمنون کا خون نہین سوکھا تھا[4] اور انکی عداوت دلون مین بیٹھی ہوئی تھی اگر انکو خلیفہ کرتے دین مین ہرج و مرج واقع ہوتا اور اسلام کے کامون کا سرانجام اچھی طرح سے نہوتا پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے سے سب شعلے و فساد دب گئے اور بنیاد اس مذہب کی علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر ہے اور اس بات پر کہ افضل واکمل کا خلیفہ کرنا واجب ہے اور علمائے سنت کو ان دونون باتون مین کلام ہے کہتے ہین کہ واجب نہین کہ خلیفہ اپنے زمانے والون مین افضل واکمل ہو بلکہ ضرور ہے کہ قریش[5] مین سے ہو اور حلال و حرام کا عالم ہو اور دین اسلام کی مصلحتون اور سب امور سے واقف ہو اور پرہیزگاری

---

[1] غیاث مین منتخب اور صراح سے نقل کیا ہے کہ سرایت سین بے نقط کی زبر سے ایک چیز کی تاثیر اور اثر کا دوسری چیز مین پہونچنا اور کسی چیز سے گزر جانا اور یہان یہ معنی ہین کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم پر دین کے سب کامون کا مدار ہے اور انہی سے قرآن اور حدیث ہم کو پہونچے ہین اور انہی کی کوشش سے دین اسلام مشرق سے مغرب تک پہونچا ہے اگر انکو ظالم و غاصب قرار دین تو اس عقیدہ فاسدہ کا برا اثر بموجب اس اعتقاد کے انکے ہر کام مین پھیلیگا اور یہی خیال ہوگا کہ جب وہ ایسے تھے تو انہون نے قرآن و حدیث مین بھی کمی و زیادتی کی ہوگی اور جہاد اور ملک گیری مین بھی بڑے بڑے غصب و ظلم کئے ہونگے اور نعوذ باللہ منہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسون کو اپنا دوست بنایا تو آپ کو بھی یہ باتین پسند ہونگی پس قرآن و حدیث اور دین کے سب احکام کا اعتبار اٹھ جاویگا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معصومیت مین بھی خلل آئیگا پس یہ سب اثر اس برے اعتقاد کا ہوا جو کہان تک پہونچا۔ اللہم احفظنا منہا ۱۲ [2] تحفہ اثنا عشریہ مین ہے کہ یہ فرقے اپنے تئین زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے ساتھ نسبت کرتے ہین اور ان کے ۹ فرقے ہین اول صرف زیدیہ کہ زید بن علی کے اصحاب ہین کہ انکے ہاتھ پر انہون نے بیعت کی اور عبدالملک بن مروان کی اولاد پر خروج کے باب مین یہ فرقہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو کلمہ خیر سے یاد کرتے ہین اور سب امور مین اہل سنت وجماعت کے متفق ہین مگر امام مین بنی فاطمہ ہونے کی شرط لگاتے ہین اور انکے سب فرقون کا حال کتاب مذکور مین مفصل ہے ۱۲ [3] غیاث مین ہے مصلحت میم کی زبر سے کسی کام کا سنوارنا یہ مفسدے کی ضد ہے ۱۲ [4] یعنی ابھی تازہ جہاد کیا تھا جس سے دشمنون کے دلون مین دشمنی کے زخم ہرے تھے وہ آپکو خلیفہ نہ دیکھ سکتے تھے اور اور جھگڑے پھیلاتے اور ہرج مرج کے معنی اس سے پہلے صفحے پر گزرے ۱۲ [5] اس باب مین بہت سی حدیثین آئی ہین جنکی یہان گنجایش نہین ہے ان مین سے ایک چھوٹی سی یہ حدیث ہے کہ بخاری و مسلم سے مشکوٰۃ مین نقل کی ہے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وعدالت[1] وشہامت وکفایت امامت کے لائق اور خلافت کے مستحق ہونے کو کافی ہین اور یہ سب صفتین ابوبکر رضی اللہ عنہ مین موجود تھین چنانچہ روایت وآثار کی نقل سے قطعی ثابت ہوچکا ہے اور بعضے علماء ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نص[2] سے ثابت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکی خلافت پر تنصیص[3] کی ہے لیکن اہل تحقیق کا یہ مذہب ہے کہ ابوبکر صدیق اور علی مرتضی رضی اللہ عنہما دونون مین سے کسی کی خلافت کے لئے نص قطعی وارد نہین ہوئی ہے اگرچہ سُنّی اور شیعہ دونون فریق اپنے اپنے مذہب کے موافق نصوص لائے ہین اور اپنے اپنے مخالفین کی نصوص کے اُنھون نے جواب دیئے ہین کسلیئے کہ اگر علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص موجود ہوتی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع نہوتا اور وہ اُس نص کے بیان کرنے سے اور حق کے ظاہر کرنے سے کیون سکوت کرتے اور خلافت کی طلب کیون ترک کرتے اور جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص ہوتی تو مہاجرین اور انصار مین کیون گفتگو ہوتی کہ منا امیر ومنکم امیر[4] اور اُسوقت ردوبدل کی کیا حاجت تھی جیسا کہ نصب خلافت کے قصے مین کتابون مین مذکور ہے اور اگر کہین کہ شاید یہ گفتگو حجت کے تحقیق کرنے اور نص کے دریافت کرنے مین ہو کہ وہ بعضے اصحاب پر پوشیدہ ہو اور سب اُسکو نجانتے ہون اُسکا یہ جواب ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عمر تعضی اور اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا کہ تم مختار ہو جسکے ہاتھ پر کہو سب بیعت کرین پس جو امر نص سے واجب ہو اُس مین

---

[1] عدالت کے معنی اوپر گزرے ہین اور غیاث مین ہے کہ شہامت شین نقطہ دار کی زیر سے بزرگی وتوانائی ودشادمانی وچستی ودلیری ہے اور اُسی مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ کفایت کاف کی زیر سے بس اور کافی ہونا اور فائدہ پکڑنا اور چوتھا حرف ہمزہ ہو تو قوم مین ایک دوسرے کی مانند ہونا۔ [2] نص کے معنی اوپر گزرے ۱۲ [3] منتخب مین ہے کہ تنصیص دو صاد بے نقط سے ظاہر کرنا اور یہان نص سے لیا ہے یعنی ظاہر سند لانی ۱۲ [4] انصار رضی اللہ عنہم نے مہاجرین رضی اللہ عنہم سے کہا کہ ہم مین سے ایک امیر ہو اور تم مین سے ایک امیر ہو یہ دونون ملکر خلافت کا کام سرانجام کرینگے۔ پس انصار کا یہ قول نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے رد کیا گیا کہ آپنے فرمایا ہے کہ قریش کے سوا کوئی خلیفہ نہین ہوسکتا اور اس باب مین بہت حدیثین آئی ہین ایک حدیث اُن مین کی اوپر گزری اور ایک یہ ہے مشکوٰۃ مین ترمذی سے نقل کی ہے کہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الملک فی قریش والقضاء فی الانصار والاذان فی الحبشۃ والامانۃ فی الازد ۔ خلافت اور بادشاہی قریش مین ہے اور قضا انصار مین اور اذان حبشی کی قوم اور امانت ازد کی قوم مین مراد یہ ہے کہ یہ منصب انکو دینے چاہیئین اور آپنے اپنی حیات مین ایسا ہی کیا کہ انصار مین سے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی کرکے بھیجا اور بلال رضی اللہ عنہ آپکے موذنون کے سردار تھے اور وہ حبشی تھے

ایسی تواضع[1] اور تخییر کی کیا گنجایش تھی چنانچہ نقل کیا گیا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق و ابو عبیدہ ابن جراح کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو امین امت فرمایا ہے رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور انصار سے کہا کہ امامت قریش کا حق ہے اور سوائے قریش کے اور کسی کو امامت کا دعوی نہین پہونچتا پس تم ان دونون شخصون مین سے جسے چاہو قبول کرو پس اگر اس بات پر نص ہوتی تو وہ ایسا کیون کرتے حق یہی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتہاد و اجماع سے مقرر ہوئی ہے اور اجماع کے لئے سند چاہیے اور نص ظنی غیر قطعی[2] بھی اجماع کرنے کے لئے سند کو کافی ہے چنانچہ علم اصول[3] فقہ مین مقرر ہے اور دونون طرف کی دلیلین اور گفتگو بڑی کتابون مین مذکور ہین اور اس رسالے کی وضع سے خارج ہین اسی واسطے انکو یہان ترک کیا اور اور کتابون پر موقوف رکھا واللہ الموفق جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اجماع سے ثابت ہوئی اور انکے حکم کی اطاعت سب مسلمانون پر واجب ہوئی اور اُنہون نے اپنی رحلت کے وقت عمر رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپی اور اُنکو خلیفہ کیا اور عہد نامہ اُنکے نام لکھدیا اور اُسمین سب کو اُنکی اطاعت کا حکم اور متابعت کا امر کیا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُنکے ہاتھ پر بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کی اور کہا بایعنا[4] بمن فیہ دات کان عمر پس خلافت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی اجماع سے ہے

---

[1] غیاث مین ہے تواضع ضاد نقطہ دار کے پیش سے عاجزی و فروتنی اور تخییر کے معنی اچھائی و بہتری ڈھونڈھنی ۱۲

[2] جو یقینی نہو ۱۲ [3] یہ وہ علم ہے جسپر علم فقہ کی بنا ہے ۱۲ [4] بیعت کی ہمنے اُس شخص کے ہاتھ پر جسکا اُسمین نام ہے یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس شخص کا نام اس عہد نامے مین لکھدیا ہے ہمنے اُسی کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اگرچہ اُس مین عمر ہی کا نام لکھا ہو یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہے تو اُنکے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اگر کسی اور کا لکھا ہے تو اُسی کے ہاتھ پر کرلی - غرض ہم صدیق رضی اللہ عنہ کی تحریر کا خلاف نہین کرنے کے جو کچھ اُنہون نے اُسمین لکھدیا ہے وہی منظور ہے جب دیکھا تو اُس مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام تھا ۱۲ - اس عبارت سے ٹپکتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی ہی متابعت کرتے تھے اور اُنکے حکم کے نہایت مطیع تھے کہ جو انکا حکم ہوتا تھا بے تاخیر اور تفتیش اُسکو مانتے تھے - اور فوراً بجالاتے تھے اور یہ نتیجہ اُسی اعتقاد کا ہے کہ جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بزرگی کا علی رضی اللہ عنہ کے دل مین راسخ تھا جس سبب سے اُنکی اتنی اطاعت کرتے تھے دوسرا یہ بھی اسی مین سے نکلتا ہے کہ سوائے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی علی رضی اللہ عنہ کو کمال محبت تھی اور اُنکے ساتھ حسن ظن کامل تھا کہ کسی کی متابعت کو اپنے اوپر عار نہ سمجھتے تھے جو فرمایا کہ کوئی ہو اُسی کے ہاتھ پر بیعت کی تیسرا یہ امر بھی ظاہر ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے مرتبے کو سب سے بڑا بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جانتے تھے اور جانتے تھے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک

ثابت ہوئی اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت کے وقت خلافت کو ان چھ صحابیون مین مشترک کیا عثمان وعلی وعبد الرحمن ابن عوف وطلحہ وزبیر وسعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کہ سب کی اور ان چھیوُن کی راے سے انہی چھیون مین سے ایک شخص خلیفہ ہونا چاہیے اور ان سب نے اپنی رائے کو عبد الرحمن ابن عوف کی راے پر منحصر کر دیا اور کہدیا کہ ہم سب مین سے جسے یہ کہدین وہی خلیفہ ہے اور اُنہون نے عثمان رضی اللہ عنہ کو اختیار کیا پس علی مرتضی اور کل صحابہ رضی اللہ عنہم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اُنکے حکم کے مطیع ہوئے اور دین و دنیا کے کامون مین اُنکو اپنا امیر وحاکم جانتے تھے پس عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی اجماع سے ثابت ہوئی اُنکے بعد علی مرتضی رضی اللہ عنہ اپنے زمانے کے سب صحابہ سے افضل واکمل تھے باجماع صحابہ رضی اللہ عنہم خلیفہ برحق وامام مطلق مقرر ہوئے اور اُنکے زمانے مین جھگڑا ومخالفت جو مخالفین سے ظہور مین آیا وہ خلافت کے استحقاق وامامت کے باب مین نہ تھا بلکہ اُس لڑائی وبغاوت کا منشاء اجتہاد مین خطا تھی کہ اُنہون نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون کی سزا مین جلدی چاہی تھی۔ دوسرا مقام یہ ہے کہ ان چارون خلفاء کی افضلیت انکی خلافت کی ترتیب کے موافق ہے

سلہ شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنا عشریہ مین شیعون کے فرقون کی تعداد مین جو عبارت لکھی ہے اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ اصلین اس مذہب کی پانچ ہین شیعہ اولی وغلات وکیسانیہ وزیدیہ وامامیہ۔ شیعہ اولی کے دو فرقے ہین اول فرقہ مخلصین کہ اہل سنت وجماعت مین اور صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کہ مرتضی رضی اللہ عنہ کی خدمت مین رہنے والے اور آپکے مددگار مہاجرین وانصار مین سے سب اسی فرقے مین تھے انکا یہ مذہب ہے کہ علی رضی اللہ عنہ امام برحق ہین بعد شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور اُنکی اطاعت تمام جہان پر فرض تھی اور وہ اپنے زمانے کے سب آدمیون سے افضل تھے جس نے اُنکے ساتھ امر خلافت مین مخالفت کی وہ مخطی وباغی تھا اور جس نے انکو خلافت کے لائق نہ جانا وہ ضال وگمراہ تھا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وطلحہ وزبیر وغیرہ رضی اللہ عنہم نے جو آپکے ساتھ مناقشہ کیا وہ خلافت کے باب مین نہ تھا فقط عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون سے قصاص لینے کی تقدیم وتاخیر مین یہ نزاع واقع ہوا تھا اور قریب تھا کہ صلح ہوجاوے اُسے عبد اللہ ابن سبا نے جو اس مذہب کا بانی ہے اور اُسکا قصہ اس مذہب کی پیدایش کے بیان مین مذکور ہوچکا ہے اور اُسکے ہمراہیون نے طرفین کے سردارونکی بے مرضی لڑائی شروع کردی آخر بعد قتال کے مرتضی رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ مین عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلون کو بالکل نہین جانتا ہون اور نہ مین نے اُنکو چھپایا ہے آپس مین فیصلہ ہوگیا۔ غرض یہ فرقہ مرتضی رضی اللہ عنہ کے قابل خلافت ہونے کا ہرگز معتقد نہین ہے بلکہ یہ اُنکو اپنے عہد مین سب سے بہتر وافضل جانتے ہیں

یعنی سب اصحاب سے افضل ابوبکر صدیق ہین اُنکے بعد عمر فاروق اُنکے بعد عثمان ذی النورین اُنکے بعد علی مرتضی رضی اللہ عنہم اور افضلیت سے ثواب کی زیادتی مراد ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک اور علمار نے اس مسئلے مین یون لکھا ہے کہ جب ہم کہین کہ فلانا اپنے غیر سے افضل ہے تو اس سے اُس فلانے کی زیادتی و رجحان[۱] اپنے غیر پر لازم آتا ہے یہ زیادتی تمام صفتون مین جُدا جُدا ہو جیسے ہر ہر صفت مین یہ افضل اپنے غیر سے زائد و کامل ہو یا مجموع صفات و فضائل مین جیسے اس افضل کی صفتوں کا مجموعہ اپنے غیر کی صفتوں کے مجموعے سے زیادہ ہو اس صورت مین ممکن ہے کہ اس افضل مین بعضی کمال کی صفت نہو جو اسکے غیر مین ہو اور یہ بھی ممکن ہے وہ رجحان و زیادتی کسی خاص صفت یا وجہ کے سبب سے ہو اور اس مسئلے مین یہی وجہ خاص اختلاف کا باعث ہے کسلئے کہ عرف عام مین علم کی زیادتی اور نسب کی بزرگی اور ملکات[۲] نفسانیہ کی قوت جیسے شجاعت سخاوت شہامت وغیرہ کو فضیلت کہتے ہین اور ثواب عند اللہ ان صفتون کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ ثواب کی کثرت کے اسباب وہ فضائل ہین کہ اُنکے منافع اور نتیجے دین اسلام کو پہونچین اور مفید ہون جیسے ایمان لانے مین سبقت اور دین کی نصرت اور اسلام کی تقویت اور مسلمانون کی امداد اور نیکیون کی کثرت اور خلقت کو ہدایت کرنی اور کفار سے دور رہنا اور اُنپر سختی[۳] کرنی اور مانند اُنکے اور یہ صفتین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات مین بہت تھین کتب سیر[۴] سے معلوم ہوا کہ آپ جب سے ایمان لائے ہین اسلام کی دعوت اور دین کی نصرت ہمیشہ آپکا

بقیہ صفحہ ۱۰۶) کل اتنی خرقے ہوئے اس بیان سے کھل گیا کہ نزاع جو اصحاب اور مرتضی رضی اللہ عنہم مین واقع ہوا وہ خلافت کے مقدمے مین نہ تھا ۱۲ [۱] غیاث مین ہے افزونی و غلبہ و فوقیت و بہتری ۱۲ [۲] غیاث مین ہے کہ ملکات میم اور لام کی زبر سے ملکہ کی جمع ہے اور ملکہ ایک قوت کا نام ہے جس سے ہر چیز طبیعت مین حاصل ہوتی ہے ۱۲ [۳] جیسا کہ سورہ فتح مین اصحاب رضی اللہ عنہم کی صفت فرمائی۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ زور آور ہین کفار پر اور نرم دل ہین آپس مین ۱۲

[۴] غیاث مین ہے کہ سیر سین بے نقط کی زیر اور یے نیچے کی دو نقطے والی کی زبر سے جمع سیرۃ کی ہے اسکے معنی خصلتین اور اچھی عادتین ہین اور علم تواریخ کے معنی مین بھی مستعمل ہے کہ اُس میں بزرگون کی سیرتین اور حالات بیان ہوتے ہین ❊

پیشہ رہا ہے۔ عثمان وطلحہ وزبیر وسعد ابن ابی وقاص وعبد الرحمن ابن عوف وعثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہم کہ بڑے صحابیون مین سے ہین اور مہاجرین کے سردار ہین آپ ہی کے ہاتھ پر ایمان لائے ہین اور آپ ہمیشہ دین کی ترقی اور کفار کے جھگڑے دفع کرنے مین مصروف رہے ہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مین بھی اور آپ کی وفات کے بعد بھی اور صحیح بخاری مین روایت ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیغمبری کی ابتدا مین کہ کسیکو اُسوقت شعائر[۵۱] دین کے ظاہر کرنے کی مجال نہ تھی اپنے دروازے پر مسجد بنائی تھی اور اُس مین آپ نماز وقرآن پڑھتے تھے اور لڑکے اور جوان اور عورتین قریش کے وہان اکٹھے ہوتے تھے اور قرآن سُنتے تھے جب یہ مطلب لکھ چکے تو اب اسکی تقریر[۵۲] شروع کرتے ہین اور اس باب مین جو علماء کے اقوال آئے ہین اُنکو نقل کرتے ہین جمہور اہل سنت وجماعت کا مذہب تو اسی ترتیب کے موافق ہے کہ بیان کی گئی اور امام مالک اور بعضے متقدمین اہل سنت سے عثمان اور علی رضی اللہ عنہما مین توقف[۵۳] روایت کیا گیا ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تمام اُمت مین کون افضل ہے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا ابو بکر پھر عمر رضی اللہ عنہما پھر کہا گیا کہ علی وعثمان رضی اللہ عنہما کے باب مین کیا کہتے ہو کہا مین نے دین کے پیشواؤن سے بہت پوچھا ایسا کوئی نہ ملا کہ ایک کو دوسرے پر تفضیل دیتا ہو اور امام الحرمین کا مذہب بھی ان دونون کے باب مین توقف ہے اور ابو بکر بن حزم سے عثمان ذی النورین پر علی مرتضی کی تفضیل نقل کی گئی ہے اور جواہر الاصول مین لکھا ہے کہ اہل کوفہ سے بھی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کی تفضیل عثمان رضی اللہ عنہ پر منقول ہے

۵۱ دین کے نشان اور علامتین عبادتین ہین کہ عبادتین اور قربانیان اور یہ جمع ہے شعیرہ کی اور شعیرہ کے معنی منتخب مین ہین کہ قربانی حج کی اور وہ نشان جو قربانی پر کر دیتے ہین ۱۲ ۵۲ مہاث مین تقریر کے معنی منتخب سے نقل کئے ہین کہ بات کہنی اور کچھ چیز مقرر کرنی اور کسی سے اقرار کرانا ۱۲ اور یہان یہ معنی ہین کہ خلفائے اربعہ کے باب مین دو امر اعتقاد کرنے چاہئین ایک یہ کہ خلافت چارون خلفا کی افضلیت انکی خلافت کی ترتیب کے بموجب ہے پس یہ دونون امر دو مقام مین بیان کئے ہین اور پہلے مقام کا بیان اور تقریر تحریر ہو چکی اور دوسرے مقام کا بیان تو ہو چکا پر اسکی تقریر باقی ہے یعنی وہ باتین جو اس باب مین اہل سنت وجماعت کے علمانے بیان کی ہین سو اُنکو بھی اس مقام پر درج کر دیتے ہین واللہ اعلم ۱۲ ۵۳ توقف کے معنے منتخب مین کھڑے ہونے کے لکھے ہین اور دیر کرنے اور امید رکھنے اور اہل فقہ کی اصطلاح مین جب مسئلے مین ایسا اختلاف ہو کہ اس کے دونون طرفون مین سے کسی ایک طرف پر بھی حکم نہ لگا سکین تو اس حکم کے نہ دینے کو توقف کہتے ہین پس یہان ص

اور ابن خزیمہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور شیخ ابن عمر ابن الصلاح کے مقدمے مین بھی مذکور ہے کہ اہل کوفہ کا مذہب علی کی تقدیم عثمان پر ہے رضی اللہ عنہما اور سفیان ثوری بھی اسی کے قائل ہین اور علمائے حدیث مین سے محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے تقدیم علی کی عثمان پر بیان کی ہے رضی اللہ عنہما اور امام محی الدین نووی نے مسلم کی شرح مین لکھا ہے کہ کوفے کے بعضے اہل سنت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقدیم کے علی رضی اللہ عنہ پر قائل ہین مگر صحیح و مشہور یہی قول ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ مقدم ہین علی رضی اللہ عنہ پر اور امام نووی رحمۃ اللہ نے اصول حدیث مین کہا ہے کہ سب اصحاب سے افضل مطلق ابوبکر ہین اُنکے بعد عمر رضی اللہ عنہما باجماع اہل سنت اور خطابی نے کہ علمائے اہل سنت مین سے کوفے کا رہنے والا ہے علی رضی اللہ عنہ کی تقدیم عثمان رضی اللہ عنہ پر نقل کی ہے اور ابوبکر بن زید بھی اسی طرف مائل ہے اور قسطلانی نے بخاری کی شرح مین کہا ہے کہ بعضے متقدمین نے علی رضی اللہ عنہ کی تقدیم عثمان رضی اللہ عنہ پر کی ہے اور سفیان ثوری بھی اُنہیں مین سے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ اُنہون نے آخر عمر مین اس سے رجوع کیا ہے واللہ اعلم اور بیہقی نے کتاب الاعتقاد مین کہا ہے کہ ابوثور نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین مین سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تفضیل و تقدیم مین اختلاف نہین کیا ہے سب کے نزدیک ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ پر تفضیل و تقدیم یکسان[۵۱] ہے اختلاف ہے

---

۵۱ ان دونون صاحبون کے الگ الگ فضائل بھی حدیثون مین آئے ہین اور اکٹھے بھی اور جہان اکٹھے فضائل ہین وہان ہر جگہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بکر رضی اللہ عنہ کو عمر رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا ہے تاکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بزرگی چھپی نہ رہے دو روایتین چھوٹی چھوٹی یہان بھی لکھی جاتی ہین۔ مشکوۃ مین ترمذی سے نقل کیا ہے خدیجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا باللذین من بعدی ابوبکر و عمر۔ بے شک نہین جانتا ہین کہ کتنی زندگی ہے میری تم مین یعنی بہت مدت ہے یا تھوڑی پس پیروی کرو اُن دو شخصون کی کہ میرے پیچھے میرے خلیفہ ہونگے وہ ابوبکر اور عمر ہین۔ اور بخاری و مسلم مین عمرو عاص کے بیٹے سے روایت ہے کہ حاضر ہوا مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین اور عرض کیا کہ۔ ای الناس احب الیک قال عائشۃ قلت من الرجال قال ابوہا قلت ثم من قال عمر فعد رجالا فسکت مخافۃ ان یجعلنی فی آخرہم۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو ذات السلاسل کا امیر کر کے بھیجا تھا جب وہان سے آگے تو پوچھا آپ سے کہ سب آدمیون مین آپ کو کون زیادہ محبوب ہے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا۔ پھر کہا مین نے مردون مین فرمایئے فرمایا اُس کا باپ یعنی ح

تو عثمان و علی رضی اللہ عنہما کی تفضیل و تقدیم مین ہے۔ حاصل یہ کہ اہل سنت کے مشایخ
اسپر ہین کہ تمام صحابہ پر ابوبکر و عمر کو تقدیم ہے رضی اللہ عنہم اور ان مین بھی ترتیب ہے
اور اس مین اختلاف نہین ہے لیکن بعضے فقہا و محدثین نے چنانچہ قصیدہ امالیہ کی شرح
مین نقل کیا ہے کہ چارون خلفاء کی بزرگی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کے
بعد ہے اور ابن عبد البر لی کہ حدیث کے مشہور علماء مین سے ہے استیعاب مین بیان کیا
ہے کہ پہلون نے اختلاف کیا ہے ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما کی تفضیل مین اور سلمان و
ابوذر و مقداد و خباب و جابر و ابو سعید خدری و زید ابن ارقم رضی اللہ عنہم سے روایت
ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سب سے اول ایمان لائے ہین لیکن ابو طالب کے خوف سے اُنہون
نے چھپایا اور کہا گیا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ جماعت علی رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ
رضی اللہ عنہم پر تفضیل دیتے ہین اور کہتے ہین کہ ابن البر کا کلام مقبول ہے پر معتبر نہین
ہے اسواسطے کہ روایت شاذ مخالف قول جمہور کے معتبر نہین ہوتی اور جمہور اماموں نے
اسباب مین اجماع نقل کیا ہے اور اسی کی مانند علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی تفضیل مین
اور روایتین بھی آئی ہین جیسا کہ خطابی نے بعض مشایخ رضی اللہ عنہم سے نقل کیا ہے
کہ ابوبکر خیرٌ من علیٍّ و علیٌّ افضل من ابی بکرٍ[له] اور امام تاج الدین سبکی نے کہ شافعیہ کے بڑے
علما مین سے ہین طبقات کبریٰ مین بعض متاخرین سے نقل کیا ہے کہ وہ حسنین رضی اللہ عنہما
کو تفضیل دیتے ہین اسلئے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹکڑے کے ٹکڑے ہین اور شیخ جلال الدین
سیوطی نے کتاب خصایص مین امام علم الدین عراقی سے نقل کیا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
اور اُنکے بھائی ابراہیم چارون خلفاء سے باتفاق افضل ہین اور مالک رحمہم اللہ سے
روایت ہے ما افضل علی بضعۃٍ من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احدًا[له] یہ سب روایتین بھی
اصل مقصود کو کچھ ضرر نہین پہونچاتین اور ہمارے مدعا کی منافی نہین ہین جیسا کہ اوپر لکھ
چکے کہ یہ ایک خاص وجہ کی افضلیت ہے اور وہ فضلیت اور وجہ سے ہے اور یہ اُسکی مخالف
نہین ہے اور یہ فضایل ذات جو نقل کئے گئے ہین کثرت ثواب اور اہل اسلام کا نفع
ان سے نہین ہے بلکہ شرف نسب اور جوہر ذات ہے اور بیشک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

له ابوبکر بہتر ہین علی سے اور علی افضل ہین ابوبکر سے رضی اللہ عنہما ۱۲

له نہین ہے افضل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کے ٹکڑے سے کوئی ۱۲ *

کی اولاد آپکی ذات مبارک کے ٹکڑے اور آپکے جگر پارے ہین اور جو شرف وشان ان مین ہے شیخین مین نہین ہے یہان کس کو انکار کی مجال ہے لیکن باوجود انکی اس بزرگی کے شیخین کا ثواب بہت ہے اور نفع انکا اسلام اور اہل اسلام کو عظیم اور بہت بڑا ہے اور خطابی نے جو اپنے بعض مشایخ سے نقل کیا ہے ابوبکر خیرٌ من علی وعلی افضل ابی بکر اس سے معلوم نہین ہوتا کہ اُسکا کیا مقصود ہے اور خیریت وفضلیت سے کیا مراد ہے اگر خیریت سے مراد اور چیز ہے اور افضلیت سے اور تو کچھ خلاف ہے نہ محل نزاع اور جو خیریت سے مراد کثرت ثواب ہے اور افضلیت سے مراد شرف ذات وکرامت نسب وغیرہ ہے تو بھی مقصود کے مخالف نہین ہے اور جو کچھ اور غرض ہے تو جبتک بیان نہ کرے کیا معلوم کہ حقیقت حال کیا ہے واللہ اعلم - اب یہ بات باقی رہی کہ ترتیب افضلیت کا مسئلہ یقینی ہے کہ برہان قاطع اُسپر گزری ہے جیسی کہ ترتیب خلافت پر گزری یا ظنی ہے کہ دلیل اُسکی نشان اور قرینی ہین جیسے اولویت معلوم ہوتی ہے بعض کہتے ہین کہ قطعی ہے اور اکثر محققون کے نزدیک مختار یہی ہے کہ ظنی ہے امام الحرمین نے ارشاد مین بعد علی الترتیب ثابت کرنے خلافت کے یہ سوال لکھا ہے کہ بعض صحابہ کو بعضون پر تفضیل دیتے ہین یا مسئلہ تفضیل سے اعراض وسکوت کرتے ہین پھر اسکا جواب لکھا ہے کہ تفضیل کے مسئلہ کی بنا اسپر ہے کہ امامت مفضول کی باوجود فاضل کے جائز نہین ہے اور اہل سنت وجماعت کے پہلے اسپر ہین کہ امام افضل چاہیے اگر افضل کے مقرر کرنے مین کچھ ہرج ومرج واقع ہوتا ہو یا کوئی فتنہ و فساد برپا ہوتا ہو تو مفضول کو امام مقرر کرین اگر امامت کے لائق ہو اور امامت کی شرطین رکھتا ہو اور شرطین یہ ہین قریشی ہو حرام وحلال کا علم رکھتا ہو دین اسلام کے کامون کی مصلحتین جانتا ہو عادل وپرہیزگار ہو - پھر کہا ہے کہ میرے نزدیک یہ مسئلہ قطعی نہین ہے کہ افضل کا مقرر کرنا اولی ہے اور اس امامت کبری کے سوا جس مین ہم کلام کر رہے ہین نماز کی امامت کے باب مین کہ اُسکو امامت صُغری کہتے ہین خبر احاد واقع ہوئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یؤمکم اقرأکم یعنی نماز مین وہ امام ہووے کہ حاضرین سے قرآن اچھا پڑھتا ہو اور علم فقہ حاضرین سے زیادہ جانتا ہو اور اس سے بھی حکم

قطعی نہین نکلتا پس صحیح یہ ہے کہ امامت اور خلافت مین افضلیت شرط نہین ہے اور امامت افضلیت کی دلیل نہین ہوسکتی اور ہمارے پاس کوئی دلیل ایسی نہین ہے جو قاطع ہو اور بعضے آئمہ کی تفضیل کو بعضون پر دلالت کرتے ہو کہ عقل تو اسکو دریافت کرہی نہین سکتی اور اخبار جو انکے فضائل مین وارد ہوئی ہین وہ آپس مین متعارض ہین اب توقف اور سکوت کے سوا اور کونسا رستا ہے لیکن ظن غالب یہ ہی ہوتا ہے کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوبکر رضی اللہ عنہ سب خلقت مین افضل ہین اُنکے بعد عمر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہین اور عثمان و علی رضی اللہ عنہما کے باب مین ظن متعارض ہین اور کہتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے سب مین بہتر بعد پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابوبکر اور عمر ہین اور اُنکے بعد خدا جانتا ہے کہ کون بہتر ہے یہان تک امام الحرمین کے کلام کا ترجمہ ہے۔ اور وہ کہتے ہین کہ یہ وہ قول ہے کہ جو ہمنے اور ہمارے امرا نے اختیار کیا ہے اور ہم تقلید کے رستے سے علیحدہ ہو کر کھلے حق کی طرف چلے ہین انتہے اور بعض فقہاء و محدثین مدینہ طیبہ کے رہنے والون نے قصیدہ امالیہ کی شرح مین نقل کیا ہے کہ شیخ احمد زروق نے کہ ملک مغرب کے بڑے فقیہ اور شیخ اکبر ہین عقیدے کی شرح مین کہا ہے کہ علماء کا اختلاف ہے کہ یہ تفضیل قطعی ہے یا ظنی۔ اشعری کہتا ہے قطعی ہے اور باقلانی کہتا ہے ظنی ہے اور اس مین بھی اختلاف ہے کہ یہ تفضیل

(بقیہ صفحہ ۱۱۱) ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یؤم القوم اقرءہم لکتاب اللہ فان کانوا فی القرأۃ سواءً فاعلمہم بالسنۃ فان کانوا فی السنۃ سواءً فاقدمہم ہجرۃً فان کانوا فی الہجرۃ سواءً فاقدمہم سنا ولا یؤمن الرجل فی سلطانہ ولا یقعد فی بیتہ علی تکرمتہ الا باذنہ۔ امام قوم کا وہ ہو جو اُن مین اچھا قرآن پڑھتا ہو اور جو قرأت مین دونون برابر ہون تو وہ امام ہو جو حدیث کو زیادہ جانتا ہو کہ وہ نماز کے احکام و مسائل خوب جانتا ہوگا اور اس مین بھی دونون یکسان ہون تو وہ امام ہو جس نے پہلے ہجرت کی ہو اور قرأت و علم و ہجرت تینون مین سب ایک سے ہون تو وہ امامت کرے جو زیادہ عمر مین ہو اور کوئی کسی کی امامت نہ کرے اُسکی حکومت کی جگہ یعنی حاکم یا اُسکے نائب پر پیشی نہ کرین اور نہ بیٹھے اُسکے گھر مین اُسکی مسند پر مگر اُسکے حکم سے امام احمد اور ابو یوسف رحمہما اللہ کا مذہب اسی کے مطابق ہے کہ قاری عالم پر مقدم ہے اور امام ابو حنیفہ و مالک و شافعی و محمد کا یہ مذہب ہے کہ زیادہ علم والا اچھی قرأت والے پر مقدم ہے اسلئے کہ قرأت کی احتیاج ایک ہی رکن مین ہے اور علم کی ساری نماز مین اور اُسوقت مین قرآن احکام کے ساتھ سیکھتے تھے پس جو اقرا ہوتا تھا وہ ہی اعلم ہوتا تھا۔ اسی واسطے آپ نے اقرا کو مقدم فرمایا اور ہمارے زمانے مین ایسا نہین ہوتا پس مقدم کیا ہمنے اعلم کو اور ہجرت اب منقطع ہوگئی ہے اُسکی جگہ ہجرت باطنی

ظاہر اور باطن دونون مین ہے یا نری ظاہر مین اور یہان[۱] دونون قول ہین انتہے اور
قاضی عضد نے مواقف مین اول علی رضی اللہ عنہ کے وہ سب فضائل بیان کئے ہین
جنسے شیعہ آپکی افضلیت پر استدلال کرتے ہین بعد اُسکے اُن سبکا جواب دیا ہے اور
افضلیت کو کثرت ثواب پر حمل کیا ہے جاننا چاہئے کہ یہ مسئلہ افضلیت کا ایسا ہے کہ
جزم[۲] اور یقین کی تو اس مین امید ہی نہ رکھنی چاہئے اور عقل ایسی افضلیت کو کہ اُسکے معنی
کثرت ثواب ہین نہین دریافت کر سکتی پس سوائے نقل کے اُسکی سند نہین ہو سکتی اور یہ
مسئلہ عمل کے متعلق بھی نہین ہے کہ نرا ظن عمل کرنے کو کافی ہووے بلکہ علم اور اعتقاد کے
متعلق ہے کہ اُس مین جزم و یقین درکار ہے اور نصوص جو طرفین سے مذکور ہوئی ہین وہ آپسمین
متعارض ہین دلالت[۳] قطعی اُن سے نہین نکلتی غایت یہ کہ وہ ثواب کے اسباب کی کثرت پر
دلالت کرتی ہین اور ثواب کے سببون کی زیادتی ثواب کی کثرت کا باعث قطعاً نہین ہو سکتی
اسلئے کہ اجر اور ثواب اللہ تعالے کے فضل پر موقوف ہے نہ کسی سبب پر اگر وہ چاہے
نافرمان بردار کو زیادہ ثواب دے اور فرمان بردار کو اُس سے تھوڑا دے جیسا کہ اوپر
عقائد مین گزر چکا ہے اور امامت اگرچہ دلیل قطعی سے ثابت ہے لیکن اُس سے افضلیت
کا قطعی ہونا لازم نہین آتا مگر ظن غالب کے طور پر کسواسطے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک

---

[۱] بعضی کہتے ہین یہ تفضیل ظاہر و باطن دونون مین ہے اور بعضے کہتے ہین نری ظاہر مین ہے ۱۲

[۲] عیاث مین ہے کہ جزم جیم کی زیر سے وہ عزم ہے کہ اُسکا کرنے والا اُٹھا نہ پھیرے اور یقین کو بھی کہتے ہین اور یقین کے معنی ہین بے شبہہ اور موت کے معنی مین بھی آتا ہے اسواسطے کہ اُسکے آنے مین شبہہ نہین ہے اور یقین کے تین مرتبے ہین پہلا علم الیقین دوسرا عین الیقین تیسرا حق الیقین۔ علم الیقین کسی چیز کا جاننا ہے ثقہ لوگون کے کلام سے کہ تواتر کے درجے کو پہونچا ہو اور اُس مین شک و شبہے کو ذرہ بھی گنجایش نہ رہتی ہو اور عین الیقین یہ ہے کہ کسی چیز کو اپنی آنکھون سے دیکھا ہو۔ جس سے اُسکی ماہیت کا یقین حاصل ہو گیا ہو۔ اور حق الیقین یہ ہے کہ کیفیت اور ماہیت کسی چیز کی جیسی کہ چاہئے دریافت کی ہو اور یہ قسم یقین کی سب قسمون مین سے اعلےٰ درجے کی ہے ۱۲

[۳] کسی حدیث مین کسی کا اجر زیادہ فرمایا کسی حدیث مین کسیکا مرتبہ بڑا فرمایا۔ رزین سے مشکوٰۃ مین نقل کی ہے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ ہل تکون لاحدٍ من الحسنات عدد نجوم السماء قال عمر قلت فاین حسنات ابی بکر قال انما جمیع حسنات عمر کحسنۃ واحدۃٍ من حسنات ابی بکر۔ کیا ہین کسی کی نیکیان آسمان کے ستارون کے برابر آپنے فرمایا ہان عمر کی نیکیان ہین کہا مین نے پھر ابو بکر کی کتنی نیکیان ہین آپنے فرمایا تمام نیکیان عمر کی ابو بکر کی ایک نیکی کی برابر ہین اس حدیث سے دونون کی نیکیون کی کثرت اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی نیکیون کی زیادتی عمر رضی اللہ عنہ کی نیکیون سے معلوم ہوئی اور مشکوٰۃ مین ترمذی سے نقل کی ہے۔ طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

باوجود فاضل کے مفضول کی امامت جائز ہے لیکن سلف کے کل مشایخ کو ہمنے یہی کہتے پایا کہ سب سے افضل ابوبکر صدیق ہین اُنکے بعد عمر فاروق اُنکے بعد عثمان ذی النورین اُنکے بعد علی مرتضیٰ و حسن[له] ہین رضی اللہ عنہم اور ہمارا ظن بھی تقاضا کرتا ہے کہ ہم اعتقاد کرین کہ اگر یہ مقتدمین اسپر دلیل نہ رکھتے تو ہمکو اُسکا حکم نہ کرتے اور اسپر اتفاق نہ کرتے۔ پس اس مسئلے مین ہم اُنکا اتباع کرتے ہین اور اُنکے رستے پر چلتے ہین اور حقیقت امر کی خدا تعالیٰ کے علم پر سونپتے ہین اور روا مدی کہ اصول فقہ اور کلام کا بہت بڑا عالم ہے کہتا ہے کہ مراد تفضیل سے یہ ہے کہ ایک شخص مین کوئی صفت اور ہنر کی ایسی ہو کہ وہ اورون مین نہو جیسے کہ عالم علم کی صفت مین جاہل سے افضل ہے کہ اُس مین یہ صفت موجود ہے اور جاہل مین نہین ہے یا ہو مگر نقصان کے ساتھ اور اس مین کمال کے ساتھ ہو پر اصل فضیلت مشترک ہو جیسے ایک شخص اورون سے زیادہ علم رکھتا ہو اور علم سب کو ہو مگر اورون کو اُتنا نہو پس جو کمال اسکو حاصل ہے وہ اورون کو نہین ہے اگرچہ اصل علم سب مین مشترک ہے۔ پس اس معنی کر ہی صحابہ رضی اللہ عنہم مین فضیلت قطعی نہین ثابت ہو سکتی کہ جو

له مشکوۃ مین ترمذی سے نقل کیا ہے بروایت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز حجرے شریف سے باہر آئے اور داخل ہوئے مسجد مین اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونون آپکے ساتھ تھے ان دونون مین سے ایک آپ کے داہنی طرف تھے اور دوسرے بائین طرف اور آپ ان دونون صاحبون کے ہاتھ اپنے ہاتھون مین پکڑے تھے اُسوقت آپنے فرمایا۔ ہکذا نبعث یوم القیامۃ ۔ اسی طور اور شکل سے ہم اُٹھائے جاوینگے قیامت کے دن ۔ اور یہ بھی ترمذی مین ہے بروایت عبداللہ ابن حنطب نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا اور فرمایا ۔ ہذان السمع والبصر ۔ یہ دونون شنوائی اور بینائی ہین یعنی میری امت ایک جسد ہے جسمین یہ دونو بمنزلہ شنوائی اور بینائی کے ہین کہ تمام اعضا مین افضل ہین بسبب شرف و نفاست کے یا دین اسلام ایک جسد ہے اور یہ دونو اُسکی شنوائی و بینائی کی مانند ہین یا یہ دونون میری شنوائی و بینائی ہین کہ مین انکے واسطے سے دیکھتا اور سنتا ہون یعنی یہ دونون بمنزلہ وزیر اور وکیل کے ہین جیسا کہ ایک حدیث شریف مین آیا ہے کہ میرے چار وزیر ہین دو دنیا مین ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اور دو آسمان پر جبرائیل و میکائیل علیہما السلام یا حق بات کے سننے اور اتباع کرنے مین اور اس جہان مین حق تعالیٰ کا مشاہدہ کرنے مین یہ دونون ایسے کامل ہین کہ گویا ہمہ تن شنوائی و بینائی بن گئے ہین اور بخاری و مسلم سے بروایت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین کھڑا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے روز ایک قوم مین یعنی انکے یارون مین کہ تجہیز و تکفین کو آئے تھے پس دعائے خیر کی اُنکے واسطے تمام قوم نے جب وہ رکھے گئے اپنے تخت پر نہلانے کو ناگہان میرے پیچھے ایک آدمی کھڑا تھا اور اُس نے اپنی کہنی میرے مونڈھے پر رکھی تھی اور عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خطاب کرکے یون کہتا تھا ۔ رحمک اللہ انی

فضیلت ایک مین ہے دوسرا بھی اُس مین شریک ہے اور جو اُس مین شریک نہین ہے تو اُسکے لئے اور فضیلت خاص ہے جس مین یہ شریک نہین ہے پس یہ فضیلت اُسکے مقابلے مین آپڑی اور فضیلتون کی کثرت پر بھی ترجیح نہین دے سکتے اسواسطے کہ بعضی ایک فضیلت شرف اور نفاست کی زیادتی کے سبب سے دوسری سو فضیلتون پر راجح ہوسکتی ہے جیسا کہ ایک جوہر قیمت مین لاکھ درہم سے بھی زیادہ ہوسکتا ہے پس ممکن ہے کہ بعضے ایک فضیلت والے کو اللہ تعالےٰ کے ہان اتنا بڑا ثواب ملے کہ اور بہت سے فضائل والون کو نہ ملے پس افضلیت کے معنے کثرتِ ثواب لئے جاوین تو اسپر بھی قطعی یقین نہین ہوسکتا یہ مواقف اور اُسکی شرح کا ترجمہ ہے اور مولانا سعد الدین تفتازانی نے عقاید نسفی کی شرح مین یون کہا ہے کہ ہمنے علمائے سلف کو اسی پر پایا اور یہ ظاہر ہے کہ اگر اُنکے پاس دلیل نہوتی تو ہمکو حکم نہ کرتے اور ہمنے دلیلین دونون طرفون کی متعارض پائی ہین اور یہ مسئلہ اعمال کے متعلق بھی نہین ہے کہ اس مین توقف کرنا کسی واجب کا مخل ہوتا ہے اور محقق دوانی نے بھی عقائد عضدیہ کی شرح مین ایسا ہی کہا ہے اور ابن حجر مکّی نے صواعق محرقہ مین کہ شیعون کا رد نہایت سختی سے کیا ہے اور تشدد و تعصب مذہب کی داد دی ہے یون کہا ہے کہ شیخ ابو الحسن اشعری اسپر ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تفضیل سارے صحابہ رضی اللہ عنہم پر قطعی ہے اور ابو بکر باقلانی نے کہا ہے کہ ظنّی ہے اور

(بقیہ صفحہ ۱۱۴) تھا مین یعنی فلانے مکان مین اور ابوبکر اور عمر اور کیا مین نے اور ابوبکر اور عمر نے یعنی فلانا امر امور عبادت یا رسوم عبادت مین سے اور چلا مین اور ابوبکر اور عمر یعنی فلانے مکان کی طرف اور داخل ہوا مین اور ابوبکر اور عمر یعنے مسجد وغیرہ مین اور نکلا مین اور ابوبکر اور عمر یعنی گھر وغیرہ مین سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما پس پیچھے پھر کر دیکھا مین نے تو وہ شخص علی مرتضیٰ تھے رضی اللہ عنہ یہ شمہ ہے ان حدیثون کا جس سے نکلتا ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سب سے افضل ہین اور ابوبکر مقدم ہین عمر پر رضی اللہ عنہما اور عثمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت مین بھی بہت حدیثین ہین ۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے مشکوۃ کی شرح مین ابن عساکر سے بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ حدیث مرفوعاً نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ لکلّ نبی خلیلٌ فی امتہ وان خلیلی عثمان ابن عفان ہر نبی کا ایک دوست ہوتا ہے اُسکی امت مین اور بیشبہہ میرا دوست عثمان رضی اللہ عنہ ہے عفان کا بیٹا اور ایک حدیث اور گزری ۔ لکل نبی رفیق ورفیقی عثمان یعنی فی الجنۃ اور اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بعد عثمان ذی النورین کو سب صحابہ پر فضیلت ہے بخاری مین عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ۔ کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احداً ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا نفاضل بینہم ۔ ابن عمر نے کہا تھے ہم یعنی صحابہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین نہ برابر کرتے تھے ابی بکر کے ساتھ

ارشاد مین امام الحرمین نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے اور صاحب مفہم شرح صحیح مسلم نے بھی
ظنیت ہی پر جزم کیا ہے اور استیعاب مین ابن عبد البرّ نے عبد الرزاق سے نقل کیا ہے کہ
معمر نے کہا ہے اگر کوئی کہے کہ عمر ابو بکر سے افضل ہے رضی اللہ عنہما اُسے منع نکرون اور نہ اُس پر
سختی کرون اور جو یون کہے کہ علی ابو بکر سے افضل ہے رضی اللہ عنہما اُسپر بھی سختی نہ کرون۔
اگر شیخین کی بزرگی کا اقرار کرے اور ان سے محبت رکھے اور انکی مدح و ثنا جسکے یہ لائق ہین
کرے پھر عبد الرزاق نے کہا کہ یہ کلام معمر کا مین نے وکیع سے کہا وہ بھی خوش ہوا اور اُس نے
آفرین کہی شیخ ابن حجر کہتا ہے کہ منع نہ کرنا اور سختی نہ کرنی اس سبب سے ہے کہ تفضیل مذکور ظنّی
ہے اور قطعی نہین ہے اگر کہین کہ اس تفضیل کی ظنّیت اُنہین کے نزدیک ہے جو اجماع کا
دعویٰ نہین کرتے اور مخالف اجماع کے جو روایات شاذّہ نقل کی ہین اُن پر کان رکھتے ہین اور
اگر اجماع کا دعویٰ کرین کہ راجح و مختار ہے تو ظنّیت کا حکم کیونکر درست ہے کہ اجماع دلیل قطعی
ہے اسکا یہ جواب ہے کہ اصول فقہ مین مقرر ہو چکا ہے کہ اجماع دلیل قطعی ہے لیکن اجماع کی
سب قسمین دلیل قطعی نہین ہین بلکہ وہی قسم ہے جس مین ذرا سا بھی اختلاف نہوا ور جس
مین اختلاف ہوا گرچہ شاذ و نادر ہو وہ قسم قطعیت سے نکل جاتی ہے اور ظنّی ہو جاتی ہے
اگرچہ اتنا تھوڑا اختلاف بسبب شاذ و نادر ہونے کے اجماع کے انعقاد کو مانع نہین
ہو سکتا لیکن بالکل بے تاثیر بھی نہین ہوتا اور اُسکو قطعیت کے درجے سے گرا دیتا ہے
پس یہان اسی قسم کا اجماع ہے اسی لئے یہ افضلیت ظنّی ہے اور اہل اجماع نے بھی اُسکو
قطعی نہین کہا جیسا کہ اماموں کے کلام سے اشارتاً سمجھا جاتا ہے پس ظنیت کی

صفت

(بقیہ صفحہ ۱۱۵) ۴ فرمایا۔ انا دار الحکمۃ و علیّ بابہا۔ مین حکمت کا گھر ہون اور علی اُسکا دروازہ
ہے اور ایک روایت مین ہے۔ انا دار العلم و علی بابہا۔ مین گھر علم کا ہون اور علی اُسکا دروازہ ہے اور ایک
روایت مین۔ انا مدینۃ العلم و علی بابہا۔ مین علم کا شہر ہون اور علی اُسکا دروازہ ہے اور ایک حدیث اوپر گزری
کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ انت اخی فی الدنیا والآخرہ۔ اور اس مین کسی کو اختلاف نہین
ہے بعد ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم۔ علی رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل ہین اور حسن رضی اللہ عنہ علی
رضی اللہ عنہ کے لخت جگر ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر پارے کے لخت جگر اُنکی افضلیت مین کسکو شبہہ ہے
ترمذی مین ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ الحسن والحسین سید الشباب
اہل الجنۃ۔ حسن اور حسین رضی دونون بہشت کے جوانون کے سردار ہین مراد یہ ہے کہ بہشت مین جوان ہون گے

اس مسئلہ مین محکوم بہ[۱] ہے نہ یہ کہ بعد اجماع کے حکم کو عارض ہوئی ہے اور اس سے فقط یہی مستند ہو سکتا ہے کہ جب خلافت اس ترتیب سے قطعی ثابت ہو چکی تو اس سے ظاہر ہوا کہ افضلیت بھی اسی طرح ہو گی لیکن ترتیب خلافت سے افضلیت کی ترتیب کا قطعی اور یقینی ہونا لازم نہین آتا۔ ہا نہین دیکھتے ہو کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے احق ہونے پر اہل سنت وجماعت اجماع رکھتے ہین اور اُنکی افضلیت مین اختلاف۔ پس معلوم ہوا کہ خلافت کی قطعیت سے افضلیت کی قطعیت لازم نہین آتی اور افضلیت کی ظنیت سے خلافت کی ظنیت بھی لازم نہین ہوتی اور فضل کی حقیقت وہی ہے جو اللہ تعالےٰ کے پاس ہے اور اسپر بجز وحی یا خبر کی اطلاع ممکن نہین ہے اور ان سب کی مدح وثنا مین حدیثین وارد ہوئی ہین اور وہ آپس مین متعارض ہین پس جن لوگون نے وحی اُترنے کا زمانہ پایا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور قرینون اور نشانون سے دریافت کیا ہے وہ اس حال کے خوب دانا تھے پچھلون کی نظر صرف دلیل ومفہوم کلام پر پڑتی ہے اور کلام متعارض ہے پس اُنکی دلیل بجز پہلون کی تقلید اور اتباع کے اور اُنکے ساتھ حسن ظن کے اور کیا ہے لیکن ان احادیث اور اخبار پر کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل وکمالات مین وارد ہوئی ہین

[۱] محکوم بہ ایسی خبر کو کہتے ہین جیسے زید قائم مین نحویون کے نزدیک زید مبتدا ہے اور قائم اُسکی خبر ہے اسی طرح اہل منطق کی اصطلاح مین زید محکوم علیہ اور قائم محکوم بہ ہے ۱۲ [۵۳] ترمذی مین جمیع عمیر کے بیٹے سے روایت ہے کہ مین اپنی پھپھی کیساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان سے مین نے پوچھا کہ۔ ای الناس احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا۔ کونسا آدمی بہت پیارا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیطرف کہا اُنھون نے فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ پس کہا گیا کہ مردون مین سے کونسا بہت پیارا ہے کہا اُنھون نے کہ خاوند اُسکا یعنی علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور صفحہ ۱۰۸ کے حاشیہ پر حدیث گزری ہے کہ عمرو عاص کے بیٹے نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ سب سے پیارا آپکے نزدیک کون ہے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا کہا مردون مین کون کہا اُسکا باپ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اور اس سے پہلے صفحے کے حاشیے پر حدیث گزری کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مین علم کا شہر یا گھر ہون اور علی اُسکا دروازہ ہے اور اللہ تعالی نے سورہ بقرہ مین فرمایا۔ وأتوا البیوت من ابوابہا۔ آؤ تم گھرون مین اُنکے دروازون سے اس سے ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم علی رضی اللہ عنہ کے وسیلہ بغیر حاصل نہین ہو سکتا اور رزین نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم۔ میرے اصحاب ستارون کی مانند ہین کہ میرے علم کے نور سے چمکتے ہین کوئی زیادہ کوئی کم پر علم سے خالی کوئی نہین ہے اور شریعت اور دین کا علم سب کے پاس ہے۔ پس تم جسکی پیروی کرو گے

حدیث کی راہ پاؤ گے اور حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ سب صحابی درجون مین آپس مین ایک دوسرے سے بڑھے ہین اور بعضے حدیثین متعارض ہین اگرچہ علما نے ایسی حدیثون مین تطبیق کی ہے مثلاً اسی حدیث کی توجیح مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم سب صحابہ رضی اللہ عنہم مین بٹے اور بعضے علوم جیسے تفسیر وغیرہ اور دوسرے علوم عامہ کے علی رضی اللہ عنہ کے سوا سب صحابہ کے پاس تھے لیکن ان علوم کے دروازے علی رضی اللہ عنہ ہین

مربا بقیہ ۱۱۷

نظر کرنے سے سوائے توقف کے کچھ حاصل نہین ہوتا۔ یہ ترجمہ وحاصل صواعق محرقہ کا ہے اور سوا اسکے جو مواقف کی شرح سے اوپر نقل کیا ہے وہ بھی تمام صواعق مین مذکور ہے اور یہ بھی صواعق مین ہے کہ ہم اہل سنت وجماعت کہتے ہین کہ اس ترتیب سے افضلیت کا مسئلہ ظنی ہے لیکن شیعون پر لازم آتا ہے کہ قطعی ہے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت کا از روے جزم ویقین کے اُنکو معتقد ہونا چاہیئے اسواسطے کہ علی مرتضیٰ اور سب امامون علیہم السلام کی عصمت کے وہ معتقد ہین اور معصوم کی خبر باتفاق یعنی سب کے نزدیک قطع اور یقین کا فائدہ دیتی ہے اسلیئے کہ معصوم پر جھوٹ جائز نہین ہے اور صحیح روایات سے ثابت ہوا ہے بلکہ تواتر کے درجے کو پہونچا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت وسلطنت کے زمانہ مین علانیہ وبرملا اپنے شیعون کے روبرو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی مدح وثنا اور اُنکی افضلیت کا بیان کرتے رہے ذہبی نے اسّی سے زیادہ آدمیون سے صحیح سندون کے ساتھ ثابت کیا ہے اور صحیح بخاری مین آیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے خیر الناس بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر ثم عمر ثم رجل آخر آپکے صاحبزادے محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ثم انت فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون مسلمانون مین سے اور یہ حدیث متعدد رستون سے صحت کو پہونچی ہے اور بعضی روایتون مین آیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھکو خبر پہونچی ہے کہ ایک گروہ آدمیون کا مجھکو اُنپر تفضیل دیتے ہین یہ لوگ مفتری[2] ہین

(بقیہ صفحہ ۱۱۷) [1] اور خبر فردوس مین یہ حدیث یون آئی ہے۔ انا مدینۃ العلم وابوبکر اساسہا وعمر حیطانہا وعثمان سقفہا وعلی بابہا۔ مین علم کا شہر ہون اور ابوبکر اس شہر کی بنیاد ہے اور عمر اُسکی فصیل ہے اور عثمان اُسکی چھت ہے اور علی اسکا دروازہ ہے رضی اللہ عنہم ۱۲ اظہار حق + ۵۲ مشکوۃ مین بخاری سے یہ حدیث نقل کی ہے عن محمد ابن الحنیفیہ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ابوبکر قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین۔ روایت ہے محمد ابن الحنیفیہ ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جو حنیفیہ کے شکم سے ہین کہا انہون نے کہ مین نے اپنے باپ علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے بہتر اور افضل کون ہے آپنے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہین پھر مین نے پوچھا کہ اُنکے بعد کون بہتر ہے آپنے فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ پھر مین اس بات سے ڈرا کہ ایکے سوال کرون تو کہین عثمان رضی اللہ عنہ کو افضل نہ بتا دین اسلیئے مین نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ افضل ہین اُسکے جواب مین فرمایا کہ مین نہین ہون مگر ایک آدمی مسلمانون سے۔ یہ آپ نے تواضع اور کسر نفسی سے فرمایا ۱۲ اظہار حق + ۵۲ [2] افترا کے معنی منتخب مین ہین کہ کسی پر جھوٹ باندھنا یعنی کسی پیچھے پر جھوٹ کی تہمت رکھنی اور مفتری کے معنی کسی پر جھوٹ باندھنے والا

مجکو وہ معلوم ہو جاوینگے اور یہ کہنا اُنپر ثابت ہو جاویگا تو مین اُنکو افترا کی سزا دونگا اور
مالک نے امام جعفر صادق سے اور اُنہون نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ علی مرتضیٰ
عمر ابن خطاب پر گزرے رضی اللہ عنہم اور عمر رضی اللہ عنہ اسوقت چادر لپیٹے ہوئے پڑے
تھے آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ یہ شخص جو چادر لپیٹے ہوئے پڑا ہے اس سے زیادہ اللہ
تعالےٰ کا پیارا اور محبوب مین کسیکو نہین جانتا ہون اُسوقت کہ وہ اپنے نامہ اعمال سمیت
اللہ تعالےٰ سے ملاقات کریگا اور دار قطنی نے روایت کی ہے کہ ابو جحیفہ علی رضی اللہ عنہ کو
تمام امت سے افضل اعتقاد کرتا تھا ایک جماعت سے ملا جو اُسکی مخالف تھی اور اُنکی مخالفت
سے اُسے سخت رنج ہوا اور علی رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوا آپ اُسکو غمگین دیکھ کر
تخلیہ مین لے گئے اور اُس سے فرمایا کہ اے ابا جحیفہ اس رنجش کا کیا سبب ہے اُس نے
حال عرض کیا آپ نے فرمایا اے ابا جحیفہ خبر دیتا ہون مین تجکو اس اُمت کا بہتر کون ہے
اس اُمت مین سب سے بہتر ابو بکر ہین اُنکے بعد عمر ہین رضی اللہ عنہما ابو جحیفہ نے کہ مین نے
عہد کیا اللہ تعالےٰ سے کہ اس حدیث کو کہ مین نے علی رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے
سُنی ہے ہرگز نہین چھپاؤنگا اور یہ بھی ابو جحیفہ سے روایت ہے کہ مین نے اپنے کانون سے
سُنا ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوفہ مین منبر پر فرمایا کہ بعد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اس اُمت مین سب سے بہتر ابو بکر ہین پھر عمر رضی اللہ عنہما اور اسی کی مانند اور حدیثیں اور
خبرین بہت ہین کہ مشہور ہین بلکہ تواتر کے درجے کو پہونچی ہین اور شیعہ کہتے ہیں یہ سب اور جو کچھ
اصحاب مین ائمہ اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے ثابت ہوا ہے صرف تقیہ اور خوف کے سبب
تھا یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف اُنہون نے صرف دشمنون اور اپنی جان کے خوف سے
کی تھی اگر ایسا نہ کرتے تو وہ رہ نہ سکتے اور سلامتی اُنپر سے اُٹھ جاتی اور اُنکے دلون مین اسکے برخلاف
تھا لیکن یہ کلام انکا عقل سے نہایت دور اور بکمال رکیک ہے اور اس سے لازم آتا ہے کہ

لہ غیاث مین ہے کہ جحیفہ جیم کی پیش اور حے کی زبر اور یے کی بھی زیر سے ہے اور اُسکے بعد دوسری یے
ہے جسکے اوپر کے دو نقطے والی ہے بدلی ہوئی ہے اسکے معنی قرا اور بھل اور کلام کرنا اور فی کو زیر سے پڑھنا یا ایک جے سے پڑھنا
اور لکھنا غلطی ہی ۱۲ سلہ جس صحیح حدیث کے راوی حد سے زیادہ ہون اُسکو مشہور کہتے ہین اور مستفیض بھی کہتے ہین اور متواتر
کے معنے اوپر بیان ہو چکے ۱۲ سلہ فرہنگ مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ رکیک سست و ضعیف و باریک و حقیر اور وہ شخص
کہ مقدمہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مصنف رسالہ سے لکھا گیا ۱۲

علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہ خدائتعالی کے شیر اور حق کے دائرے کے مرکز تھے ایسی ذلیل و مغلوب ومقہور ہوئے کہ حق کے اظہار اور باطل کے رد کرنے سے عاجز رہے اور اپنی زندگی ہمیشہ خوف وعجز مین گزاری سوچنے کی جگہ ہے جبکہ اسد اللہ انکا لقب ہو اور لایخافون لومۃ لائم اُنکی صفت ہو اور علی مع القرآن[۲] و قرآن مع علیؓ اُنکی منقبت ہو پھر خوف وعجز اور حق کے چھپانے کا کیا محل ہے شہرت اور تواتر کے درجے کو پہونچا ہوا ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ حق ظاہر کرنے اور نصیحت قائم کرنے مین کسی کا خوف اور ڈر نہین رکھتے تھے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ علی رضی اللہ عنہ پر خلقت جمع نہوئی اور آپ سے متنفر رہی اسکا کیا سبب ہے کہا کہ آپ حق بات کے اظہار کرنے مین کسی کی رو ورعایت نہ کرتے تھے اور کسی سے مداہنت ومبالات نہ رکھتے تھے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ زاہد تھے اور زاہد کا دنیا دارون سے ملاپ نہین ہوتا اور عالم تھے اور عالم کسی کی خوشامد نہین کرتے اور شجاع و بہادر تھے اور بہادر کو کسی کا ڈر نہین ہوتا اور شریف تھے اور شریف کو کسی کی پروا نہین ہوتی اس سبب سے آپ لوگون سے دُور ومتنفر رہے اور آپ سے لوگون نے نفرت کی اور جمع نہوئے پس ایسے شخص نے کسطرح تقیہ کیا اور شیخین کے زمانے مین فقط ظاہر مین تقیہ ہوتا تو ممکن تھا لیکن خاص اپنی

---

[۱] یہ آیہ سورہ مائدہ مین ہے اور نہین خوف کرتے ہین ملامت کرنے والے کی ملامت سے یعنی دین کے کامون مین دنیا دارون کا کچھ لحاظ نہین رکھتے اور نہ کسی کی ملامت اور ایذا رسانی سے ڈرتے ہین پس علی رضی اللہ عنہ اس صفت مین کامل تھے ۱۲ [۲] علی رضی اللہ عنہ قرآن کے ساتھ ہے یعنی ہمیشہ وہ اُسپر عمل کرتا ہے اور اُسکی مخالفت نہین کرتا اور قرآن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے کہ ہر وقت اسکا ہادی ہے اور کبھی اُس سے جُدا نہین ہوتا ۱۲ [۳] تقیہ کی رد مین علماء نے بہت کچھ لکھا ہے یہان تھوڑا سا بطور اجمال کے لکھا جاتا ہے اللہ تعالی نے سورہ احزاب مین فرمایا ہے الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولایخشون احداً الا اللہ ط ۔ وہ جو اللہ کے احکام پہونچاتے ہین اور اس سے ڈرتے ہین سوائے اللہ کے کسی سے نہین ڈرتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام اور امام رضی اللہ عنہم اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے نہین ڈرتے تھے اور اللہ تعالی کا حکم پہونچانے مین کچھ خوف جان ومال کا اُن کو نہین ہوتا تھا اس سے کھل گیا کہ اگر خلفائے راشدین قابل تعریف کے نہوتے تو امام اور اہلبیت اُنکی جھوٹی تعریف نہ کرتے اور خدائتعالی کے بندون کو دھوکا نہ دیتے دوسرے یہ کہ اگر امام جان کے خوف اور ایذا کے سبب سے حق بات کا اظہار نہین کرسکتے تھے تو انکو وہان سے ہجرت لازم تھی اللہ تعالی نے سورہ نساء مین فرمایا ہے۔ ان الذین توفٰہم الملٰئکۃ ظالمی انفسہم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃً فتہاجروا فیہا فاولٰئک ماواہم جہنم وساءت مصیراً ۔ تحقیق جن لوگون کی فرشتے جان کھینچتے ہین ایسے حال مین کہ وہ اپنے اوپر ظلم کر رہے ہین تو اُن سے فرشتے کہتے ہین کہ تم کس بات اور کس شغل مین تھے وہ کہتے ہین ہم عاجز اور مغلوب تھے اس ملک مین۔ فرشتے کہتے ہین کیا نہ تھی زمین خدا

خلافت و شوکت کے زمانے مین اور عین خلوت مین اور خاص اپنے دوستون اور تابعدارون سے اس قسم کا بیان کرنا کیونکر تقیہ پر محمول ہو سکتا ہے اور یہ تقیہ کے ساتھ کس طرح جمع ہو سکتا ہے اور امام محمد باقر اور آپ کے آبا اور اولاد رضی اللہ عنہم سے ہر وقت مین اس قسم کے سوالات ہوئے ہین کہ آپ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے باب مین کیا کہتے ہین سب نے یہی فرمایا کہ ہم اُنکو نہایت دوست رکھتے ہین اور جب یہ پوچھا گیا کہ لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ آپ یہ کلام تقیہ سے کرتے ہین اور آپ کے دل مین اسکا خلاف ہے تو اُنہون نے جواب مین یہی فرمایا کہ خوف زندون سے ہوتا ہے نہ مُردون سے اور امام باقر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ ہشام ابن عبدالملک ابن مروان کو سب بُرا کہتے چلے آئے ہین اور وہ اپنے وقت کا امیر و بادشاہ تھا اگر ہم تقیہ کرتے تو اُسکی بھی تعریف کرتے پس جبکہ امام باقر رضی اللہ عنہ کا یہ حال ہے اور آپ علی رضی اللہ عنہ کے جگر کے ٹکڑے ہین تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہوگا کہ قوت و شجاعت اور عدل کی کثرت اور جنگ کی شدت مین وہ کل کے کل ہین - اگر اُنکو خوف و تقیہ ہوتا تو امیر معاویہ اور بنی مروان سے جاہلیت اور اسلام کے زمانے مین باوجود اُنکی اسقدر کثرت کے اور باغیون اور خارجیون سے کیون لڑتے اور ان لڑائیون مین آپنے حرب و قتال اور اظہار حق و تائید دین کی ایسی داد دی ہے کہ اُس سے زیادہ متصور نہین ہو سکتی اور یہ سب کوشش فقط اسی واسطے تھی کہ دین کا امر اعتدال کے دائرے سے باہر نہونے پاوے جب حق کا تغیر اور دین کے کام مین سُستی دیکھی اُسی وقت رد و ابطال کو اپنے اوپر واجب سمجھا اور آپنے اپنے بعض شیعہ کو جنہون نے اس مقدمے مین افراط و تفریط اور غلو کیا تھا نکلوا دیا چنانچہ عبداللہ ابن سبا کو مداین کی طرف جلاوطن کر دیا اور حکم دیا کہ جس شہر مین ہم ہون وہان آنے نپاوے اور یہ ابن سبا[۳] یہودی تھا کہ اُس نے آپ کے ہاتھ پر

(بقیہ صفحہ ۱۲۰) ۴ استطاعت طرفین کی کتابون سے ثابت ہے ذوالفقار مین ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے زید شہید کے ہمراہیون کو لاکھ دینار تقسیم کیئے - تیسرے سب پیغمبرون کو جان کا خوف رہا ہے اللہ تعالےٰ نے سورہ بقرہ مین فرمایا - ویقتلون النبیین بغیر الحق ط اور وہ قتل کر ڈالتے تھے نبیون کو ناحق پر کسی پیغمبر نے جان کے ڈر سے کافرون اور منافقون کی تعریف نہین کی اور بہی بہت سی دلیلین ہین کہ یہان اُنکی گنجایش نہین ہے ۱۲ منہ ۵ عیاش مین ہے کہ جلا جیم کی زبر سے کسی کو اُسکے گھر سے نکالنا اور جلائے وطن یہ ہے کہ جس ملک مین رہتا ہے وہان سے نکال دینا ۱۲ منہ ۳ اس عبداللہ ابن سبا یہودی منافق کا حال اور مذہب روافض کی ابتدا اور تقیہ کرنے کا بیان

اسلام ظاہر کیا تھا اور حقیقت مین منافق تھا اور رافضیون کا پیشوا اور اس مذہب کا موجد بھی تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا کہتا تھا اور علی رضی اللہ عنہ کو خدا کہوا تا تھا آپ نے اُسکے بعض کلمات سُن لئے تھے اسلئے اُسے یہ سزا جلا وطن ہونے کی دی اور نکلوا دیا اور ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی مدح و ثنا مین آپنے اتنے خطبے فرمائے ہین کہ اُن پر اطلاع ہونے کے بعد کسی طعن کرنے والے کو دم مارنے کی مجال نہین رہ سکتی اگر علمائے سنت و جماعت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی افضلیت بلکہ اس افضلیت کی قطعیت مین فقط اُسی پر اکتفا کرین تو استدلال کو کافی اور وافی ہون اور بعضے شیعہ جو انصاف و اعتدال کے رستے سے باہر نہین گئے ہین اُسکا یہی سبب ہے عبدالرزاق نے کہ صاحب روایت و عالم حدیث ہے کہا ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی تفضیل مین اسلئے کرتا ہون کہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر اُنکی تفضیل آپ کی ہے اس سے زیادہ اور کیا بڑا گناہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کو ہم دوست رکھین اور اُنکی مخالفت کرین یہ تمام ترجمہ ابن حجر کے کلام کا ہے اگر انصاف کی آنکھ سے دیکھین تو معلوم ہو جاوے کہ اور کتابون مین اس تفصیل سے بیان کم ہوا ہے چاہئے کہ اول سے آخر تک دیکھ کر اور سب کو ملا کر غور کرین اور اضطراب اور جلدی نہ کرین واللہ اعلم ومنہ التوفیق[۱]

فَبَاقِي الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ بعد چارون خلیفون کے باقی عشرہ مبشرہ کو بزرگی ہے اور عشرہ مبشرہ ان دس صحابیون کا نام ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکو بہشت کی خوشخبری دی ہے اور فرمایا ہے[۲] وطلحہ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ وعبد الرحمن بن عوف فی الجنۃ وسعد ابن ابی وقاص فی الجنۃ وسعید ابن زید فی الجنۃ وابو عبیدۃ بن الجراح فی الجنۃ اور یہ دسؔ آدمی تمام اُمّت مین سے بہتر و افضل اور

[۱] اور اللہ ہی بہت جاننے والا ہے اور وہی توفیق دینے والا ہے ۱۲

[۲] ترمذی نے اس حدیث کو عبدالرحمن ابن عوف سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر بہشت مین اور عمر بہشت مین اور عثمان بہشت مین اور علی بہشت مین اور طلحہ بہشت مین اور زبیر بہشت مین اور عبدالرحمن عوف کا بیٹا بہشت مین اور سعد ابی وقاص کا بیٹا بہشت مین اور سعید زید کا بیٹا بہشت مین اور ابو عبیدہ جراح کا بیٹا بہشت مین ۔ ابن ماجہ نے یہ حدیث زید کے بیٹے سے نقل کی ہے یہ سعید زید کا بیٹا عمر رضی اللہ عنہ کا بہنوئی ہے کہ اُنکی بہن فاطمہ اُس سے منسوب تھی اور یہ اپنی زوجہ فاطمہ کے سبب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور سنہ اکیاون ہجری مین اُسکی وفات ہوئی ستر برس سے زیادہ عمر تھی اور باقی سب مشہور ہین ۱۲ مظاہر حق ۔ اور اُنکی تعریف مین اور بہت حدیثین

قریش کے سردار ہین اور مہاجرین کے پیشوا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتے دار ہین رضی اللہ عنہم اجمعین اور انکی بزرگیان اور کوششین دین اسلام مین اسقدر ثابت ہین کہ اورون کی نہین ہین اور انکا بہشتی ہونا قطعی ہے لیکن یہ بشارت کی قطعیت خاص انہین کے لئے نہین ہے بلکہ ان کے سوا اورون کو بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے جیسے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حسن وحسین رضی اللہ عنہما اور خدیجۃ الکبری وعائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حمزہ وعباس وسلمان وصہیب وعمار ابن یاسر رضی اللہ عنہم ان دس کا لقب جنتی اس سبب سے مشہور ہو گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث مین ایک ہی وقت ان کا بیان فرمایا ہے اور عقائد

بقیہ صفحہ (۱۲۲) ... معاذ جبل کا بیٹا ہے اور ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ جراح کا بیٹا ہے اور معمر نے جو قتادہ سے روایت کی ہے اسمین یہ بھی ہے - واقضاہم علی - اور سب سے زیادہ حق پر حکم کرنیوالا علی ہے رضی اللہ عنہم اور ترمذی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - طلحۃ والزبیر جاراے فی الجنۃ - طلحہ اور زبیر میرے ہمسائے ہین جنت مین اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی - اللہم اسق عبد الرحمن ابن عوف من سلسبیل الجنۃ - اے اللہ پلا عبد الرحمن عوف کے بیٹے کو بہشت کے چشمے سے ترمذی مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اللہم استجب لسعد اذا دعاک - اے اللہ قبول کر سعد کی دعا جب دعا کرے - اس حدیث کی روایت بھی سعد سے ہے

ف ترمذی نے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجکو فرشتے نے بشارت دی ہے اس بات کی کہ - فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ وان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی سب عورتون کی سردار ہین اور انکی بشارت دی ہے کہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانون کے سردار ہین اور ابی سعید سے بھی ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ - اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری ومسلم نے روایت کی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوگئے کہ وہ جا پر اور عرض کی اے رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجۃ الکبری کے آتی ہے انکے پاس ایک برتن مین سالن ہے اور روٹی ہے جب آپ کے پاس آوے تو اللہ تعالی کی طرف سے آپ انکو سلام کہئے - بشرہا ببیت فی الجنۃ من قصب لا صخب فیہ ولا نصب - اور بشارت دیجئے انکو ایک گھر کی جنت مین موتی سے بنا ہوا کہ اسمین غوغا وتعب ہے اور رنج وتعب آپ کئے روز کا کھانا دن لیجاتے تھے اور عبادت الہی مین مصروف رہتے تھے ایکبار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا لے گئین جبپر یہ بشارت ہوئی اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ترمذی مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرئیل علیہ السلام میری صورت حریر کے ٹکڑے پر لکھی ہوئی لائے اور کہا - ہذہ زوجتک فی الدنیا والآخرۃ - یہ تیری زوجہ ہے دنیا اور آخرت مین یہ آپکے نکاح سے پہلے ہوا اور اسکا اور حدیثون مین بھی ذکر ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے ترمذی مین روایت ہے

مین انکا بیان اسواسطے آیا ہے کہ انکی شان مین اہتمام زیادہ ہے اور جن لوگون کے دل مین زنگ ہے اور ان بزرگون کی بے ادبی کرتے ہین اور ان سے بغض رکھتے ہین انکی مذمت کار و بھی مقصود ہے اور عوام جانتے ہین کہ جنّت مین داخل ہونے کی بشارت کا قطعی ہونا انہیں دس کے لئے مخصوص ہے یہ گمان اُنکا محض غلط ہے اور اُنکے جہل صریح پر دلالت کرتا ہے اور بعضے طالب علم عربی خوان کہ عوام جاہلون سے آدھا قدم آگے بڑھکر رکھتے ہین یون کہتے ہین کہ اورون کو بھی بشارت ہے لیکن ان دس کی بشارت قوّت اور شہرت مین متواتر ہے اور منشا راس گمان کا حدیثون کا نہ پڑتالنا ہے اور اس علم شریف کی خدمت مین تقصیر اسکا باعث ہے تجاوز کرے اللہ اُن سے اور اس بحث کو ہمنے ایک کتاب مین جسکا نام تحقیق الاشارت فی تعمیم البشارت ہے تفصیل و تحقیق کے ساتھ بیان کیا ہے اور جسقدر اہل بشارت کے نام حدیثون مین آئے ہین اور اپنی نظر سے گزرے ہین سب ذکر کئے ہین اور حق یہ ہے کہ چارون خلیفون اور فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم اور انکی مانند اور اہل فضائل کی بشارت تواتر معنوی کے درجے کو پہونچی ہے اور دس مین سے جو باقی رہے اُنکی بشارت شہرت کی حد تک پہونچی ہے اور بعضون کے احاد کے درجے کو اور جن کے واسطے بشارت نہین آئی ہے اُنکو یون کہتے ہین کہ مومن جنّتی ہین اور کافر جہنمی ہین مگر کسی کو قطعی جنتی نہین کہہ سکتے اور تمام تحقیق اس کی کتاب مذکور مین ہے فَاَهْلُ بَدْرٍ یا عشرہ مبشرہ کے بعد اہل بدر کو فضیلت ہے اور بدر[۱] کا واقعہ ہجرت کے دوسرے برس ہوا ہے اور دین اسلام کی عزت کے ظاہر ہونیکا یہی سبب[۲] ہوا اور اللہ تعالیٰ نے جو اپنے حبیب

(بقیہ صفحہ ۱۲۳) ۴ اور لشکر اسلام کا نیزہ اونکے ہاتھ میں یہانتک اللہ کی راہ لڑتے ہین کہ اُنکے دونون پاؤن کٹ گئے پس نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُنکو مشاہدے یا خواب مین دیکھا کہ وہ جنت مین اوڑتے ہین اور اُنکے دو بازو ہین خون مین بھرے ہوئے اسی لیے اُنکو طیار اور ذوالجناحین کہتے ہین ۱۲ مظاہر حق + ف۱ غیاث مین بدر بے نیچے کے ایک نقطے والی کے زبر اور دال بے نقط کے سکون سے ایک مقام کا نام ہے جہان نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور قریش سے جنگ ہوئی تھی اور اہل اسلام کی فتح ہوئی ۱۲ ف۲ اللہ تعالےٰ نے سورہ آل عمران مین فرمایا ہے ۔ ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ الخ ۔ اور بیشک مدد کی تمہاری اور تم کو فتح دی اللہ تعالےٰ نے بدر مین اور تم تھوڑے تھے کہ تین سو سے کچھ زیادہ تھے اور وہ کئی ہزار تھے اور جبتک اہل اسلام کو کچھ بڑی قدرت نہ تھی +

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصرت کا وعدہ فرمایا تھا وہ اُس دن پورا کیا اور
عتبہ وشیبہ وابوجہل وغیرہ سرداران قریش جو دین کے دشمن تھے وہ اُس غزوہ مین مارے گئے
اور جہنم مین پہونچے اللہ اُنکو لعنت کرے اور پانچ ہزار فرشتون نے مومنین کی مدد کی اور
اُس غزوے مین شریک ہوئے عشرہ مبشرہ بدر کی لڑائی مین موجود تھے سوائے عثمان رضی
اللہ عنہ کے کہ وہ بسبب بیماری حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے صاحبزادے کے آپ کے حکم سے مدینہ طیبہ مین رہے تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُنکو اہل بدر مین گنا اور غنیمت مین شریک کیا اور اہل بدر تین سو تیرہ ہین یہ سب
قطعی بہشتی ہین[۱] اور ان کی شان مین فرمایا ہے کہ ۲ اطلع علی ۲ اہل بدر فقال

۲ اعلموا ما شئتم فقد غفرت لکم دوسری جگہ فرمایا لن یدخل النار رجل شہد بدرا والحدیبیۃ اور
حدیث شریف مین آیا ہے وہ فرشتے کہ غزوہ بدر مین حاضر تھے اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین ایسی عزت
و بزرگی رکھتے ہین کہ اور فرشتون کو حاصل نہین ہے فاضل اہل بدر کے بعد احد[۴] والون کو
بزرگی ہے یہ غزوہ ہجرت کے چوتھے برس واقع ہوا ہے اور اس مین اہل اسلام پر آزمایش و شدت

۱ ایک روایت مین تین سو پندرہ[۳۱۵] اور ایک مین تین سو سترہ[۳۱۷] آئے ہین اور عبد الکریم برزخی نے اپنے رسالہ مین تین سو پینسٹھ[۳۶۵] لکھے ہین لیکن نہ تین سو تیرہ[۳۱۳] جو متن مین مذکور ہوئے مشہور ہین اور اسی قول کو ترجیح ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی اُنکو جنت کی بشارت دی ہے کہ آپنے اُنکے حق مین فرمایا ہے۔ فقد وجبت لکم الجنۃ۔ یہ ایک بہت بڑی حدیث کا ٹکڑا ہے جو بخاری ومسلم سے مشکوۃ مین بروایت علی رضی اللہ عنہ نقل کی ہے اُس مین فرمایا ہے۔ اعملوا ما شئتم کرو جو کچھ چاہو یہ از روے کرم کے فرمایا نہ ترک کے لئے پس بیشک واجب ہوئی تمہارے لئے جنت اور اللہ تعالیٰ نے اُنکے اگلے پچھلے گناہ بخشدئے اگر ان سے گناہ صادر ہو تو توبہ کی حاجت نہین بے توبہ بخشا گیا اور جامع بخاری مین اہل بدر کے نامون کا ایک باب ہے کہ چالیس سے زیادہ نام اہل بدر کے اُسمین ہین بعض استیعاب مین ایک دعا مین اُنکے نامون کے ساتھ توسل کیا ہے اور پورے تین سو تیرہ[۳۱۳] نام اس مین نقل کئے ہین اور ان اسمائے مبارک کے خواص مین سے یہ بھی ہے کہ اُنکے توسل کی برکت سے دعا قبول ہوتی ہے اور حاجت برآتی ہے اور بعض اولیاء اللہ کو اُنکی برکت سے ولایت ملی ہے اور بہت مریض شفایاب ہوئے ہین یہ خلاصہ مظاہر حق کا ہے ۱۲ **۲** بخاری ومسلم سے بروایت علی رضی اللہ عنہ جو حدیث اوپر گزری ہے اُسکے آخر مین ہے کہ ایک روایت مین یون بھی آیا ہے۔ بیشک اللہ مطلع ہوا بدر والون پر رحمت کے ساتھ پس فرمایا جو عمل چاہو وہ کرو تم پس تحقیق بخشا مین نے تمکو ۱۲ **۳** حفصہ رضی اللہ عنہا سے مسلم مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین امید رکھتا ہون اگر خدا چاہے تو نہین داخل ہونے کا آگ مین وہ مرد کہ حاضر ہوا بدر مین یا حدیبیہ مین ۱۲ **۴** غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ احد الف اور حے بے نقطی کی ۲

پہونچی ہے اور دندان مبارک نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اسی جگہ مجروح ہوا ہے اور
یہ خیال نہ کرین کہ آپکا دندان مبارک جڑ سے نکل آیا تھا بلکہ اُسکا ایک کونہ ٹوٹ گیا تھا
اور سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ عبد المطلب کے بیٹے اور ستر صحابی رضی اللہ عنہم اور
شہید ہوئے اور عشرہ مبشرہ بھی اہل اُحد مین داخل تھے اور مشرکون کا سردار اُس غزوے
مین ابو سفیان اموی تھا کہ غزوہ بدر کے بعد اُس نے قسم کھائی تھی کہ جبتک محمد صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم اور اُنکے اصحاب رضی اللہ عنہم سے بدلا نہ لیلونگا عورت سے صحبت نہین کرنیکا اور
بدن پر تیل نہین ملنیکا جس سال مکہ معظمہ فتح ہوا یہ ابو سفیان اور معاویہ ابو سفیان
کا بیٹا ایمان لائے ہین ۔ فَاَهْلُ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ اہل اُحد کے بعد بیعت رضوان والون
کو بزرگی ہے بیعت رضوان اُس بیعت کا نام ہے کہ مسلمانون نے حدیبیہ[1] کی صلح سے
پہلے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ پر کی تھی جسکا قرآن مجید مین بیان ہے لقد رضی اللہ
عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ لا یدخل النار
احد بایع تحت الشجرۃ یہ بھی سب قطعی بہشتی ہین اور یہ ترتیب جو بیان ہوئی ہے اسکے افضلیت
مجمع علیہ ہے کہ ابو منصور تمیمی نے نقل کیا ہے اور ان سب کے بعد کہ جنکا ذکر کیا گیا سب
صحابہ رضی اللہ عنہم کو بزرگی ہے اپنے اپنے درجے اور مقام کے موافق مگر علما نے اُسکی کچھ صحیح

[1] غیاث مین لطائف سے نقل کیا ہے کہ حدیبیہ حے بے نقطہ کی پیش دال بے نقطہ کی زیر اور دوسری کی زبر اور بے نیچے کے دو نقطون والی کی تشدید سے ایک مقام کا نام ہے مکہ معظمہ سے دو فرسنخ ۱۲ [2] یہ آیہ سورہ فتح مین ہے بیشک اللہ تعالے راضی اور خوش ہوا ایمان والون سے جبکہ تیرے ہاتھ پر بیعت کی درخت کے نیچے تفسیر حسینی مین اس آیت کا شان نزول یون لکھا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حدیبیہ مین نزول فرمایا اور خراش بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو مکے مین بھیجا کہ قریش سے کہدے کہ ہم عمرہ کرنے کو آئے ہین لڑنیکا ارادہ نہین رکھتے قریش نے اُسکو اندر نہ آنے دیا اور نہ اُسکی بات سُنی آپ نے دوبارہ عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا اُنکو قریش نے مکے مین قید کر لیا اور یہان یہ خبر اُڑی کہ اُنکو قتل کر ڈالا اسلیئے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے قریش سے لڑنے کا ارادہ کیا اور سمرہ کے درخت کے نیچے نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہاتھ پر سب صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیعت کی صحیح قول کے بموجب اُسوقت ایک ہزار پانسو بیس[۱۵۲۰] صحابی تھے جنہون نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور آپنے عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنا ہاتھ رکھکر بیعت کی نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آج تم اپنے زمانے کے سب آدمیون سے بہتر ہو اور تفسیر معالم التنزیل مین جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا کہ تمکو دوزخ کی آگ نہین لگنے کی ۱۲ [3] مسلم مین بروایت حفصہ رضی اللہ عنہا جو ایک بڑی حدیث آئی ہے اسکے آخر میں ہے کہ ایک روایت مین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

مرنے خبر دیا یعنی داخل ہونے کا آگ مین جس نے درخت کے نیچے بیعت کی ۱۲ اور عبارت مین فرق ہے ۱۲ اور مضمون یہی ہے ۱۲

نہین کی ہے واللہ اعلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے بعد بزرگی اور کرامت اُس مومن کو ہے جسکو علم و پرہیزگاری زیادہ ہے ؎۱ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی اولاد کو بھی بعضون کو بعضون پر بزرگی ہے ترتیب وار لیکن فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کو سب پر بزرگی ہے رضی اللہ عنہم اجمعین ۔ وَفَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ النِّسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا جنّت کی عورتون کی سردار ہین اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنّت کے جوانون کے سردار ہین ؎۲ ہمنے اس مسئلے کو اسلئے عقائد مین علیحدہ ذکر کیا ہے کہ ان تینون کے حق مین یہ بشارت قطعی ہے اور عوام بشارت کو عشرہ مبشرہ کے ساتھ مخصوص جانتے ہین اور رافضی صرف اہل بیت نبوت ہی کے ذکر کا اہتمام کرتے ہین اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کل ایمان والی عورتون پر فضیلت ہے کہ اُنکی شان مین اہل جنّت کا لفظ آیا ہے یہانتک کہ مریم عمران کی بیٹی اور عائشہ صدیقہ اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہما پر بھی اور ایسا ہی ذکر کیا ہے سیوطی نے اور بعضی حدیثون مین زہرا رضی اللہ عنہا کی تفضیل مطلق واقع ہوئی ہے جیسا کہ اس حدیث مین ہے اور بعضی حدیثون مین مریم رضی اللہ عنہا

؎۱ یہ آیہ سورہ حجرات مین ہے بیشک بزرگ تمہارا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم مین زیادہ ڈرنے والا اور پرہیزگار ہے ۱۲ ؎۲ اور صفحہ ۱۲۲ کے حاشیے پر دو حدیثین اسی مضمون کی گزری ہین ۱۲ ؎۳ بخاری اور مسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ ہم سب بیبیان نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریب موت کے یا مرض الموت مین آپکے پاس بیٹھی ہوئی تھین اور چال و روش فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی تھی پس آپنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہا فراخی اور کشادگی ہو میری بیٹی کو پھر آپنے اپنے پاس بٹھایا اُنکو اور چپکے سے کچھ کہا اُنکو پس وہ بہت روئین پس جبکہ حضرت نے اُنکو غمگین دیکھا تو دوبارہ کچھ کہا اُن سے کہ وہ ہنسنے لگین پس جب آپ اُٹھے طہارت یا نماز کو تو مین نے اُن سے پوچھا کہ تم سے کیا کہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا نہین کھولنے والی مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھید پس جب وفات ہو گئی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُس کے بعد مین نے کہا اے فاطمہ مین تمکو قسم دیتی ہون اُس حق کی کہ میرا تمپر ہے یعنی حق مادری وغیرہ کی کہ بتادو مجکو وہ جو آپنے چپکے سے کہا تھا ۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ابکی وفات ہو گئی اسلئے کہتی ہون مین کہ پہلی دفعہ آپنے فرمایا تھا کہ میری اجل قریب ہے کہ جبرئیل نے اس رمضان مین مجھسے دوبارہ قرآن مجید کا دور کیا پس تقویٰ کر اے فاطمہ اسلئے مین روئی پھر آپنے دوبارہ کہا ۔ یا فاطمہ الا ترضین ان تکونی سیدۃ نساء اہل الجنۃ او نساء المومنین ۔ اے فاطمہ کیا تو اس بات پر نہین راضی ہوتی کہ ہووے سردار سب عورتون بہشت کی یا سب مومن عورتون کی اخیر ایک روایت ہے کہ ص

کو استثنار کیا ہے اُن عورتون مین سے جن پر زہرا رضی اللہ عنہا کو تفضیل دیتی ہے پس اس مین احتمال ہے کہ مریم کا رتبہ زہرا کے برابر ہو یا ان سے زیادہ رضی اللہ عنہما اور اور جگہ فرمایا ہے کہ سب عورتون مین افضل فاطمہ ہین اور خدیجہ اور عائشہ اور مریم اور آسیہ رضی اللہ عنہن اور ظاہر اس حدیث کا ان سب کی مساوات پر دلالت کرتا ہے یا توقف پر اور ایک حدیث مین یون آیا ہے کہ فاطمہ اس امت مین ایسی ہے جیسے مریم اپنی قوم مین رضی اللہ عنہما یعنی اپنے غیر سے بزرگ زیادہ ہی ہو سکتا ہے کہ ان خبرون کے اختلاف کا سبب زہرا رضی اللہ عنہا کے مرتبے اور درجون کی اطلاع ہو جیسا اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کرتا رہا اور خبر دیتا رہا ویسا ہی آپ فرماتے رہے اور سب سے آخر وہ خبر دی جس سے عموماً تمام جہان کی عورتون پر اُنکی بزرگی ثابت ہے واللہ اعلم اور بعضے علمار عائشہ رضی اللہ عنہا کو فاطمہ رضی اللہ عنہا پر بزرگی دیتے ہین کسواسطے کہ وہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہشت مین ہونگی اور یہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکان علی رضی اللہ عنہ کے مکان سے اعلےٰ درجے کا ہوگا لیکن حدیثون مین آیا ہے کہ آپنے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو خطاب کرکے فرمایا کہ مین اور تو اور علی اور حسن اور حسین سب ایک ہی مکان مین ہونگے اور یہ بھی کہتے ہین کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ تھین کہ خلفار کے زمانے مین اجتہاد کرتی تھین اور فتویٰ دیتی تھین اور بعضے کہتے ہین کہ بعد خدیجہ و عائشہ رضی اللہ عنہما کے سب عورتون سے افضل ہین اور سیوطی نے

ف ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ترمذی مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے پاس بلایا فتح مکہ کے سال پس اُنکے کان مین کچھ کہا کہ وہ رونے لگین پھر کچھ کہا جس سے وہ ہنسنے لگین پس جب آپکی وفات ہوئی تو مین نے اُن سے اُس رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے اپنی وفات کا حال بیان کیا تھا اس سبب سے مین روئی تھی پھر مجکو آپنے خبر دی کہ انی سیدۃ النسار اہل الجنۃ الا مریم بنت عمران فضحکت ۔ بیشک مین سب جنت کی عورتون کی سردار ہون سوائے مریم عمران کی بیٹی کے ۔ پس ہنس پڑی مین ۱۲ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بہشت کی سب عورتون سے افضل ہین سوائے مریم رضی اللہ عنہا کے ۱۲ ف انس رضی اللہ عنہ سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا حسبک من النسار العالمین مریم بنت عمران وخدیجۃ بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد وآسیۃ امراۃ فرعون ۔ کفایت کرتا ہے تجکو جہان کی عورتون سے پہچاننا مناقب ان چار عورتون کا کہ اپنے غیر سے افضل ہین مریم عمران کی بیٹی اور خدیجہ خویلد کی بیٹی اور فاطمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنے فتاوے مین کہا ہے کہ اس مسئلے مین تین مذہب ہین اصح یہ ہے کہ فاطمہ افضل عائشہ سے ہے رضی اللہ عنہا اور بعضے کہتے ہین کہ دونون کا مرتبہ برابر ہے اور بعضون نے توقف کیا ہے اور بہت سے علمائے حنفیہ اور بعضے شافعیہ توقف کی طرف مائل ہین اور مالک رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ پوچھا تو کہا فاطمہ بضعۃ من النبی یعنی فاطمہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کا ٹکڑا ہے ولا افضل علی بضعۃ من الرسول اللہ احدًا اور نہین افضل کہتا ہون اور بزرگی دیتا ہون مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے پر کسی کو اور امام سبکی نے کہا ہے کہ جو مختار اور دین ہمارا ہے وہ یہ ہے کہ فاطمہ سب سے افضل ہے بعد اُسکے اُسکی والدہ خدیجۃ الکبری بعد اُسکے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہن اور سیوطی نے کہا ہے کہ سب عورتون سے افضل مریم اور فاطمہ ہین اور سب امہات المومنین سے خدیجہ اور عائشہ افضل ہین رضی اللہ عنہن اور خصائص خیضری مین مذکور ہے کہ خدیجہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا مین بھی اختلاف ہے متقدمین کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہے اور بعضی حدیثون مین ہے کہ تمام جہان کی عورتون مین سب سے زیادہ کامل اور افضل مریم عمران کی بیٹی اور فاطمہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی اور آسیہ فرعون کی بیوی ہین رضی اللہ عنہن اور بخاری کی بعضی روایت مین آسیہ بنت مزاحم واقع ہوا ہے شیخ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ فاطمہ زہرا عائشہ صدیقہ سے افضل ہے رضی اللہ عنہا اور یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

لہ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے مسور بن مخرمہ کے بیٹے سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ فاطمہ بضعۃ منی فاطمہ۔ میرے گوشت کا ٹکڑا ہے آگے فرمایا۔ فمن اغضبہا اغضبنی۔ پس جس نے اُسکو غصے مین ڈالا گویا مجکو غصے مین ڈالا اور ایک روایت مین اسکے آگے یہ بھی آیا ہے۔ یریبنی ما ارابہا و یوذینی ما اذاہا۔ ظاہر مین مجکو قلق مین ڈالتی ہے وہ چیز جو اُسکو قلق مین ڈالتی ہے اور باطن مین ایذا دیتی ہے مجکو وہ چیز جو اُسکو ایذا دیتی ہے بسبب جزئیت اور کمال اتحاد کے اس سے معلوم ہوا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایذا دینی نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانا ہے اور آپکو ایذا دینی حرام ہے اللہ تعالے نے سورہ احزاب مین فرمایا۔ وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ۔ اور نہین لایق اور جائز ہے تمہارے لئے یہ کہ ایذا دو اللہ کے رسول کو پس اس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بڑا مرتبہ معلوم ہوا

۲ہ یہ قول امام مالک رحمۃ اللہ کا ہے کہ پہلے تو اُنہون نے وہ حدیث بیان کی جو اوپر گذری اور پھر یون فرمایا کہ مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی غیرہ من الطعام[۱] اور
اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چارون عورتون مذکورہ سے
افضل ہے اسلیے بندہ ضعیف کہ سنوارے اللہ تعالیٰ احوال اُسکا کہتا ہے کہ حق یہ ہے کہ فضیلت
کے سبب مختلف ہین لیکن حدیثون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
فاطمہ رضی اللہ عنہا سب اولاد سے زیادہ پیاری تھین اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے
بعد عائشہ رضی اللہ عنہا سب بیبیون سے زیادہ پیاری تھین اگر افضلیت ومحبت کے
سبب مختلف نہ رکھین تو مشکل ہے اسواسطے کہ بعضی حدیثون مین آیا ہے[۲] کہ نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو سب عورتون سے زیادہ عائشہ رضی اللہ عنہا پیاری تھین اور سب مردون سے
زیادہ اُنکے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ پیارے تھے اور دوسری[۳] حدیث مین یون فرمایا کہ
عورتون مین سب سے زیادہ پیاری فاطمہ رضی اللہ عنہا او رمردون مین سب سے زیادہ پیارے
علی رضی اللہ عنہ تھے اور بعضے علمانے کہا ہے کہ یہ حدیث شاذ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا
اپنے سوا سب سے بزرگ ہین یہانتک کہ اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی۔ پس اگر حیثیت
مختلف اعتبار نہ کرین تو نہایت مشکل ہے اور افضلیت کے معنی کثرت ثواب ہین اور اُسکی
حقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہین جانتا لیکن ذات کی بزرگی اور طینت کی طہارت اور
جوہر کی پاکی مین فاطمہ[۴] رضی اللہ عنہا اور حسن وحسین اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے

---

[۱] انس رضی اللہ عنہ سے بخاری ومسلم مین روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بزرگی اور فضل سب عورتون پر ایسا ہے کہ جیسے ثرید کی بزرگی ہے اور کھانون پر غیاث مین بحر الجواہر سے نقل کیا ہے کہ ثرید ثے اوپر کے تین نقطے والی کے زبر سے ہے حمید کے وزن پر اور یہ ایک کھانے کا نام ہے اور وہ یہ ہے کہ روٹی کے ٹکڑے گوشت کے شوروے مین بھگوئے جاوین نہایت لطیف اور زود ہضم کھانا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے بہت رغبت تھی پس عورتون سے یہان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان مراد ہین یا کل عورتین۔ پس عائشہ رضی اللہ عنہا آپکی سب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن مین افضل ہین تا بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا کے یا کل عورتون مین اور ظاہر تر یہی ہے ۱۲ مظاہر حق ۱۲

[۲] یہ حدیث صفحہ ۸۰ اکے حاشیے پر گزری ہے اور علی رضی اللہ عنہ اسکے راوی ہین ۱۲

[۳] یہ حدیث ترمذی مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بروایت جمیع ابن عمیر رضی اللہ عنہ مذکور ہے اور صفحہ ۷۱ اکے حاشیے پر گزری ۱۲

[۴] صواعق محرقہ مین ابی ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کو پکارنے والا عرش کے اندر سے پکاریگا۔ یا اہل الجمع نکسوا رؤسکم وغضوا ابصارکم حتی تمر فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ

برابر کوئی نہین ہوسکتا واللہ اعلم وَاَلْخِلَافَۃُ ثَلَاثُوْنَ سَنَۃً ثُمَّ بَعْدَھَا مُلْکٌ وَّ اِمَارَۃٌ اور خلافت تیس ۳۰ برس ہے پھر اسکے بعد بادشاہی اور امیری ہے ایسا ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ا لخلافت بعدی ثلثون سنۃ ثم تصیر بعدھا ملکا عضوضا [۵ف] یعنی خلافت میرے بعد تیس برس ہے اور پھر اُسکے بعد خلافت نہو گی بلکہ بادشاہت کاٹنے والی ہوگی کہ اُسکے ڈنک سے بہت کم کوئی سلامت رہیگا اور تمامی تیس ۳۰ سال کی علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک پوری ہوگئی اور تحقیق یہ ہے کہ چھ ۶ مہینے اس مین سے باقی رہے تھے امام المسلمین حسن رض ابن علی ابن ابی طالب اُس مین خلیفہ رہے اُسکے بعد خلافت تمام ہوئی پس معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ جو آپکے بعد حاکم ہوئے وہ خلیفہ نتھے بلکہ بادشاہ وامیر تھے اور خلفائے عباسیہ کو جو خلفاء کہتے ہین یہ مجاز ہے ظاہر کے اعتبار سے اور محقق حنفی شیخ کمال الدین ابن ہمام نے مسائرہ مین کہاہے کہ تمام اہل حق اسپر اتفاق رکھتے ہین کہ امیر معاویہ بادشاہ تھا نہ خلیفہ اور بعد شہادت علی رضی اللہ عنہ کے اُنکے امام ہونے مین اہل سنت کے مشائخ نے اختلاف کیاہے بعضے کہتے ہین امام ہوا بعضے کہتے ہین نہین ہوا اور وہ جو امام ہونا تسلیم کرتے ہین کہتے ہین کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امامت اُسکو سونپی اور اُسکے ہاتھہ پر بیعت کی ہے وَنَکُفُّ عَنْ ذِکْرِ الصَّحَابَۃِ اِلَّا بِخَیْرٍ [۲ف] اہل سنت وجماعت کا یہی طریقہ

ف۵ ابوداؤد واحمد و ترمذی نے سفینہ سے روایت کی ہے اُس نے کہا مینے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپنے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہے یعنی خلافت حق وپسندیدہ بعد اُسکی بادشاہت ہوگی اور حضرت شیخ کے ترجمہ مین خصوصاً کالفظ بھی ہے یعنی اُس مین امن ہوگا اور عدل ودین پروری ہوگی پھر اسکے آگے راوی نے لکھاہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو برس ہوگی عمر کی دس اور عثمان کی بارہ ۱۲ اور علی کی چھ ۶ رضی اللہ عنہم یہ حساب تقریباً ہے اور اُسمین کسرون کو چھوڑ دیاہے اور صحیح حساب جامع الاصول وغیرہ مین ہے + ابوبکر ۲ سال ۴ ماہ - عمر رض ۱۰ سال ۶ ماہ - عثمان رض ۱۲ سال کئی روز کم علی رض ۴ سال ۹ ماہ - حسن رض ۵ ماہ - کل ۳۰ سال ۱۲ مظاہر حق ۱۲ ف۲ عقائد نسفی کی شرح مین ملا سعد الدین تفتازانی نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا - من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاہلیۃ - جو مرگیا اور نجانا اُسنے امام اپنے زمانے کا پس تحقیق مرا وہ مردار اور اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اہتمام کیا امام کے مقرر کرنے مین آپکے دفن کے پہلے اور اسی طرح ہر امام کی موت کے بعد کہ امام سے زمانہ خالی نرہے پس جب خلافت کی مدت تیس ۳۰ برس ٹھیری تو بعد خلفائے راشدین کے زمانہ امامت سے خالی ہوا اور سب اُمت گنہگار ہوئی بسبب نہ مقرر کرنے امام کے کہ مقرر کرنا امام کا واجب ہے ۱۲

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نیکی کے سوا برائی سے نہ یاد کرین اور لعن وطعن وسب وشتم واعتراض وانکار انپر نہ کرین ۵۱ اور انکے ساتھ بے ادبی نکرین اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی نسبت انکو حاصل ہے اُسکی حفاظت بھی ضرور ہے اور اُنکے مناقب وفضائل قرآن مجید مین اور حدیث شریف مین عام موجود ہین جیسے محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا ۵۲ اور رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ۵۳ اور اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتھم اھتدیتھم ۵۴ اور اکرموا صحابی فانکم خیارکم ۵۵ اور اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ اور آپس مین بعضے لڑائی جھگڑے اور اہل بیت نبوی کے حقوق کی حفاظت اور انکے آداب کی رعایت مین جو تقصیرین نقل کی گئی ہین اگر اُن خبرون کی صحت تسلیم کی جاوے تو بھی اُن سے اغماض اور تغافل کرنا چاہئے اور کہے کو اَن کہا اور سُنے کو اَن سُنا سمجھنا چاہئے کسواسطے کہ انکی صحبت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یقینی ہے اور وہ یقین ظنی ہین پس

۵۱ منتخب مین ہے لعن نیکی جنت سے دُور ہونا اور نفرین کرنی وطعن نیزہ مارنا اور عیب گیری کرنی سب سین کی زیر اور بے کی تشدید سے دشنام دینی شتم گالی دینی اور بُرا کہنا اعتراض کے بھی بہت معنی ہین ان مین سے ایک سرکشی کرنا انکار بُرا جاننا ۱۲ بخاری ومسلم مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ۔ ترجمہ مت کہو تم میرے صحابہ کو اگر تم مین سے کوئی اُحد کے برابر سونا اللہ کے رستے مین خرچ کرے تو ثواب مین اُنکے ایک یا آدھی مد خرچ کرنے کے برابر نہین ہو سکتا۔ اور مسلم کی شرح مین ہے کہ بُرا کہنا اصحاب رضی اللہ عنہم کا حرام ہے اور جمہور علما کا یہ مذہب ہے کہ وہ تعزیر دیا جاوے اور بعضے مالکیہ نے کہا ہے کہ وہ قتل کیا جاوے اور ہمارے بعضے علمانے کہا ہے کہ شیخین کا بُرا کہنے والا قتل کیا جاوے ۱۲ مظاہر حق ۵۲ یہ آیہ سورہ فتح مین ہے محمد اللہ کا رسول ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو اُسکے ساتھ ہین یعنی اُسکے صحابہ رضی اللہ عنہم زور آور ہین کافرون پر اور نرم دل ہین آپس مین تو دیکھے انکو رکوع اور سجدے مین ڈھونڈتے ہین اللہ کا فضل اور خوشی ۱۲ ۵۳ یہ آیہ سورہ بینہ مین ہے اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اُس سے راضی ہوئے ۱۲ ۵۴ یہ حدیث رزین نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے اصحاب ستارون کی مانند ہین جنکی پیروی کروگے تم یعنی سب کی یا اکثر کی یا جسکی میسر ہو راہ پاؤگے تم ۱۲ ۵۵ یہ حدیث نسائی مین عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ

ظن یقینی کے ساتھ معارض نہین ہو سکتا اور خبر یقینی ظنی سے متروک نہین ہو سکتی۔
حاصل یہ کہ معاویہ وعمرو ابن عاص ومغیرۃ ابن شعبہ اور ان جیسون تک سرحد دارالاسلام
ہی کی ہے جو کوئی اہل سنت وجماعت کے مشائخ کا تابع اور پیرو ہے اُسکو لازم ہے کہ انکے
برا کہنے اور انپر طعن کرنے سے زبان کو روکے اگرچہ اہل سیر وتاریخ نے بعضے ایسے امر نقل کئے
ہین کہ اُنکے تصوّر کرنے سے دل کو حیرانی اور وحشت ہوتی ہے اور اُس مین کدورت پیدا
ہوتی ہے پر سلامتی اغماض اور زبان بند کرنے مین ہے حدیث مین آیا ہے کہ صفین مین
معاویہ کے لشکر مین سے ایک شخص کو گرفتار کرکے عُروہ علی رضی اللہ عنہ کے روبرو لایا۔
وہان جو لوگ حاضر تھے اُن مین سے ایک شخص کو اُسپر رحم آیا اُس نے کہا کہ سبحان اللہ مین
جانتا تھا کہ بہت اچھا مسلمان ہے اسکا کیا حال ہوگیا آپنے فرمایا کہ یہ اب بھی مسلمان ہی
ہے حاصل یہ کہ اُنکو بُرا کہنا اونپر طعن کرنا اگر دلیل قطعی کی مخالفت ہی کفر ہے جیسے
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زنا کی تہمت لگانی کہ اُنکی طہارت اور پاکی
قرآن سے ثابت ہے اور جو دلیل قطعی کی مخالفت نہو تو بدعت ہے اہل سنت وجماعت
کے علمار کہتے ہین کہ بُرا جرم معاویہ اور اُن جیسون کا یہ ہے کہ امام برحق وخلیفہ مطلق

(بقیہ صفحہ ۱۳۲) مجکو ایذا دی اور جس نے مجکو ایذا دی پس تحقیق خدا کو ایذا دی پس قریب ہے کہ پکڑیگا خدا اُسکو ۱۲ مظاہر حق ۱۲

ف اللہ تعالےٰ نے سورہ احزاب مین فرمایا۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ سوا اسکے نہین کہ اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے ناپاکی اے اہلبیت رسول کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پاک کرے تمکو پاک کرنا اس آیت سے پہلے اور پچھلی آیتین اسبات پر دلالت کرتی ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیان آپکی اہلبیت مین اور مسلم مین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صبح گھر سے نکلے اور آپ پر ایک کملی تھی سیاہ اُون کی۔ فجاء الحسن ابن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ پس آیا حسن ابن علی رضی اللہ عنہ پس داخل کیا آپ نے اُسکو پھر آیا حسین رضی اللہ عنہ اُسکو بھی حسن کے ساتھ داخل کیا پھر آئی فاطمہ رضی اللہ عنہا اُسکو بھی داخل کیا پھر آیا علی رضی اللہ عنہ اُسے بھی داخل کیا پھر آپنے یہ آیت پڑھی۔ انما یرید اللہ۔ آخر تک اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے ان سب کو بھی اپنے اہلبیت مین داخل کیا۔ پس آپکی بیبیان اور اولاد سب آپکے اہلبیت ہوئے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ گناہون

یعنی علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی اور اُنپر خروج کیا جیسا کہ عمار ابن یاسر کی حدیث سے
کہ شہرت و تواتر معنوی کے درجے کو پہونچی ہے ثابت ہوتا ہے تقتلک الفئۃ الباغیۃ[۱] یدعوھم
الی الجنۃ ویدعونک الی النار اور یہ کفر نہیں ہے اور نہ لعنت کرنے کے لائق ہے اور علمائے
مجتہدین و سلف صالحین مین سے کسی نے اُنپر لعنت نہین کی اور اصل عادت اہل سنت
کی ترک کرنا سب و لعن کا ہے کہ مومن پر لعنت درست نہین ہے اور کافر پر بھی لعنت
جائز نہین رکھتے کہ اُسکے انجام کا حال معلوم نہین ہے تعجب نہین کہ اسکا خاتمہ ایمان اور
سعادت پر ہو مگر جب کہ اُسکا خاتمہ کفر و شقاوت پر ہو تو لعنت اُسپر جائز ہے اور بعضے
یزید شقی کے حال مین بھی توقف کرتے ہین اور بعضے یزید اور اُسکے مددگارون اور یارون
کی شان مین اتنا غلو[۲] و افراط[۳] کرتے ہین کہ وہ مسلمانون کے اتفاق سے امیر ہوا تھا اُسکی
اطاعت امام حسین علیہ السلام پر واجب تھی نعوذ باللہ[۵] من ھذا القوم ومن ھذا الاعتقاد
وہ امام حسین علیہ السلام کے ہوتے ہوئے کیونکر امیر ہو سکتا تھا اور مسلمانون کا اتفاق
اُسپر کب ہوا اصحاب رضی اللہ عنہم کا گروہ جو اُسکے زمانے مین موجود تھا اور اُنکی اولاد
سب اُسکی منکر اور اُسکی اطاعت سے خارج تھی ایک جماعت مدینہ طیبہ سے جبراً[۶] کرہاً
شام مین اُس کے پاس گئی تھی اور اُس نے اُنکی بہت خاطرداری کی لیکن جب اُنھون نے
اُسکا حال دیکھا اور اُسکی بُرائی معلوم کی اُلٹے پھر آئے اور اُسکی بیعت توڑ دی اور کہا
کہ اللہ کا دشمن ہے اور تارک صلوٰۃ و شراب خوار و زانی و فاسق اور حرام عورتون کا
حلال کرنے والا ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ اُس نے امام حسین علیہ السلام کے قتل
کا حکم نہین دیا تھا اور اُنکے قتل سے راضی نہ تھا اور اُنکی شہادت کے بعد خوش و مسرور

---

[۱] یہ حدیث ہے لڑیگا تجھسے ایک گروہ بغاوت والا کہ تم اُنکو جنت کی طرف بلاتے ہوگے اور وہ تمکو آگ کی طرف یعنی تم اُنکو حق کی طرف بلاتے ہو اور وہ تمکو ناحق کی طرف ۱۲ [۲] منتخب مین ہے کہ غلان غین اور یے کے تین نقطے والے کے زبر اور ہمزہ کی سکون سے کام و حال اور سر مین سے آنکھون مین آنسو آنے کا رستا ۱۲ [۳] غیاث مین ہے کہ غلو غین نقطہ دار اور لام کی پیش سے ہاتھ اونچا کرنا اور حد سے بڑھنا ۱۲ [۴] غیاث مین ہے کہ افراط الف کی زیر سے گزرنا اور بڑھنا اور یہ ضد تفریط کی ہے کہ اُسکے معنی کمی و تقصیر کرنیکے ہین ۱۲ [۵] اللہ سے پناہ مانگتے ہین ہم اس قوم سے اور انکے اس اعتقاد سے ۱۲ [۶] غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ جبر جیم کے زبر اور بے ایک نقطے والی کے جزم سے ٹوٹے کا باندھنا اور کسی سے زبردستی کوئی کام ۱۲

سرکھینچ جانا اور ... مطیع و فرمانبردار ... سے نقل کیا ہے کہ اہلیت کے لائق ... کی ... اور ... والی کی زبر ... صلاحیت ... ناپسند ... ۱۲

نہین ہوا یہ کلام بھی باطل و مردود ہے اسواسطے کہ عداوت اُس شقی کے اہلبیت نبوی رضی اللہ عنہم سے اور خوشی اُنکے قتل سے اور اُنکی اہانت کرنی یہ سب تواتر کے درجے کو پہونچا ہے اور اس سے انکار اُسکا تکلف و مکابرہ[۵۱] ہے اور بعضے کہتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کا قتل کبیرہ گناہ ہے اسلیئے کہ نفس مومن کا ناحق قتل کرنا کبیرہ ہے نہ کفر اور لعنت کافرون کے ساتھ مخصوص ہے ایسے کلام والون کے حال پر افسوس ہے کہ اُنکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام پر نظر نہین ہے کہ بغض و اہانت و ایذا فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اُنکی اولاد کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بغض و اہانت و ایذا ہے اور وہ بیشک کفر و لعنت اور ہمیشہ جہنم مین رہنے کا باعث ہے اور یہ آیت اسپر دلالت کرتی ہے[۵۲] ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ و اعد لھم عذابا مھینا اور بعضے کہتے ہین کہ اُسکا خاتمہ معلوم نہین ہے شاید کہ اُس نے اس کفر و گناہ کے بعد توبہ کی ہو اور خاتمہ اُسکا توبہ کی حالت مین ہوا ہو اور امام محمد غزالی رحمۃ اللہ کا میل احیاء العلوم مین اسی حکایت کی طرف ہے اور امام احمد حنبل اور علمائے سلف نے اُسپر لعنت کی ہے اور ابن جوزی نے کہ حفظ سنت اور شریعت مین کمال شدت و عصبیت رکھتا ہے اپنی کتاب مین سلف سے اُسپر لعنت نقل کی ہے اور بعضون نے منع کیا ہے بعضے توقف مین رہے ہین حاصل یہ ہے کہ ہمارے نزدیک وہ سب آدمیون سے زیادہ بدتر و مبغوض ہے اور اُس بے سعادت نے وہ کام کئے ہین کہ اس اُمت مین کسی نے نہین کئے بعد قتل امام حسین علیہ السلام کے اور اہلبیت کی اہانت کے اُس نے مدینہ منورہ کے

---

[۵۱] غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ تکلف اپنے اوپر رنج کھینچنا اور کسی چیز مین سے وہ خاصیت نکالنی جو اُسمین نہو اور کشف سے نقل کیا ہے کہ مکابرہ اپنی بزرگی دوسرے پر ثابت کرنی اور معارضہ و مطلبہ اور لڑائی کرنی ۱۲

[۵۲] یہ آیہ سورہ احزاب مین ہے بیشک جو لوگ اللہ اور اُسکے رسول کو ستاتے ہین اُنکو پھٹکارا اللہ نے دنیا و آخرت مین اور ہیار کیا اُنکے واسطے عذاب رسوا کرنے والا اور اسکی دلیل کہ جو لوگ اُنکو ایذا دیتے ہین وہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیتے ہین اوپر گذری اُس حدیث مین جسکا سرا یہ ہے الفاطمۃ بضعۃ منی ۔ اور ترمذی نے زید بن ارقم کے بیٹے سے روایت کی ہے کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی و فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے لیے فرمایا ۔ انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم ۔ بیشک مین اُس شخص سے لڑنے والا ہون جو اُن سے لڑے اور اُس سے صلح کرنے والا ہون جو اُن سے صلح کرے ۱۲

خراب کرنے کو اور وہان کے رہنے والون کے قتل کرنے کو لشکر بھیجا اور بقیہ اصحاب وتابعین رضی اللہ عنہم کے لئے قتل کا حکم دیا اور مدینہ طیبہ کی تخریب کے بعد مکہ معظمہ اور اُسکے حرم شریف پر قبضہ کرنے کا اور عبد اللہ ابن زبیر کے قتل کا حکم کیا اُنہین دنون مین اسی حالت مین وہ مرگیا ایسے حال مین توبہ ورجوع کا کیا احتمال ہے اللہ تعالےٰ ہمارے اور تمام اہل اسلام کے دلون کو اسکی اور اُسکے دوستون اور مددگارون کی محبت سے اور نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ جس نے بُرائی کی ہو یا اُنکا بُرا چاہا ہو یا اُنکا حق برباد کیا ہو اور اُنکے ساتھ سچی عقیدت کا رستا نہ چلا ہو ان سب کی محبت سے پاک رکھے اور بچاوے اور ہمکو اور ہمارے دوستون کو قیامت کے دن اُنکے گروہ مین اُٹھاوے اور دنیا وآخرت مین اُنکے رستے پر چلاوے بمنہ وکرمہ وہو قریب مجیب وَالْمُجْتَهِدُ يُخْطِي وَيُصِيبُ اور مجتہد کبھی خطا پر ہوتا ہے کبھی صواب پر مذہب مختار یہی ہے کہ مجتہد کبھی خطا پر ہوتا ہے اور وہ اس اجتہاد کی خطا مین معذور بلکہ ماجور ہے یعنی اُسکو اُس خطا پر اجر بھی ملتا ہے اسلیئے کہ اُس نے اپنی طاقت کے بموجب اجتہاد مین خوب کوشش کی اور افاضہ یعنی پہونچانا راہ راست وصواب پر یہ خدا کا کام ہے حدیث شریف مین آیا ہے ان اخطات فلک حسنة وان اصبت فلک حسنتان ٥ اور بعضے کہتے ہین کہ مجتہد مصیب ہے اور اُسکے لئے وہی حق ہے جو اُسکے اجتہاد کا انتہا ہے اور

سلہ کہ اُنکی پیروی مین ہدایت ہے اور اُنکی مخالفت مین ضلالت ترمذی نے زید ارقم کے بیٹے سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الآخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہل بیتی ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما تحقیق مین چھوڑتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر اُسکو پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہین ہونے کے میرے بعد ایک اُن مین سے بہت بڑی ہے دوسرے سے وہ کتاب اللہ کی ہے اور وہ مانند رسّے کے ہے کہ آسمان سے لٹکائی گئی اور دراز کی گئی ہے زمین تک کہ اُسکو پکڑکر آسمان قدس تک چڑھ جاوین اور وہ امان ہے بندون کے لئے اور چھوڑتا ہون مین اپنی عترت کو کہ وہ میرے اہلبیت ہین کہ میرے بعد اُنکے حقوق کی رعایت ضرور ہے اور ہرگز جدا نہین ہونے کی اللہ کی کتاب اور میری عترت یہانتک کہ آوینگے میرے پاس حوض کوثر پر اور جس نے اُنکے حقوق کی رعایت کی ہوگی اُسکا شکریہ ادا کرینگے اور آپ اسکے بدلے مین اُسکے ساتھ سلوک واحسان کرینگے اور جس نے اُنکے حقوق ضائع کئے ہونگے اُسکے ساتھ معاملہ برعکس ہوگا پس دیکھو کیونکر خلیفہ ہوتے ہو تم اُن دونون مین یعنی تم اُنکے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہو یا بُرا اور ابی ذر اغفاری سے امام احمد رحمۃ اللہ نے روایت

یہ اختلاف فرعیات اور عملیات اور احکام فقہیۃ مین ہے کس لیئے کہ اوسکے واسطے ظنی ہونا اور نہایت ظن اس مقدمے مین کافی ہے جزم و یقین درکار نہین ہے اور اعتقادیات و مسائل کلامیۃ مین حق ایک ہی ہے کسواسطے کہ وہ واقع و نفس الامر کی خبر ہے اور واقع و نفس الامر سواسئے ایک کے نہین ہوسکتا اور اجتہاد کی شرطین اور اُسکے احکام اور غیر مجتہد کی تقلید اور اُسکا لازم کرنا اور اُس سے رجوع کرنا یہ سب اپنے مقام پر مذکور ہے - وَلَا نُكَفِّرُ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ قِبْلَتِهٖ اور نہین کافر کہتے ہین ہم کسیکو اہل قبلہ سے اہل قبلہ وہ ہین کہ مسلمانون کے قبلے کی طرف نماز پڑھتے ہین اور کتاب و سنت یعنی قرآن و حدیث پر چلتی ہین اور اُنکی سند پکڑتے ہین اور کلمہ شہادتین پڑھتے ہین پس اُنکو کافر نہ کہنا چاہیئے اگرچہ اُن سے بعضے ایسے کلمے صادر ہوئے ہون جن سے کفر لازم آتا ہو لیکن جبتک وہ اُسکا التزام نہ کرین یا اُن کلمات مین سے کفر کا لازم آنا نہایت ظاہر نہو اُنکو کافر نہ کہنا چاہیئے اور جبتک ممکن ہو مسلمانون کے کلام کی توجیہ اور اُنکے حال کی درستی کرنی چاہیئے اور کافر کہنے مین جلدی اور تشدد نہ کرنا چاہیئے کہ حدیث شریف مین آیا ہے جو کوئی کسی کو کافر کہتا ہے اگر وہ حقیقت مین کافر نہین ہوتا تو

بقیہ صفحہ (۱۳۶) کوشش اور اجتہاد کی اور دوسری راہ صواب پر پہونچنے کی ۱۲ مظاہر حق ۱۲ ؎ غیاث مین منتخب سے نقل کیا ہے کہ اولی الفکر یعنی صواب تر و لایق تر اور احری تحری سے مبالغے کا صیغہ ہے اور تحری لطائف سے نقل کیا ہے کہ تسلی کے وزن پر راہ صواب اور بہتر ڈھونڈنا اور احری کے معنی بہت بہتر اور بہت صواب اور یہان یہ معنی ہین کہ جب مجتہد کو ظن غالب ہو کہ یہ مسئلہ جیسے قیاس مین آیا ہے بالکل اسی طرح ہے اور بہت ہی راہ راست پر ہے خدا بھی اسمین خطا نہین ہے تو اُسکے لئے وہی حق ہے اُسکو اُسپر عمل کرنا اور اورون کو عمل کرنے کا حکم دینا درست ہے ۱۲ ؎ اور وہ یہ ہے کہ - اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ یا و اشہد ان محمد رسول اللہ - گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون مین کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کے بندے ہین اور اُسکے رسول ہین یا دوسری شہادت اسطرح کہ گواہی دیتا ہون مین کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کا رسول ہے حدیثون مین دونون طرح آیا ہے مسلم نے عبادہ صاحب کے بیٹے سے روایت کی ہے اُس نے کہا کہ مینے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنا ہے آپ یون فرماتے تھے - من شہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ حرم اللہ علیہ النار - جس نے گواہی دی کہ بیشک نہین کوئی معبود مگر اللہ اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کا رسول ہے حرام کی اللہ نے اُسپر آگ - جب آگ حرام ہوئی تو وہ جنتی ہوا اور کافر پر جنت حرام ہے اور اُسکے لیئے ہمیشہ کا عذاب مقرر ہے پس مسلمان کلمہ گو کو کافر نہ کہین ۱۲ ؎ منتخب مین ہے کسی کام کو اپنے اوپر لازم کرنا یعنی جبتک وہ ایسے فعل نہ کرین یا ایسی بات نہ کہین کہ اُس فعل کے کرنے اور اُس بات کے ۱۲

کہنے والا اُسی وقت کافر ہو جاتا ہے[1] اور لعنت کرنے کا بھی ایسا ہی حکم ہے[2] یعنی اگر وہ شخص جسکو لعنت کی ہے لعنت کا مستحق نہیں ہے تو وہ لعنت کہنے والے پر اُلٹی آتی ہے پس لعنت کرنے اور کافر کہنے کے ترک کرنے ہی مین احتیاط ہے[3] واللہ اعلم وَرُسُلُ الْبَشَرِ اَفْضَلُ مِنْ رُسُلِ الْمَلَائِکَۃِ وَرُسُلُ الْمَلَائِکَۃِ اَفْضَلُ مِنْ عَامَّۃِ الْبَشَرِ وَعَامَّۃُ الْبَشَرِ اَفْضَلُ مِنْ عَامَّۃِ الْمَلَائِکَۃِ خواص بشر کہ انبیاء و رسول ہین خواص فرشتون سے کہ رسول اور پیغمبر فرشتون مین سے ہین افضل ہین اور خواص فرشتون مین سے جو رسول ہین وہ عوام بشر سے افضل ہین اور عوام بشر کہ پیغمبر نہین ہین یعنی اولیاء و اتقیا و بزرگان دین عوام ملائکہ سے افضل ہین یہ مسئلہ اجماع سے ہے اور اس مین بالکل اختلاف نہین ہے اور کہتے ہین کہ فرشتون سے بشر کے افضل ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالی نے فرشتون کو حکم کیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرین اور سجدہ خدمت کے اقسام مین سے نہایت تعظیم پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالے کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ادنے کو اعلے کی خدمت کا حکم کیا جاوے اور جب آدم علیہ السلام کی افضلیت ثابت ہوئی تو سب انبیاء علیہم السلام کی ثابت ہوئی اسواسطے کہ انبیاء علیہم السلام سب برابر ہین اور اور یہ کلام نہایت غریب ہے اسلئے کہ اللہ تعالی کی حکمتون کا کون احاطہ کرسکتا ہے کہ کہتے ہین اپنی حکمتون کو وہی خوب جانتا ہے کبھی اعلے کو ادنے کی خدمت کا حکم کرتا ہے تا کہ اپنی

---

[1] بخاری و مسلم مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما۔ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کافر کہے پس پھرے ساتھ اس کلمے کفر کے ایک اُن دونون مین کا یعنی اس کلمے کا کہنے والا یا وہ کہ جسکو کہا ہے اسلئے کہ اگر سچ کہا ہے تو وہ کافر ہی ہے اور جو جھوٹ کہا ہے تو یہ کافر ہوا ۱۲ اور بخاری مین ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم تکن صاحبہ کذلک۔ نہین تہمت لگاتا ہے کوئی کسی کو ساتھ فسق کے اور نہین تہمت لگاتا ہے ساتھ کفر کے اگر پھرتا ہے کلمہ فسق و کفر کا اُسی کہنے والے پر اگر نہو یا وہ جسکا کہ جسکو وہ کلمہ کہا ہے ایسا ۱۲ مظاہر حق ۱۲

[2] اسلئے کہ لعنت کافر کے لئے مخصوص ہے پس جب لعنت کی تو گویا کافر کہا۔ اور ترمذی مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لا یکون المؤمن لعانا۔ نہین مومن ہوتا ہے بہت لعنت کرنے والا ۱۲

[3] اسلئے کہ وارد ہوا ہے من صمت نجا۔ جو چپ رہا اُس نے نجات پائی اور عمران حصین کے بیٹے سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

قدرت کے کمال کو ظاہر کرے یفعل اللہ مایشاء ویحکم ما یرید[۱] دوسرے یہ کہ اہل سنت وجماعت کے مذہب مین اللہ تعالےٰ پر حکمت کی رعایت واجب نہین ہے مگر معتزلہ کے نزدیک واجب ہے اور وہ ملائکہ کی افضلیت کے قائل ہین اسلیئے یہ دلیل اُنکے مقابلے مین الزامی[۲] ہو سکتی ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ طاعات وعبادات کا بجالانا اور کمالات کا حاصل کرنا باوجود اسقدر علاقون اور منع کرنے والون کے نہایت مشکل اور سخت دشوار ہے اسلیئے اُسکا ثواب بھی اللہ تعالےٰ کے ہان بہت زیادہ ہے پس اگر افضلیت کے معنی کثرت ثواب کے لئے جاوین تو آدمی کی افضلیت کی یہ کامل دلیل ہے اور علایق جسمانی سے پاک اور بدن کی کدورتون سے صاف ہونا یہ افضلیت ملائکہ مین ہے اسی لئے بعضے محققین نے کہاہے کہ افضلیت کی حقیقۃ مختلف ہے اور صرف نزاع لفظی ہے کہ عبادت کی صعوبت اور مجاہدے کی شدت کے باعث تو بشر افضل ہے اور اللہ تعالےٰ کی نزدیکی اور جسم کی پاکی و نورانیت کی جہت سے فرشتے افضل ہین اور آدمی کا کمال وترقی اس مین ہے کہ ملائکہ کی نزدیکی[۳] کو پہونچے اور ملکوت اعلےٰ سے جا ملے اور پھر اگر انسان کی جامعیت اور اسماء وصفات آلہی کا مظہر اور اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہونا دیکھا جاوے اور اُسکے ان کمالات پر نظر کی جاوے تو انسان ہی راجح آوے اور یہ بھی کہاہے کہ دلیل متعارض ہے اور مسئلہ ظنی ہے یقین کو وہان راہ نہین ہے۔ واللہ اعلم۔ باوجود اسکے اعتقاد کرنا چاہیئے کہ رسولون کے رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کل کائنات

[۱] اس آیت کا ترجمہ اور نشان اوپر گزرا ۱۲ [۲] بقول اُنکے جب اللہ تعالےٰ پر اپنی حکمتون کی رعایت واجب ہے تو اس حکمت کی رعایت بھی کہ آدم علیہ السلام کو فرشتون سے سجدہ کروایا واجب ہوئی اور اس سے لازم آیا کہ آدم علیہ السلام فرشتون سے افضل تھے اور یہ اُنکے مذہب کی مخالف ہے ۱۲ [۳] یعنی جسقدر اللہ تعالےٰ کی نزدیکی فرشتون کو حاصل ہوا اُسی مرتبے پر آدمی پہونچے اور یہ کمال عوام مومنین کا ہے ورنہ آدمیون کے خواص یعنی انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رضی اللہ عنہم کو وہ قرب اور اللہ تعالےٰ کی نزدیکی حاصل ہے کہ فرشتون کو بھی میسر نہین ہے صفحہ ۸۶ و ۸۷ کے حاشیہ پر جو معراج مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب کا بیان ہے وہان کس فرشتے کی مجال تھی کہ اُسکو دخل ہوتا اگرچہ اور پیغمبرون اور ولیون کی نزدیکی اور قرب کے مرتبے حضرت خاتم المرسلین کی نزدیکی اور قرب کے مرتبے سے کم ہین پر فرشتون کے قرب کے مرتبون سے بہت زیادہ ہین واللہ اعلم ۱۲

کے سردار جن و انس و ملائکہ اور سب مخلوقات سے افضل ہین اور یہ تفضیل انبیا علیہم السلام کی فرشتون پر جو بیان ہوئی ہے جمہور اہل سنت و جماعت کا یہی مذہب ہے اور معتزلہ کے نزدیک فرشتے بشر سے افضل ہین اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلے مین تردد و توقف نقل کیا گیا ہے بسبب معارض ہونے دلیلون کے اور کہتے ہین کہ وہ پہلے فرشتون کی افضلیت کے قائل تھے آخر اُس سے بشر کی افضلیت کی طرف رجوع کی اور قاضی ابوبکر باقلانی سے بھی توقف نقل کیا گیا ہے اور امام تاج الدین سبکی نے کہ ائمہ شافعیہ مین سے مشہور ہین کہا ہے کہ اگر کسی کی ساری عمر گزر جاوے اور اُسکے دل پر انبیاء علیہ السلام کی بزرگی فرشتون پر خطرہ نہ کرے امیدوار ہون کہ قیامت کو اُس سے سوال نہ کرین انتہے اور بعضے کہتے ہین کہ ظاہرا مسئلہ تفضیل ہر جگہہ یہی حکم رکھتا ہے اور کلام کا انجام اسی پر ہے کہ حیثیتون کا اختلاف ہے واللہ اعلم۔ وَكَرَامَاتُ الْاَوْلِيَاءِ حَقٌّ کرامتین ولیون کے حق ہین اور ولی وہ ہے کہ اُسکو اللہ کی معرفت پوری حاصل ہو اور اللہ تعالے کے احکام کی اطاعت کامل کرتا ہو اور اُسکے گناہون سے دور بھاگتا ہو اور دنیا کی لذتون اور خواہشوں کی طرف متوجہ نہو روا ہے کہ اُس سے خرق عادات ظاہر ہون اور حقیقت مین یہ نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

۵ مسلم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ انا سید ولد آدم یوم القیامۃ و اول من ینشق القبر و اول شافع و اول مشفع مین سردار ہون آدم علیہ السلام کی اولاد کا قیامت کے دن یعنی جمیع صفات کمال مین اُن سے بہتر ہون آپ دنیا و آخرت دونون مین سردار ہین لیکن قیامت کی قید اسلیے لگائی ہے کہ وہ آپکی سرداری کے ظہور کا دن ہے اور اول اُنکا ہون کہ پھٹیگی اُن سے قبر یعنی سب سے پہلے اُٹھایا جاؤنگا اور اول شفاعت کنندہ الا ہین اور اول شفاعت قبول کیا گیا ہون پس اس مین دلیل ہے اسپر کہ آپ افضل مخلوقات و اکمل موجودات ہین اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ انا اکثر الانبیاء تبعاً یوم القیامۃ و انا اول من یقرع باب الجنۃ۔ مین سب پیغمبرون مین زیادہ ہونگا ازروے پیروی کرنے والون کے قیامت کے دن چنانچہ آپ نے اور حدیث مین فرمایا ہے کہ میری امت تمام اہل جنت مین دو ثلث ہے اور مین اول اُنکا ہون جو کھڑکھڑائینگے دروازہ بہشت کا یعنی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھلونگا اور اُس مین داخل ہونگا اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ تابعون کی کثرت متبوعون کی فضیلت کا سبب ہے پس یہان مرتبہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا معلوم ہوتا ہے کہ فروع احکام مین اکثر اہل اسلام اُنکے تابع ہین اور امام عاصم کوفی کا قاریون مین۔ اس مختصر مین بڑی بڑی حدیثون کی گنجایش نہین ہے اور قرآن مجید تمام آپکی صفات و فضائل سے بھرا ہوا ہے اُس مین سے ایک آیت پر کہ آپکی محبوبیت کے درجے کے کمال کی دلیل ہی اکتفا کیا گیا

کا معجزہ ہے کہ یہ ولی اُنکی اُمت مین سے ہے اور معجزے آپکے کئی قسم کے ہین بعضے اُن مین سے وہ ہین کہ نبوت سے پہلے واقع ہوئے ہین اُنکو ارہاصات کہتے ہین اور جو بعد نبوت کے حیات کی حالت مین ہوئے ہین وہ معجزے کہلاتے ہین اور بعضے رحلت کے بعد آپکی اُمت کے اولیاء سے ہوئے ہین اُنکو کرامات[1] کہتے ہین پس یہ بھی آپ ہی کے معجزے ہین کہ آپکے اور آپ کے دین کے سچے ہونے پر دلالت کرتے ہین اور یہ آپکے بعضے صحابہ رضی اللہ عنہم اور آپکی اُمت کے اولیاء رحمہم اللہ سے ہوئے ہین کہ اُنکا ثبوت بطریق شہرت و تواتر کے ہو چکا ہے انکار کی اصلا گنجایش نہین ہے اور خاص کر بڑے ولیون سے بہت بہت کرامتین ظاہر ہوئی ہین جیسے حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی وغیرہ رحمہم اللہ سے چنانچہ عبد اللہ یافعی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ[2] ان کراماته بلغت حد التواتر و معلوم بالاتفاق ما بلغت منها احد من شیوخ الآفاق اور بعضے کہتے ہین کہ ولی کی کرامت نبی کے معجزے کی جنس سے نہین ہوتی ہے جیسے شق قمر و سلام حجر و سجدہ شجر اور بعضے کہتے ہین کرامت ولی سے اپنے قصد و اجتہاد سے نہین ہوتی اور بغیر دعوے ولایت و کرامت کے بھی ہوتی ہے اور حق یہ ہے کہ جو کچھ انبیاء علیہم السلام سے بطریق معجزے کے صادر ہوتا ہے جائز ہے کہ ولی سے بطور کرامت کے ظاہر ہو اور بے اختیار ہونے کی قید جو لگائی ہے صحیح نہین ہے

---

[1] مظاہر حق مین ہے کرامات کرامت کی جمع ہے اور یہ اسم ہے اکرام و تکریم سے اور اصطلاح مین اُس خرق عادت کو کہتے ہین کہ جسمین نبوت کا دعوی نہ کیا جاوے اور اہل سنت نے اُسکا اقرار کیا ہے اور معتزلہ نے اُس سے انکار کیا ہے اور اہل حق اسپر اتفاق رکھتے ہین کہ اولیاء اللہ سے کرامت کا ہونا جائز ہے اور ولی وہ ہے کہ اللہ تعالے کی ذات و صفات کا بقدر طاقت بشری عارف ہو اور اُسکی طاعات پر مواظب ہو اور منہیات شرعی سے بچتا ہو اور دنیا کی لذتون اور خواہشون مین پھنسا ہوا نہو اور تقوے مین کامل ہو اور یہ ثابت ہے قرآن سے اور اسباب مین اور حدیثین تواتر معنوی کے درجے پہونچی ہین ۱۲ انتہے ۱۲ اس مختصر مین اُنکی گنجایش نہین ہے اسلئے ایک حدیث پر اکتفا کیا گیا بخاری مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُسید حضیر کا بیٹا اور عباد بشر کا بیٹا دونون نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اپنی کسی حاجت کا بیان کر رہے تھے یہانتک کہ رات بہت چلی گئی اور اندھیری نہایت شدت کی جھک آئی ثم خرجا من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ینقلبان و بید کل واحد منہما عصیة فاضاءت عصا احدہما لہما حتی مشیا فی ضوءہا حتی اذا افترقت بہما الطریق اضاءت للآخر عصاه فمشے کل واحد منہما فی ضوء عصاه حتی بلغ اہلہ ـ پھر دونون نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس سے اس حال مین کہ

وہ اختیار سے بھی ہوتی ہے اور بے اختیار بھی ہوتی ہے اور کبھی ایسے شخص سے ہوتی ہے
کہ ولایت کے مقام مین ثابت قدم وراسخ دم ہوتا ہے اور اُسکے سچے دعوی کے لئے دلیل
ہوتی ہے قالوا وکان الشیخ محی الدین عبد القادر کثیر الدعوی لحق فی حق [۵۱] اور کرامت
کا ہونا ولایت کی شرط نہین ہے بہت سے ولی ایسے ہوتے ہین کہ اُن سے کرامت نہین
ہوتی اور اصل ولایت کے دین پر استقامت ہے کہ الاستقامت فوق الکرامت [۵۲] اور
اس مین حکمت یہ ہے کہ ابتدا مین ہو تو سالک کی تربیت پر دلالت کرتی ہے اور مجاہدے
مین چست و چالاک کرتی ہے اور یقین کو بڑھاتی ہے اور انتہا مین مریدون کی تربیت اور
اُنکے تردد و انکار کے دفع کرنے کا فائدہ دیتی ہے اور سب قسمین خرق عادت کی چار [۵۳] ہین اگر
مومن صالح متقی کامل معرفت والے سے ہو اُسکو کرامت کہتے ہین اور جو نبی سے نبوّت
کے دعوے پر ہو معجزہ ہے اور اُس سے پہلے ارہاص اور مومن اہل صلاح سے ہو تو اُسکو
معونت کہتے ہین اور حقیقت سحر یعنی جادو و طلسم و شعبدے کی جُدا ہے یہ چیزین خرق عادت
نہین ہوسکتین اسواسطے کہ ان مین عمل اور اسباب کو دخل ہوتا ہے جو کوئی ان عملون اور
سببون کو کرتا ہے موافق جاری ہوتے عادت کے اُنکا ثمرہ مرتب ہوجاتا ہے جیسا کہ طبیب
حاذق کے علاج پر شفا مرتب ہوجاتی ہے اور خرق عادت وہ ہے کہ عادت کے خلاف [۵۴] ہو

[۵۱] کہا ہے اہل سیر اور علماء نے کہ شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ بہت بُلانے والے تھے حق کی طرف اللہ کے لئے اُسکی معرفت کے باب مین ۱۲ [۵۲] دین پر استقامت کرامت سے بڑھکر ہے اسلئے کہ دین پر مستقیم ہونے سے اللہ تعالےٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے جو آدمی قرب اور ولایت حاصل ہونے کا سبب ہے اور کرامت نہ ولایت کی شرط ہے نہ نزدیکی حاصل ہونی اُس پر موقوف ہے ۱۲

[۵۳] صفحہ ۳۰ کے حاشئے مین اوپر بیان ہوچکا ہے کہ خرق عادت چھ طرح پر ہوتی ہے سو یہ چارون قسمین اُسی مین سے بیان ہوئین جو مومن سے ہوتی ہین اور اُن کا نام استدراج اور خذلان ہے اُن کے یہان بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی اس لئے مصنف نے صرف انہی چار قسمون پر اکتفا کیا ہے واللہ اعلم ۱۲

[۵۴] اسلئے سحر و طلسم خرق عادت نہین ہوسکتی کہ وہ عادت کے کامون مین داخل ہین ۱۲ ✦

وَلَا يَبْلُغُ وَلِيٌّ دَرَجَةَ الْاَنْبِيَاءِ اور کوئی ولی نبی کے درجے کو نہین پہونچتا اسواسطے کہ انبیار علیہم السلام گناہ سے معصوم ہین اور عزل و برطرفی سے بیخوف ہین اور اُنکو بُرے خاتمے کا بھی خوف نہین ہے اور اُنپر وحی آتی ہے اور اُنکو حکم ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حکم و ہدایت خلق اللہ کو پہونچاوین یہ سب درجے اُنکے اُن کمالات سے کہ اولیا کو حاصل ہوتے ہین زیادہ ہین حاصل یہ کہ افضلیت نبی کی ولی سے قطعی و یقینی ہے جو کوئی اسکے خلاف اعتقاد کریگا وہ کافر ہے کما صرح بہ العلماء اور یہ جو کہا ہے کہ الولایت افضل من النبوت اس سے ولایت کی تفضیل و ترجیح نبوت پر ثابت ہوتی ہے لیکن ولی کی تفضیل نبی پر لازم نہین آتی اسواسطے کہ ولایت قرب کی نسبت ہے اللہ تعالےٰ کے ساتھ اور اللہ تعالےٰ کی جناب اقدس سے فائدہ و فیض حاصل کرنا اور نبوت خلق اللہ کو خیر اور فائدہ و فیض پہونچانا اور ضرور وہ نسبت اس نسبت سے شریف اور فاضل ہے اور نبی ان دونون صفتون کا جامع ہے پس وہ ولی سے فاضل ہوتا ہے اور باوجود اسکے اس کلام کا کہنے والا معلوم نہین کہ کون ہے اور اُس نے کس غرض سے کہا ہے اگر اُسکی مراد ولی کی تفضیل ہے نبی پر تو یہ کلام باطل و واجب الرد ہے اور جسنے کہا ہے وہ بھی وَلَا يَصِلُ الْعَبْدُ اِلٰی حَیْثُ یَسْقُطُ عَنْهُ الْاَمْرُ وَالنَّهْیُ اور بندہ ایسے درجے کو نہین پہونچ سکتا کہ شرع کی تکلیفین اُس سے ساقط ہو جاوین جیسا کہ اہل الحاد و اباحت کہتے ہین کہ جب بندہ محبت کی انتہا کو پہونچ جاتا ہے اور اُسکو قلب کی صفائی حاصل ہو جاتی ہے

سلہ اور ولی گناہ سے معصوم نہین ہے اور ممکن ہے کہ کسی سبب سے وہ ولایت کے درجے سے گر جاوے اور اُسکو بُرے خاتمے کا بھی خوف ہے اور نہ اُسپر وحی آتی ہے ان سب کمالون مین سے جو نبوت کے لئے خاص ہین اُسکو ایک بھی نصیب نہین ہے اور ولی کو جو معرفت الٰہی اور اُسکا قرب حاصل ہے نبی کو اُس سے بہت زیادہ حاصل ہے پس ولی کیونکر نبی کی برابر ہو سکتا ہے ۱۲ سکہ اسی طرح سے تصریح اور شرح اس مسئلے کی علمانے کی ہے ۱۲ سکہ نبی کی ولایت اُسکی نبوت سے افضل ہے شرح عقائد کے حاشیے مین ہے کہ ولایت عرفان اور قرب الٰہی سے عبارت ہے اور نبوت احکام پہونچانی خلق اللہ کو بیں خالق سے جو معاملہ ہے وہ اُس معاملے سے افضل ہے جو مخلوق کے ساتھ ہے سوائے اسکے نبوت مصلحت وقت سے متعلق ہے اور ولایت کو وقت سے کچھ بھی تعلق نہین ہے اور ولایت کے مرتبے اور درجے متفاوت و مختلف ہین پس انبیا علیہم السلام کا ولایت مین بھی درجہ عالی ہوتا ہے اور جب نبوت کے مراتب اُسکے ساتھ ملجاتے ہین تو اور بھی زیادہ ہو جاتا ہے ۱۲

اور اُسکا ایمان راسخ ہوجاتا ہے احکام شرعی اُس سے ساقط ہوجاتی ہین اور پھر اللہ تعالی اُسکو کبیرہ گناہ پر بھی نہین پکڑتا یہ کلام محض کفر و گمراہی ہے اور حق تعالی اسے بیخبری ہے[1] اسلئے کہ جب بندے پہ محبت غالب آتی ہے اور اُسکا دل صاف ہوجاتا ہے اور ایمان راسخ تو وہ طاعت و عبادت مین بڑھ جاتا ہے اور کامل ہوجاتا ہے نہ یہ کہ یہ صفتین اُسکی ناقص ہوجاوین اور ساقط ہوجاوین اور گناہ پر پکڑنا یا نہ پکڑنا یہ اللہ تعالی کی مشیت پر موقوف ہے چاہے پکڑے چاہے نہ پکڑے مختار ہے لیکن تکلیف کا ساقط ہونا صورت نہین رکھتا انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے محبت و ایمان مین کون زیادہ ہے اُنکے حق مین تو تکلیف پوری اور کامل ہے اسکے جواب مین بعضے کہا کرتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام کے افعال احکام الٰہی کے جاری کرنے کے واسطے ہوتے ہین اور شریعت کے وضع کرنے کے لئے اسلئے انکا ترک کرنا اُنکو لایق نہین ہے یہ لوگ شرع جاری کرنے کے معنے بھی نہین سمجھتے اور اتنا بھی نہین دھیان کرتے کہ شرع اسلئے ہے کہ لوگ اُسپر عمل کرین اور پیغمبرون کے اقوال کا اتباع کرین۔ پس لوگون کو عمل کرنا چاہئے کہ شرع جاری کرنے کی مصلحت باطل نہوجاوے اور سقوط تکالیف کسی صورت جائز نہین ہے وَالنُّصُوصُ تُحْمَلُ عَلٰی ظَوَاهِرِهَا[2] آیات و احادیث کو اُنکے ظاہر پر چھوڑ دینا چاہئے اور بے ضرورت اُنکی تاویل نہ کرنی چاہیئے اس مقام کی تحقیق اور تاویل

---

[1] اور یہ جو نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اذا احب اللہ عبداً لم یضرہ ذنب۔ جب اللہ تعالے کسی بندے کو دوست پکڑتا ہے تو اُس بندے کو گناہ ضرر نہین کرتا اسکے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالے اپنے دوستون کو گناہ سے بچاتا ہے اور اُنکی حفاظت کرتا ہے پس گناہ نہین کرتے اور جو اُن سے گناہ ہو بھی جاوین تو اللہ تعالی اُنکو توبہ کی توفیق دیتا ہے اور اپنی رحمت سے اُنکے گناہ معاف کر دیتا ہے پس وہ اُنکو نہین ضرر کرتے نہ یہ کہ اُنپر سے تکلیف ساقط ہوجاتی ہے ۱۲

[2] شرح عقاید نسفی مین ہے کہ نص کو اُسکے ظاہر پر جبتک چھوڑا جاتا ہے کہ اُسکا ظاہر دلیل قطعی کے مخالف نہو ورنہ اُسمین تاویل کیجاتی ہے ۱۲ جیسے وہ آیتین کہ انکا ظاہر اللہ تعالے کی جسمیت اور اُسکی جہت مین ہونے وغیرہ پر دلالت کرتا ہے سورہ فتح مین فرمایا۔ ید اللہ فوق ایدیہم۔ اللہ کا ہاتھ تمہارے ہاتھون پہ ہے اور سورہ روم مین فرمایا ہے۔ یریدون وجہ اللہ۔ وہ اللہ کے منہ کا ارادہ کرتے ہین پس ظاہر اسنہ اور ہاتھ جسم پر دلالت کرتے ہین اور سورہ یونس مین فرمایا ہے۔ ثم استوی علی العرش پھر اللہ تعالے برابر ہوا عرش پر یہ جہت و جسم پر دال ہے اور دلائل قطعی سے ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالے ایسی صفات سے پاک ہے اسلئے انکی تاویل ضرور ہوئی پھر اُسی مین لکھا ہے کہ اگر کوئی کہے کہ یہ آیتین نصوص مین سے نہین بلکہ متشابہات مین سے ہین تو اسکے جواب مین ہم یہ کہتے ہین کہ یہان نصوص سے وہ سب آیتین مراد ہین

کی شرطین اور اُسکا جائز ہونا یا نہ جائز ہونا کتاب التفرقہ بین الکفر والزندقہ سے کہ امام محمد غزالی
کی تصنیفات سے ہے طلب کرنی چاہیے وَالْعُدُولُ عَنْهَا اِلٰی مَعَانٍ يَدَّعِيهَا اَهْلُ
الْبَاطِنِ اِلْحَادٌ اور آیات و احادیث کے ظاہری معنی سے عدول کرنا ایسے معنی کی طرف کہ اہل
کے باطن کی طرف پھیرنے والے اُنکا دعوے کرتے ہین الحاد ہے اور یہ فرقہ باطنیہ و ملاحدہ کہتے
ہین کہ قرآن و حدیث کے ظاہر معنی مراد نہین ہین بلکہ اُن سے رمزین اور اشارے باطن
کی مراد ہین کہ بجز معلّم کی اُن تک کوئی نہین پہونچ سکتا ہے اور یہ لوگ امام معصوم کو معلّم
کہتے ہین کہ حقکی معرفت بغیر اُسکی تعلیم کے انکے نزدیک حاصل نہین ہوسکتی پس یہ کلام
انکا زندقہ و الحاد ہے اگر ظاہر کے معنی مراد نہین ہین تو نماز و روزہ اور طاعات و عبادات
اور شریعتین اور احکام کہان سے ثابت ہوئے اور کیونکر معلوم ہوئے اور جو کسی کو اُنکے
وصول کا رستا نہ معلوم ہو تو کتابون کا نازل کرنا اور شریعتون کا بیان کرنا بے فائدہ
ہوا اور انکے معلّم پیغمبرون اور اصحاب اور اُنکے تابعدارون سے بڑھ کر ٹھیرے اسلیے کہ
یہ سب نصوص کے ظاہری معنے لیتے تھے اور اُنکے ظاہرون پر عمل کرتے تھے اور اسی
پر حکم کرتے تھے اور حقیقت مین ان ملحدون کو دین کا بگاڑنا اور اُسکا باطل کرنا مقصود
ہے خذلہم اللہ ولعنہم اور اہل تحقیق جو رموز و اشارات کا علم رکھتے ہین کہتے ہین کہ
نصوص سے اُنکے ظاہری معنی مراد ہین اور باوجود اسکے قرآن مجید مین رمزین و اشارے
بھی ہین کہ اُنکے ظاہری معنون سے مخالفت نہین رکھتے مثلاً فرعون و موسیٰ ظاہر مین موجود
ہین اور ان مین جو واقعات ہوئے وہ سب ظاہر مین ہوئے اور باوجود اسکے اگر کوئی

(بقیہ صفحہ ۱۴۴) ہو نہین تو ظاہر کہلاتا ہے اور جو مراد ایسی مخفی ہو کہ اُسے عقل دریافت کرسکے وہ مشکل ہے
اور جو اُسکو نقل سے دریافت کرسکین تو وہ مجمل کہلاتا ہے اور دونون سے بالکل دریافت نہو سکے وہ متشابہ
ہے اس تقسیم سے ثابت ہوا کہ ظاہر و محکم و مفسر سب نص مین داخل ہین اور تفسیر اتقان فی علوم القرآن
مین محکم و متشابہ و ناسخ و منسوخ کے معنی بہت تفصیل سے لکھے ہین اُنکی اس مختصر مین گنجایش نہین ہے غرض
اس مقام پر آیات متشابہات بھی نصوص مین داخل ہین ۱۲ واللہ اعلم ۱۲ **لہ** غیاث مین اصول اکبری
کی شرح سے نقل کیا ہے کہ ملاحدہ میم کے زبر اور حے بے نقطہ کی زیر سے ملحد کی جمع ہے اور یہ ملاحد تھا یا جمع کی
کے لیے زیادہ کی ہے جیسے ملایک و ملائکہ اور منتخب سے یون نقل کیا ہے کہ ملحد میم کی پیش سے حق سے
پھرنے والے اور فاسق اور بیدین کو کہتے ہین ۱۲ **لہ** اللہ تعالیٰ اُنکی قوت کو توڑے اور اُنکو ذلیل کرے

روح ونفس کے قصے کی طرف اشارہ کرے ہو سکتا ہے نہ یہ کہ کہے یہان نہ موسےٰ ہے
نہ فرعون ہے فقط روح ونفس ہی مراد ہے اور فاخلع نعلیک موسےٰ علیہ السلام کو حکم
ہے کہ جوتیان اُتار ڈالے اور وادی مقدس مین ننگے پاؤن ادب سے آوے اور باجود
اسکے عاشقون نے اشارت کی ہے کہ دونون جہان کا دل مین سے نکال ڈالنا مراد ہے
کہ اللہ تعالےٰ کی محبت وقربت کے مقام قدس مین اتنا آداب ضرور ہے نہ یہ کہ یہان
نہ وادیٔ قدس ہے نہ موسےٰ نہ نعلین اس سے زیادہ یاوہ گوئی اور کفر اور کیا ہوگا۔
وَفِي دُعَاءِ الْأَحْيَاءِ لِلْأَمْوَاتِ وَصَدَقَتِهِمْ عَنْهُمْ نَفْعٌ لَهُمْ اور زندون
کی دعا اور صدقہ دینے مین مُردون کے لئے اُنکو نفع ہے[1] اس باب مین حدیثین اور آثار
بہت ہین اور نماز جنازے کی بھی اسی قسم سے ہے[2] حدیث شریف مین آیا ہے جسکے جنازے
پر سو مسلمان نماز پڑھین اور اُسکے لئے بخشش کی دعا مانگین بیشک وہ بخشا جاتا ہے[3]
سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہم کے والد فوت ہوگئے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا
اسباب مین کیا صدقہ بہتر ہے فرمایا کہ پیاسون کو پانی پلانا۔ پس سعد رضی اللہ عنہ نے
کنوان کھُدوایا اور کہا هذا لام سعد اور دوسری حدیث مین آیا ہے الدعاء ترد البلاء وا
لصدقة تطفی غضب الرب دعاء بلاء کو دور کرتی ہے اور صدقہ اللہ تعالےٰ کے

[1] عافیت مانگتے ہین ہم اللہ سے ایسی بُری سمجھ اور ایسی بُری باریک بینی سے ۱۲ [2] شرح عقائد مین ہے کہ معتزلہ کہتے ہین کہ میت کو ثواب نہین پہونچتا اور وہ یہ دلیل لاتے ہین کہ قضاے الٰہی نہین بدلتی اور ہر شخص اپنے عملون کی سزا مین گرفتار ہے اور آدمی اپنے عملون کی جزا دیا جاتا ہے نہ غیر کے عملون کی اور ہماری دلیل وہ حدیثین ہین جو کثرت سے حدیث کی صحیح کتابون مین وارد ہوئی ہین کہ اس مختصر مین اُنکی گنجایش نہین ہے اور ایک حدیث متن مین نقل کی گئی ہے اور ان خدشون کے جواب بھی اہل سنت نے اُنکو دیئے ہین ۱۲ [3] ابو داؤد مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء۔ جب تم میت پر نماز پڑھو پس خالص کرو اُسکے لئے دعا یعنے اُسکے واسطے دل سے دعا کرو اور خالص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ۱۲ [4] ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسلم نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ما من میت تصلی علیه امة من المسلمین یبلغون مائة کلهم یشفعون له الا شفعوا فیه۔ نہین کوئی میت کہ اُسپر نماز پڑھے ایک جماعت مسلمانون کی کہ پہونچین سو کو اور وہ سب شفاعت کرین اُسکی مگر قبول کیجاتی ہے اُنکی شفاعت میت کے حق مین اور ابو داؤد مین ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اذکروا محاسن موتاکم وکفوا عن مساویهم۔ یاد کرو اپنے مردون کی نیکیان اور اُنکی برائیان

غضب کی آگ کو بجھاتا ہے یعنی زندون اور مردون سے دین و دنیا مین اور یہ بھی حدیث
مین آیا ہے کہ جب عالم و طالب علم کسی گاؤن مین جاتے ہین تو اُس گاؤن کے مقبرے
سے چالیس روز تک عذاب اٹھا یا جاتا ہے یہان سے بزرگی علم اور پڑھنے پڑھانے کی معلوم
ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حافظون اور مدرسون کا مقبرون مین مقرر کرنا کتنا
بہتر اور کسقدر ثواب کا کام ہے وَاللّٰهُ مُجِيبُ الدَّعَوَاتِ قَاضِي الْحَاجَاتِ اور
اللہ تعالےٰ اپنے کرم و فضل سے دعاؤن کا قبول کرنے والا اور حاجتون کا روا کرنے والا ہے
اگر سچّی توجہ اور دل کے حضور اور عاجزی سے رو کر دعا کی جاوے بیشک قبول ہوتی ہے
دنیا یا آخرت مین اور دعا کے قبول ہونے کی شرطین ہین اور اُسکے موانع بھی ہین سب
شرطون مین بڑی دل کا حضور اور حلال کا کھانا ہے اور سب منع کرنے والون مین بڑا
مانع استبطاء[۵۱] و استعجال ہے یعنی یون کہے کہ بہت دعا کی مین نے اور قبول نہین ہوئی اور
باوجودیکہ قبولیت کی شرطین نہون اور موانع بھی موجود ہون جب بھی اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم
و رحمت باقی ہے حاصل یہ کہ دعا عبادت ہے[۵۲] اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ اور جیسا اور عبادتین
اپنے اپنے وقتون اور سببون خاص مین واجب ہوتی ہین اسی طرح بلا اور مصیبت کے وقت
دعا بھی لازم ہوتی ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ **ابیات** اے اخی دست از دعا
کردن مدار ✤ با اجابت یا رد اویت چہ کار ✤ بس دعا ہا کان زیان است و وبال ✤ از کرم می نشنود شان ذوالجلال
ابیات۔ کر دعا ہر وقت تا ہووے قبول ✤ گر نہو تو بھی نہو دل مین ملول ✤ حق مین تیرے جو بری ہووے دعا
فضل سے اپنے نہین سُنتا خدا ✤ مثلاً ایک کسان بادشاہ کی درگاہ مین حاضر ہو کر ایک گھوڑا لنگڑی

---

۵۱ غیاث مین ہے کہ استبطاء الف کی زیر سے دیر کرنی ہے اور یہان یہ معنی ہین کہ جب دعا کے قبول ہونے مین دیر لگے
نا امید ہو کر دعا کرنی چھوڑ دے ۱۲ ۵۲ یہ حدیث ترمذی مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دعا عبادت کا گودا ہے اسلیے کہ حقیقت عبادت کی عاجزی اور اپنے تئین ذلیل سمجھنا ہے
اور یہ دعا مین حاصل ہے اور ترمذی و ابن ماجہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ۔ نہین پھیرتی تقدیر کو مگر دعا
اور نہین بڑھاتی عمر کو مگر نیکی۔ تقدیر سے مراد یہان وہ ہے کہ بندے پر اُترتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسکو دعا
سے دور کر دیتا ہے اور تقدیر دو طرح کی ہے ایک مبرم اور دوسری معلق پس مبرم نہین بدلتی اور معلق دعا اور
بعضے سببون سے ٹلجاتی ہے اور کمی و زیادتی عمر کی بھی بسبب تقدیر معلق کے ہوتی ہے کہ لکھا جاتا ہے کہ اگر نیکی کریگا

مانگے اور سلطان اُسکے بدلے مین ایک جوڑی بیلون کی عطا کرے تو ظاہر مین بادشاہ نے
اُسکی درخواست قبول نہ کی اور جیسا گھوڑا وہ چاہتا تھا اُسکو نہ دیا لیکن باطن مین اُسکی
درخواست نہایت اچھی طور سے قبول کرے کہ اُسکو وہ چیز دی جو اُسکے حق مین گھوڑے سے
زیادہ مفید تھی بیلون سے اُسکی کھیتی کو جو نفع پہونچے گا وہ گھوڑے سے کب پہونچتا
بلکہ اُسکی خدمت اُسکی جان کا وبال ہو جاتی اور اُس پر سے گر کر اُسکی گردن ٹوٹتی پس
دُنیا کی فضول چیزون کی درخواست کا قبول نہ کرنا یا اُس مین توقف کرنا کہ نفس کی لذتون
مین مصروف ہو کر خدائے تعالےٰ سے دور نہ پڑے اور آخرت کے عذاب مین مبتلا نہو اسی
قسم سے ہے جسکو اللہ سمجھ دے اور اُسکو اللہ تعالےٰ پر حُسنِ ظن حاصل ہو اُسکے حق مین
منع اور عطا دونون برابر ہو جاتے ہین اسی لئے کہا ہے ۔ العطاء من الخلق حرمانٌ والمنع
من اللہ احسانٌ اور کافر کی دعا قبول نہین ہوتی وما دعاء الکافرین الا فی ضلال مگر دنیا کے
کامون مین قبول ہوتی ہے اور مظلوم کی بھی قبول ہوتی ہے اگرچہ کافر ہو واللہ اعلم ویجوز
الصلوٰۃ خلف کل برٍّ و فاجرٍ اور ہر نیک و بد کے پیچھے نماز جائز ہے نماز مین جماعت نہ چھوڑنی
چاہیے اور امام متقی و پرہیزگار کا مقید ہونا چاہیے کہ جماعت کی فضیلت بہت بڑی ہے
اور وہ سُنت موکدہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے التزام کی نہایت تاکید
فرمائی ہے ہان اگر مرد صالح متقی امامت کے لئے پیدا ہو بہتر ہے نہین تو ہر مسلمان کے پیچھے
روا ہے یہانتک کہ فاسق کے پیچھے بھی پڑھ لے اگر اُسکا فسق کفر تک نہ پہونچتا ہو پر جماعت

(بقیہ صفحہ ۱۴۷) دعا نہ مانگے تو حق تعالیٰ اُس سے ناراض ہوتا ہے اور یہ اُسکی رحمت کے سبب سے ہے کہ ہمسے
مانگے اور ہم اُسکی حاجت روا کرین اور خدا تعالیٰ سے دعا نہ مانگنی نہایت غفلت ہے اور جو تکبر اور عار سے نہ مانگے
تو کفر ہے اسی لئے اُسکی جزا جہنم فرمائی ولنعم ما قیل ۔ شعر ۔ اللہ یغضب ان ترکت سوالہ وبنی ادم یغضب حین یسال
اللہ غصے ہوتا ہے اگر اُس سے سوال کرنا چھوڑ دے اور آدمی غصے ہوتا ہے جب اُس سے کوئی سوال کرے ۱۲ منہ
اس تقریر سے کھُل گیا کہ بیشک اللہ تعالےٰ مومن کی دعا قبول کرتا ہے کبھی کسی حکمت کے سبب جو اُسکے لئے عین مناسب ہوتی
ہے قبولیت مین دیر لگاتا ہے اور کبھی یہ کوئی چیز دنیا کی مانگتا ہے اور وہ اسکے لئے بہتر نہین ہوتی اسلئے اُسکے بدلے
آخرت مین کچھ دیدیتا ہے اور یہ جانتا ہے کہ میری دعا قبول نہین ہوئی پس ایسا گمان نہ کرے ۱۲ منہ خلقت
کے دینے مین بھی حرمان ہے کہ خدا تعالیٰ سے مانگتا تو کیا کچھ دیتا اور اُسکے دعا قبول نہ کرنے مین بھی احسان ہے
کہ اگر قبول کر لیتا تو سخت مضر ہوتا ۱۲ منہ یہ آیہ سورہ مومن مین ہے اور نہین ہے دعا کافرون کی مگر گمراہی مین

ترک نہ کرے لیکن یہ ضرور ہے کہ امام کو نماز کے ارکان واحکام کا علم ہو اور اس قدر قرآن اسکو یاد ہو کہ جس سے نماز جائز ہو سکے ۔ وَنَرَی الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ اور موزون پر مسح کرنا مقام اور سفر مین درست جاننا حضر مین ایک رات دن اور سفر مین تین راتدن یہ اعتقاد اہل سنت وجماعت کا نشان ہے ۱؎ اور کہا ہے کہ علامت سنت وجماعت کی تین چیزین ہین تفضیل الشیخین ومحبت الختنین والمسیح علی الخفین ابو بکر اور عمر کو سب سے بہتر جاننا عثمان اور علی سے محبت رکھنی رضی اللہ عنہم اور موزون پر مسح جائز ہونے کا اعتقاد کرنا یہ تینون چیزین اہل سنت وجماعت کی علامت ہین اور اہل بدعت انکے قائل نہین ہین امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مین نے ستر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی ہے خفین کا مسح سب درست کہتے تھے ۲؎ اور علی رضی اللہ عنہ سے اسکا حکم پوچھا فرمایا مسافر کو تین رات دن اور مقیم کو ایک راتدن ایسا ہی سنا ہی مینے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ۳؎ اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ اگر اس شریعت مین عقل کے قیاس پر حکم ہوتا تو موزون کے تلے پر مسح کرنا بہتر ہوتا لیکن مدار شرع کے حکم پر ہے اور شرع مین موزون کا منہ آیا ہے اور جاننا چاہیئے کہ اگرچہ عظمت پاؤن کے دھونے ہی مین ہے اور مسح کرنی کی رخصت ہے لیکن اسکے جواز کا معتقد ہونا چاہیئے اور جو تہمت کے مقام پر رخصت کو اختیار کرین مصلحت سے بہت قریب ہے ۔ وَاِسْتِحْلَالُ الْمَعْصِیَۃِ صَغِیْرَۃً کَانَتْ اَوْ کَبِیْرَۃً وَاِسْتِخْفَافُھَا کُفْرٌ گناہ کو حلال جاننا اور ہلکا سمجھنا چھوٹا ہو یا بڑا کفر ہے ۴؎ اگرچہ

۱؎ اس لئے کہ خبر مشہور سے ثابت ہوا ہے ۱۲ ۲؎ یہ حدیث صحیح مسلم مین ہانی کے بیٹے شریح سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ مینے علی رضی اللہ عنہ سے موزون پر مسح کرنے کا حال پوچھا انھون نے فرمایا کہ ۔ جعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ ثلثۃ ایام ولیالیھن للمسافر ویوماً ولیلۃ للمقیم ۔ مقرر کیئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسافر کیلئے تین راتدن اور مقیم کے لئے ایک راتدن ۱۲ ۳؎ یہ حدیث ابو داؤد اور دارمی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہون نے فرمایا ۔ لو کان الدین بالرای لکان اسفل الخف اولی بالمسح من اعلاہ وقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ظاہر الخفیہ ۔ اگر دین عقل پر موقوف ہوتا تو بہتر ہوتا موزون کے تلے پر مسح کرنا اسکے اوپر سے اور بیشک مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ مسح کرتے تھے موزون کے اوپر ۱۲ ۴؎ جبکہ وہ گناہ دلیل قطعی سے ثابت ہوا ہو اور اسی طرح سے حلال جاننا حرام کا کفر ہے جبکہ حرمت اسکی قطعی ہو جیسے محرمات سے نکاح کرنا اور شراب سے اور مردار اور خون اور سور کا گوشت کھانا بلا ضرورت پس ان سب کا حلال جاننا کفر ہے اور زنا کرنا باوجود حرام جاننے کے فسق ہے اور جو تمنا کرے کہ کیا اچھا ہوتا جو شراب حلال ہوتی یا رمضان شریف کے روزے فرض

شہوت کے غلبے اور بشریت کے حکم سے اُسکو کرے اور اُس مین مبتلا ہو جاوے پر چاہیئے
کہ اُسکو گناہ جانتا رہے اور اپنے قصور کا اقرار کرتا رہے اور صغیرہ کا ہلکا جاننا یہ ہے
کہ اُسکو بے حقیقت سمجھے اور سبب عذاب کا نہ جانے ورنہ ظاہر ہے کہ صغیرہ کبیرہ سے
ہلکا ہے اور اُسکا کرنے والا کبیرہ گناہ کرنے والے سے عذاب مین کم ہے وَالْاِسْتِهْزَاءُ عَلَی
الشَّرِیْعَةِ وَالْاِسْتِهَانَةُ بِهَا کُفْرٌ ہنسی اور اہانت کرنی شریعت کی کفر ہے اسلیئے کہ جھٹلانے اور
انکار کرنے کا نشان ہے[ل] وَالْهَزْلُ بِالْکُفْرِ کُفْرٌ بولنا کلمہ کفر کا بطریق ہزل کے بھی کفر ہے اگرچہ
اُسکے معنی دل مین مراد نہ لیتا ہو اور اُنپر اعتقاد نہ رکھتا ہو اسلیئے کہ ہزل استخفاف کا سبب ہے
اور جب کہ گناہ کا استخفاف کفر ہے تو کفر کا استخفاف بطریق اولی کفر ہے اگرچہ نہ جانتا ہو
کہ یہ کلمہ کفر کا ہے اسلیئے کہ جہل اسباب مین عذر نہین ہوسکتا اور بعضے علمار کے نزدیک
اگر اُسکا کفر ہونا نہین جانتا تو معذور ہے اور بھولے سے یا خطا کے طور پر بولا یا بے اختیار
زبان سے نکل گیا کفر نہین ہے اجماعًا وَلَا یُحْکَمُ بِکُفْرِ السَّکْرَانِ جو نشے مین مست ہو کہ اُسکی
عقل زائل ہوگئی ہو اور بے اختیار منہ سے بکتا ہو اگرچہ اُسکی زبان پر کفر کا کلمہ آوے اعتبار
نہین رکھتا اور اُسکے کفر پر حکم نہ کرنا چاہیئے اگرچہ اُسکے اور تصرفات جیسے طلاق دینے غلام کو آزاد
کردینا خریدنا بیچنا کسی چیز کا اقرار کرنا جائز ہوں فرق یہ ہے کہ کفر ایک امر مذموم اور بُرا ہی
اپنی ذات مین اور جہان تک ہوسکے اُسکا دفع کرنا ضرور ہے اسلیئے زوال عقل اُسکا کالعدم ہوسکتا
ہے بخلاف اسلام کے کہ وہ مطلوب و مرغوب ہے جسطرح سے ہوسکے اُسکا اثبات واجب ہے
اور شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک اور ایک روایت مین ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک
نشے والے کا کفر بھی کفر ہے۔ وَتَصْدِیْقُ الْکَاهِنِ بِمَا یُخْبِرُهٗ بِهٖ عَنِ الْغَیْبِ کُفْرٌ اور
کاہن[ه] کہ غیب کا دعوی کرتا ہے اُسکو سچا جاننا کفر ہے حدیث شریف[ه] مین آیا ہے کہ جو کوئی

ل پس اگر ہنسا کفر کے کلمات کہنے یا سننے پر دل کی خوشی و رضامندی سے تو کفر ہے اور جو اس سبب سے نہین ہنسا بلکہ عجیب و غریب کلام ہونے کے سبب سے اُسکو ہنسی آگئی تو کافر نہین ہوا اور اونچے مکان پر کھڑا ہے اور اُسکے گرد ایک جماعت ہے کہ اُس سے مسائل پوچھتے ہین اور ٹھٹھا کرتے ہین اور اُسکو مارتے ہین تو سب نے کفر کیا اور اسی طرح اگر شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم یا جان کر عمدًا بے طہارت یا سوائے قبلے کے اور طرف نماز پڑھی کفر ہوا ۱۲ شرح عقائد نسفی ۱۲ ه غیاث مین لطائف و تتمہ سے نقل کیا ہے کہ کاہن ہے کہ زیر سے جانوروں کی آواز سے فال و شگون لینے والا اور جادوگر اور غیب کی باتین بتانے والا ۱۲ ه یہ حدیث ابوداؤد مین ابوہریرہ

کاہن کے پاس جاوے اور اُسکے کلام کو سچا کہے بیشک وہ کافر ہوجاتا ہے اُس دین سے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہین اور عرب مین بہت کاہن تھے جو علم غیب کا دعوےٰ کرتے تھے اور جن و شیطان اُنکو خبرین پہونچاتے تھے اور نجومی بھی کاہن کے حکم مین ہے جو کوئی نجومی کی تصدیق کرے اور اُسکی بات کو سچا جانے کافر ہے۔ حاصل یہ کہ کواکب کی تاثیر اور آسمانون کی گردش کا گرمی و سردی اور مینہ برسنے کی زیادتی و کمی اور میوون اور پھلون کے پکنے اور انکی مانند اور کامون مین دخل ظاہری اسمین کلام نہین اور سعادت و نحوست اور انکی مانند اور چیزون مین کچھ دخل نہین ہے اور جو ہو بھی تو ہماری شریعت مین اُسپر یقین کرنا منع ہے بالفرض اگر اور شریعتون مین درست تھا تو بھی اس شریعت روشن مین منسوخ ہوگیا منع کرنے کو اسیقدر کافی ہے۔ نسال اللہ عافیۃ ولاییاس ﷺ من اللہ کفر ﷺ اور اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید ہونا کفر ہے ولاییاس من اللہ الا القوم الکافرون مسلمان اگرچہ کیساہی گناہگار ہو پر اُسکو اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید ہونا نہ چاہیے امید رکھے توبہ کرنے سے بخشدیگا اور چاہے توبے توبہ بھی اپنے فضل وکرم سے بخشدے وَالْاَمْنُ مِنَ اللّٰهِ کُفرٌ اور اللہ تعالی کے عذاب سے بےخوف ہونا بھی کفر ہے فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخسرون مکر کے معنی لغت مین ڈھانکنے یا فریب دینے کے ہین اور بندے کے ساتھ خدا تعالی کا مکر یہ ہے کہ بندے کو گناہ مین چھوڑ دیتا ہے اور ناز و نعمت کے دروازے اُسپر کھول دیتا ہے تاکہ وہ مغرور اور غافل ہوجائے پھر دفعتاً اُسکو

(بقیہ صفحہ ۱۵۰) جنون کو نذر بھینٹ دیکر اور اُن سے خبرین معلوم کرکے لوگون کو بتاتے تھے اور جادوگر جن اور شیاطین سے سیکھتے تھے سو فرمایا کہ یہ سیکھنا اور سکھانا سب کفر ہے ۱۲ ۱ ابوداؤد مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ من اقتبس علماً من النجوم اقتبس من السحر جس نے سیکھا ایک ٹکڑا نجوم کا اُس نے حاصل کی ایک شاخ جادو کی اس سے معلوم ہوا کہ نجوم بھی بُرائی مین جادو کی برابر ہے ۱۲ ۲ اللہ تعالی سے عافیت مانگتے ہین ہم کہ ہمین ایسی چیزون سے دُور ہی رکھے ۳ یہ آیہ سورہ یوسف مین ہے اور اللہ تعالی کی رحمت سے ناامید نہین ہوتے مگر کافرون کی قوم ۱۲ ۴ یہ آیہ سورہ اعراف مین ہے پس نہین بےخوف ہوتے اللہ تعالی کے مکرون سے مگر ٹوٹا پلنے والی قوم یعنی کافر اور شرح عقائد مین ہے کہ جزم و یقین کرنا کہ عاصی ضرور آگ مین ہوگا یہ یاس ہے اللہ تعالے سے اور اسیطرح اعتقاد کرنا کہ مطیع ضرور جنت مین ہوگا یہ امن ہے اللہ تعالے سے اور ان دونون کے معتزلہ معتقد ہین تو اس سے اُنکا کافر ہونا لازم آیا اور اہل سنت وجماعت کا یہ مذہب ہے

اس طرح پکڑتا ہے کہ اسکو گمان بھی نہین ہوتا - وَالْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ اور ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے کہتے ہین کہ امید ایسی چاہیے کہ اگر سُنے کہ فقط ایک آدمی بہشت مین جاویگا تو امید رکھے کہ وہ شخص مین ہون اور جو معلوم کرے کہ سوائے ایک آدمی کے کوئی دوزخ مین نہین جائیگا تو ڈرے کہ وہ ایک شخص مین ہی ہون + للمولفہ

قطعہ - آنہا کہ خواص درگہ کریم اند + دہشت زدگان عالم تسلیم اند + نومید مشو کہ رحمت حق عامست + مغرور مشو کہ خاصگان در بیم اند + للمترجمہ قطعہ - جتنی کہ ہو درگاہ مین اسکی قربت + اُتنی ہی زیادہ ہو خدا پاک سے ہیبت + نومید نہو رحمت حق سے کہ وہ ہے عام + مغرور نہو تو کہ ہے خاصون کو بھی دہشت + + کہتے ہین کہ اگر حیات کی حالت مین خوف غالب رہے اور موت کے وقت رجا پیش آوے یہ نشانی سعادت و امنیت کی ہے اور الایمان بین الخوف و الرجا مین رجا کی تاخیر یا تو اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے کہ گزرا یا رجا پر خوف غالب ہونیکی طرف اعلموا ان اللہ شدید العقاب و ان اللہ غفور الرحیم جان لو کہ بیشک اللہ تعالی سخت عذاب کرنے والا ہے اور تحقیق اللہ تعالی بخشنے والا ہے مہربان الحمد للہ کہ رجاء مغفرت و رحمت پر یہ رسالہ ختم ہوا اور خدا تعالے خاتمہ بالخیر کرے - تم الحمد للہ کہ خاتمہ بالخیر کی دعا پر یہ ترجمہ ختم ہوا آمین

یارب العالمین وصلی اللہ تعالے علے خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

بقلم عاصی رحیم بخش دہلوی - بہ مقام قصبہ بڑوت ۱۸ - ذی الحجہ ۱۳۰۷ ہجری

(بقیہ صفحہ ۱۵۱) سب پر اشکال لازم نہین آیا اور جواب کی حاجت نہ رہی ۱۲ سلہ عذاب کی شدت خوف پر دلالت کرتی ہے اور بخشش و رحمت کا جمع ہونا امید پر پس یہ اُسی الایمان بین الخوف والرجاء کی تاکید ہے المحشیہ وہو المترجم - قطعہ ڈر خدا کے غضب سے تو ہر آن + اُسکی رحمت کا دل مین رکھ تو دھیان + دونون دل مین تیرے برابر ہون + تیرا ہووے صحیح تا ایمان + ایمان کی صحت کے بیان پر یہ حاشیہ ختم ہوا اللہ تعالے ہمارا سب کا خاتمہ بالخیر کرے - والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم المرسلین وعلے آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین + +

بسم اللہ الرحمن الرحیم
خالق الاشیاء کلہا
والعالم حادث وھو قابل
للفناء ولہ صانع قدیم
واجب الوجود واحد
حی عالم قادر مرید متکلم
سمیع بصیر صفاتہ قدیمۃ
باقیۃ ولا یقوم بذاتہ
حادث ولیس بجسم و
لا جوہر ولا عرض
ولا مصور ولا مرکب
ولا معدود ولا محدود
ولا فی جہت ولا فی مکان
ولا فی زمان ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کس سے ادا خدا کی ہو / کس سے توصیف مصطفا کی ہو
پایا اس بحر کی نہ تہ کا وجود / عجز کو سمجھا گوہر مقصود ۔
پڑھ کے ناچار مصطفا پہ درود / آل و اصحاب رضی باصفا پہ درود
اہل سنت کے سب عقائد کو / دین اسلام کے عمائد کو
نظم اردو زبان مین کرتا ہون / مختصر سے بیان مین کرتا ہون
یاد کرنے مین تا ہو آسانی / ہو نہ تفہیم مین پریشانی
اصل سب کی یہی عقیدت ہی / ثابت ہر چیز کی حقیقت ہے
سارا عالم نرا خیال نہین / یعنی بے معنی یہ جمال نہین
ہد حادث تمام ہے عالم / آسمان و زمین و جن آدم
پیدا یہ سب ہوا فنا کے لئے / ذات حق خاص ہے بقا کے لئے
اسکا صانع قدیم و واجب ہے / سب ہین عاجز وہ سب پہ غالب ہے
ہے اکیلا وہ ذات مین اپنی / ہے وہ یکتا صفات مین اپنی
وہ ہی زندہ ہے اور دانا ہے / قادر مطلق و توانا ہے
چاہے جو کچھ ارادہ کرتا ہے / ہر ارادہ بھی اسکا پورا ہے
بے زبان وہ کلام کرتا ہے / اور بے گوش سب کی سنتا ہے
دیکھتا ہے سبھون کو وہ دن رات / آنکھ سے ہے منزہ اسکی ذات
اسکی صفتین قدیم ہین ساری / باقی ہین اور عظیم ہین ساری
اسکی قائم نہین ہی ذات کی ساتھ / کوئی حادث نہ او صفات کے ساتھ
ہے نہ وہ جسم اور نہ جوہر ہے / ہے نہ وہ عرض نے مصور ہے
ہے مرکب نہ وہ نہ ہے معدود / ہے نہ محدود وہ میرا معبود

سمت مین ہے نہ وہ مکان مین ہے
کب زمین مین وہ اور زمان مین ہے

مثل ہے اُسکی اور شبیہ کہان
جنس مین ہو مخالفت ہے یہ ند
کوئی یاور نہین نہ اُسکا یار
متحد غیر سے نہین ہوتا
وہ کسی مین نہین سماتا ہے
متصف وہ ہر ایک کمال سی ہے
دن قیامت کے باہر اجلال
آنکھین ہوونگی اُسطرف مائل
ہے ہر ایک چیز کا وہی خالق
سارے کامون کا وہ مُدبّر ہے
جانتا ہے ہر ایک کا انجام
اُسپے سارا جہان ہے اظہر
اُسپے واجب نہین ہی کوئی چیز
لطف ہو یا کہ قہر دنیا کا
کام وہ جس قدر کہ ہے کرتا
کوئی حاکم نہین سوا اُس کے
نیک ہے جسکو شرع نیک بتائے
عقل کو کچھ بھی اسمین دخل نہین
ہین فرشتے جو اُسکے پرانوار
نور سے حق نے وہ بنائے ہین
دو کسیکے کسیکے بازو ہین
اُنمین جبریل اور میکائیل
ہین یہ چارون جہان مین مشہور

ضد و ند کا غلط ہے گر ہے گمان
ہو اگر غیر جنس مین ہے ضد
کون بٹوا سکے ہے اُسکا کار
کبھے اور دیر سے نہین ہوتا
کیسے اوتار بن کے آتا ہے
پاک ہر نقص اور زوال سی ہے
مومنون کو دکھائیگا وہ جمال
پردہ کچھ بھی نہوگا وہان حائل
حال ہر شے کا اُسپے ہی ناطق
وہ ہی ہر چیز کا مُقدر ہے
کرتا اندازے سے ہی وہ کام
ایک ذرّہ نہین چھپا اُسپر
نقش کر اُسکو دل پہ گر ہے تمیز
یا عذاب و ثواب عقبا کا
اُن سے کوئی غرض نہین رکھتا
حکم جسکو کرے وہ جو چاہے
ہے بُرا وہ جسے بُرا بتلائے
جو تمانے کچھ اُسکو عقل نہین
جانتا ہے خدا ہی اُنکا شمار
اُنکے بازو عجب لگائے ہین
چار بھی ہین کسیکے لاؤ یقین
عزرائیل و چہارم اسرافیل
سب کتابون مین اُنکا ہی مذکور

لا مثل له ولا شبه ولا ضد
ولا ند ولا ظهير ولا معين
ولا يتحد بغيره ولا يحل
فيه متصف بجميع صفات الكمال
منزه عن سمات النقص
والزوال وهو مرئي للمو
منين يوم القيامة خالق
لجميع الاشياء ومدبرها
ومقدرها عالم بجميع المعلو
مات ولا يجب عليه شيء
ولا غرض لفعله ولا حاكم
سواه فالحسن ما حسنه
الشرع والقبيح ما قبحه
الشرع ولله ملائكة ذو
اجنحة مثنى وثلاث ورباع
منهم جبرئيل وميكائيل
وعزرائيل واسرافيل

ولكلٍ واحدٍ منهم
مقامٍ معلومٍ لا يعصون
الله ما امرهم ويفعلون
ما يؤمرون وله كتب
انزلها على رسوله منها
التورات والزبور و
الانجيل والفرقان العظيم
واسمائه توقيفية وهو
خالق الافعال العباد
فالكفر والمعصية بارا
دته وتقديره ولا برضاه
وللعباد افعال اختيارية
يثابون بها ويعاقبون عليها
والله يضل من يشاء و
يهدي من يشاء وعذاب
القبر للكافر والفاسق
وتنعيم اهل الطاعة بما
يعلم الله ويريده +

اور مقرر مقام سب کا ہے   قرب حاصل ہر اک کو رب کا ہے

حکم حق سب بجا وہ لاتے ہین   پر نہ عصیان کبھی پاس جاتے ہین

اور کتابون سے دین کیا کامل   اپنے پیغمبرون پہ کین نازل

سب کلام خدا ہے وہ اے یار   اُنکی گنتی ہے ایکسو اور چار

چار اُنمین بڑی ہین ایک توراۃ   اُتری موسیٰ پہ ہی برائے نجات

دوسری بھی کتاب ہی مشہور   یعنے داؤد کو ملی ہے زبور

دی ہے عیسیٰ کو تیسری انجیل   اُنکی اُمت پہ اُسکی ہے تعمیل

چوتھی قرآن مجید اور فرقان   جس سے کامل ہو دین اور ایمان

خاتم المرسلین پر بھیجا   رحمتہ العالمین پر بھیجا

نام اللہ کے ہین یہ توقیفی   جیسے خالق ہے اور ہے شافی

یعنی ثابت ہین وہ شریعت سے   ہین کسیکی نہ وہ طبیعت سے

بندے کرتے ہین جسقدر یہان کام   ابتدا سے وہ لیکے تا انجام

سب کا خالق خدائے اکرم ہے   ہی بہت سا وہ کام یا کم ہے

الغرض کفر اور عصیان ہو   یا کہ طاعت ہو اور ایمان ہو

سب ارادے سے اُس خدا کے ہے   اور تقدیر کبریا سے ہے

لیک راضی نہین وہ عصیان سے   ظلم سے اور کفر و طغیان سے

فعل بندون کے اختیاری ہین   ہین نہ جبری نہ اضطراری ہین

یہ ارادے سے کرتے ہین سب کام   خواہشون کو ہی انکی دخل تمام

اس ارادے پہ ہوگا انکو ثواب   اور اسی اختیار پر ہے عذاب

جسکو چاہے کرے خدا گمراہ   جسکو چاہے کرے وہ خوار و تباہ

جسکو چاہے کرے ہدایت وہ   جسے چاہے کرے عنایت وہ

قبر کا یہ عذاب کافر پر   حق ہی اور اُس سے کم ہے فاجر پر

اہل طاعت کو قبر مین عشرت   ہوگی اور ہوگی بارش رحمت

آئینگے منکر و نکیر وہان ۔
رب ہے ہوگا سوال اور دین سے
اُٹھ کے قبرون سے جانا محشر مین
اور ترازو مین تولنے اعمال
اور دینے وہ نامۂ اعمال
نیک کو دایئن ہاتھون مین
ذرہ ذرہ کا پھر حساب کتاب
سب یہ جو کچھ بیان ہوا حق ہے
روز محشر وہ حوض کوثر حق
حق ہے وہ پلصراط دوزخ پر
جلکہ گزرینگے سب بنی آدم
بال سے ہے زیادہ وہ باریک
اور شفاعت گناہگارونکی
انبیاء و صالحان کرادینگے
سب سے پہلے خدا کا محشر مین
حکم ہوگا ہمارے حضرت ﷺ کو
ہونگے اُس سے قرب مین حق کے
حق ہی جنت بھی اور حق ہی نار
دونون مخلوق اور ہین موجود
اُسمین جو جینگے اور ہون داخل
جو نبی ﷺ نے نشان ساعت کے
ہمکو بتلائے ہین وہ سب حق ہین
چاہیے ہمکو سب پہ ایمان ہو

کام آئیگا اُس جگہ ایمان
تیسرے خاتم النبیین ﷺ سے
سامنے حق کے آنا محشر مین
تاکہ کھل جائے نیک و بد کا حال
جن مین لکھا ہی من و عن سب حال
اور بدون کے وہ بائین ہاتھون مین
اور ہر چیز کا سوال و جواب
لاؤ ایمان یہ جو کہا حق ہے
اُسپے کوزے بہان آخر حق
جسپے گزرینگے سارے پیغمبر
آگے پیچھے چلینگے اور یہ ہم
تیز تلوار سے ہے اور تاریک
شرم عصیان سے شرمسارونکی
اُنکو دوزخ سے وہ بچادینگے
خالق دوسرا کا محشر مین
وا کرینگے در شفاعت کو
سب سے آگے وہ پیشوا سب کے
اُسمین گلزار اور اُسمین خار
ہونگے ہرگز نہ وہ کبھی نابود
موت کے تیر سے نہون گھائل
ہول و احوال سب قیامت کے
مصطفیٰ ﷺ نے فرمائے ہین وہ سب حق ہین
دل مین پکا ہمارے ایقان ہو

وَسُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ حَقٌّ
وَالْبَعْثُ حَقٌّ وَالْوَزْنُ
حَقٌّ وَالْكِتَابُ حَقٌّ
وَالْحِسَابُ حَقٌّ ؛
وَالسُّؤَالُ حَقٌّ وَالْحَوْضُ
حَقٌّ وَالصِّرَاطُ حَقٌّ
وَالشَّفَاعَةُ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ
حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَ
هُمَا مَخْلُوْقَتَانِ
مَوْجُوْدَتَانِ الْآنَ
بَاقِيَتَانِ وَلَا يَفْنِيَانِ
وَلَا يَفْنِيْ اَهْلُهُمَا
وَكُلُّ مَا اَخْبَرَ بِهٖ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِنْ اَشْرَاطِ
السَّاعَةِ وَاَحْوَالِ الْاٰ
خِرَةِ حَقٌّ ؛

وَالْاِيْمَانُ تَصْدِيْقٌ
بِالْقَلْبِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ
وَهُوَ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ
وَالْاِيْمَانُ وَالْاِسْلَامُ
وَاحِدٌ وَلَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ
اَنْ يَقُوْلَ اَنَا مُؤْمِنٌ
اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاِيْمَانُ
الْبَعْثِ غَيْرُ مَقْبُوْلٍ وَ
الْكَبِيْرَةُ لَا تُخْرِجُ
الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ مِنَ
الْاِيْمَانِ وَاَهْلُ الْكَبَائِرِ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا يُخَلَّدُوْنَ
فِي النَّارِ وَاِنْ مَاتُوْا مِنْ
غَيْرِ تَوْبَةٍ وَيَجُوْزُ الْعِقَابُ
عَلَى الصَّغِيْرَةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى
اَرْسَلَ رُسُلًا مِنَ الْبَشَرِ
اِلَى الْبَشَرِ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِ
رِيْنَ وَمُبَيِّنِيْنَ لِلنَّاسِ
مَا يَحْتَاجُوْنَ اِلَيْهِ مِنْ
اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ ۰

اب سنتا ہون معنیٔ ایمان — اسطرف کو لگاؤ گوش جان
دل مین تصدیق ہو عقائد کی — خوب تحقیق ہو عقائد کی ۔
اور زبان سے بھی صاف ہو اقرار — ایک عقیدے کا بھی نہو انکار
ادنے اعلے کا ہے یہی ایمان — اسمین زیادہ نہ اور نہو نقصان
وہ ہی ایمان ہے وہی اسلام — ایک ہی شئے کے ہین یہ دونون نام
کب ہے شایان یہ اہل ایمان کو — ہے نہ لایق کسی مسلمان کو ۔
منہ سے اپنے جو یون کہے گا ہے — مین ہون مومن اگر خدا چاہے
جب قیامت کی ہون نشان ظاہر — موت کی یا ہون سختیان ظاہر
لاوے ایمان اگر قبول نہو — ہو مسلمان تو کچھ حصول نہو
ہووے چھوٹا و یا بڑا عصیان — اس سے جاتا نہین مگر ایمان
گرچہ نقصان گنہ سے لازم ہے — اصل ایمان ولیک قائم ہے
اور جو مومن بہت گناہ کرے — ہو نہ شرمندہ اور نہ آہ کرے
یون ہی بے توبہ پھر وہ مر جائے — عین عصیان مین وہ گزر جاوے
جب بھی دائم وہ نار مین نرہے — دوزخ پہ قرار مین نہ رہے
نکلے ایمان کی وہ برکت سے — جائے جنت مین حق کی رحمت سے
شرک جو یہان کرے خدا کے ساتھ — یا کرے کفر مصطفا کے ساتھ
اسکی بخشش ہو اور نہ ایسے کرم — آگ مین وہ رہیگا وہان دائم
اور سوا اسکے جسقدر ہین قصور — بخشنے چاہے جسے خدائے غفور
چاہے پکڑے وہ ایک صغیرہ پر — چاہے پھیرے قلم کبیرہ پر
اور بھیجے ہین یہان خدا نے رسول — ہین بشر پر خدا کے ہین مقبول
مژدہ جنت کا وہ سناتے تھے — اور دوزخ سے وہ ڈراتے تھے
دین و دنیا کے سارے ہی وہ کام — سب کو حاجت ہو جنکی تا انجام
صاف وہ کر دیئے بیان سارے — حکم حق سے کئے عیان سارے

معجزے وہ عطا کیے اُن کو
جن سے ایمان ہو نبوت پر
سب سے پہلے رسول آدم ہیں۔
یعنی حضرت محمدؐ عربی
سب سے پہلے بنا تھا نور اُنکا
سب رسولوں پہ لاؤ تم ایمان
اُنکو بھیجے خدا نے جو پیغام
سب نے پہونچائے خلق کو کامل
دین کے وہ سب امام سچے تھے
یہ عقیدہ بھی کرلو تم معلوم
تھے نہ معزول وہ نبوت سے
سب سے افضل محمدؐ عربی
مصطفےٰ مجتبیٰ حبیب خُدا
اُنپے نازل ہوں بیشمار درود
شرق سے غرب تک جو خلقت ہے
اور جو پیدا یہاں ہوں تا ساعت
اور معراج مصطفا حق ہے
جاگتے میں ہوئی بدن کے ساتھ
جو دکھایا خدا نے سب دیکھا
جلوہ حق وہ بے حساب ہوا
تاب جسکی نہ لا سکا موسیٰ
قرب میں انکو وہ کمال ہوا
سب سے بہتر ہے آپکی اُمت
سب سے ہے شرع آپکی اکمل۔

وہ اثر اور نشان دیے اُنکو
اور یقین اُنکی اُس رسالت پر
سب سے پچھلے شہ مکرم ہیں
مکّی و ہاشمی و مُطّلبی
بعد سب کے ہوا ظہور اُنکا
اُنکی گنتی کا کچھ کرو نہ بیان
اُنپے اُترے جو شرع کے احکام
اُن میں کچھ کم کیا نہ کچھ شامل
اُنکے سارے کلام سچے تھے
سب گناہوں سے تھے نبی معصوم
اور نہ موقوف وہ رسالت سے
کُل سے اکمل محمدؐ عربی
خاتم الانبیا رسولِ خُدا
آل پر اُنکی سو ہزار درود
کُل پہ یہاں آپکی رسالت ہے
سارے ہیں اُس جناب کی اُمت
اُسکا سارا یہ ماجرا حق ہے
آسمان پر گئے وہ تن کے ساتھ
دن سے بہتر بوقت شب دیکھا
سر کی آنکھوں سے بیحجاب اُسے
لن ترانی ملا جواب اُسکا
حقتعالیٰ کا بس وصال ہوا
حقتعالیٰ کی اسپہ ہے رحمت
سارے دینوں سے دین ہے افضل

وَاَيَّدَهُمْ بِالْمُعْجِزَاتِ
الْبَاهِرَةِ وَالْاٰيَاتِ
السَّاطِعَةِ الْمُفِيْدَةِ
لِلْيَقِيْنِ وَاَوَّلُ الْاَنْبِيَاءِ
اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ
اٰخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
وَالْاَوْلٰى اَنْ لَا يُعَيَّنَ
عَدَدُهُمْ وَكُلُّهُمْ
كَانُوْا مُبَلِّغِيْنَ عَنِ اللّٰهِ
صَادِقِيْنَ غَيْرَ مَعْزُوْلِيْنَ
وَاَفْضَلُ الْاَنْبِيَاءِ مُحَمَّدٌ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
وَهُوَ مَبْعُوْثٌ اِلٰى
كَافَّةِ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ
وَمِعْرَاجُهٗ فِي الْيَقْظَةِ
بِشَخْصِهٖ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ
اِلٰى مَا شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى
حَقٌّ وَاُمَّتُهٗ خَيْرُ الْاُ
مَمِ وَشَرِيْعَتُهٗ اَكْمَلُ
الشَّرَائِعِ ۔

ودينه ناسخ الأديان وأصحابه خيار الأمة والخلفاء الأربعة أفضل الأصحاب وأفضلهم على ترتيب الخلافة والمراد بالأفضلية أكثرية الثواب فما في العشرة المبشرة فأهل بدر فأهل أحد فأهل بيعة الرضوان وفاطمة سيدة نساء أهل الجنة والحسن والحسين سيدا شباب أهل الجنة والخلافة ثلثون سنة ثم بعدها ملك وإمارة ونكف عن ذكر الصحابة إلا بخير والمجتهد يخطي ويصيب ولا نكفر أحدا من أهل القبلة۔

بلکہ اس دین سے یاد رکھ پیارے — دین منسوخ ہوگئے سارے
ساری امت سے آپکے اصحاب — خیر و بہتر ہین اور کل احباب
شرف صحبت جب انکو حاصل ہے — رتبہ کیونکر نہ انکا فاضل ہو
اور خلیفہ جو آپکے ہین چار — آپ کے یار و مونس و غمخوار
سارے اصحاب سے وہ بہتر ہین — دین و دنیا مین سبکے افسر ہین
بوبکرؓ ہین عمرؓ ہین عثمانؓ ہین — مرتضیٰؓ ہین یہ دین کے ارکان ہین
یہ ہی ترتیب ہے خلافت کی — اور یہی انکی افضلیت کی
افضلیت کے معنی اے حضرت — یاد رکھئے ثواب کی کثرت۔
بعد ان چار کے فضیلت ہے — دس کی باقی کو جنپہ رحمت ہے
غزوۂ بدر مین تھے جو شامل — بعد انکے وہ سب ہین فاضل
پھر احد مین شریک تھے جو جو — بعد ان کے بزرگی ہے ان کو
بعد انکے انہین فضیلت ہے — کی نبیؐ سے جنہون نے بیعت ہے
ایک شجر کے تلے بصد ایقان — نام جسکا ہے بیعت الرضوان
خلد مین عورتین جو جائینگی — رتبے عالی وہان وہ پائینگی
سب کی سردار فاطمہؓ ہونگی — انکی مختار فاطمہ ہون گی
ہونگے جتنے جوان جنت مین — پائینگے جو مکان جنت مین
ہونگے حسنین سبکے وہان سردار — دوش پیغمبر خدا کے سوار
بعد حضرتؐ کے جو خلافت تھی — تیس ہی سال اسکی مدت تھی
بعد پھر اسکے بادشاہت ہے — یا حکومت ہے یا امارت ہے
سب صحابہؓ کو خیر سے کر یاد — کہہ کے بد اپنا دین نہ کر برباد
مجتہد ہے صواب پر آتا — پر ہے ممکن خطا کا ہو جانا
پر خطا مین وہ اے نبی ہے معذور — بلکہ ہوتا ہے اسمین وہ ماجور
سمت کعبے کی پڑھتا ہو جو نماز — سجدہ کرتا ہو با ہزار نیاز
کہنا اسکو نہ چاہیئے کافر — کفر جبتک نہ اس سے ہو ظاہر

انبیاء ہین بشر کے سب بہتر | اُن فرشتون سے جو ہین پیغمبر
ہین پیمبر ملائکہ فاضل | عام انسان سے جو ہین کامل
اور مومن ہین جو کہ عام بشر | عام کروبیون سے ہین برتر
ہین کرامات اولیاء کی حق | خرق عادات انبیاء کی حق
گرچہ کوئی ولی اکبر ہو | انبیاء کے نہ وہ برابر ہو
امر و نہی خدا و کل احکام | سب پہ جاری ہین ایک سے مدام
کوئی کیسا ہی ہو نبی و رسول | یا خدا کا ولی کوئی مقبول
پر نہ ساقط ہو اُس سے امر و نہی | ہیگی طاعت مین آدمی کے بھی
ہین جو قرآن کی آیتین ظاہر | اُنکے معنی ہین صاف و باہر
بے ضرورت نہ اُنکی ہو تاویل | رہوے ملحوظ موقع تنزیل
اور ظاہر کے چھوڑ دین معنے | ق صرف باطن کے اُن سے لین معنے
ہے سراسر یہ کفر اور الحاد | اس سے ہوتا ہے دین سب برباد
ہو جو مُردون کے واسطے خیرات | یا ہو اُنکے لئے دعائے نجات
اُنکو ملتا ہے نیکیون کا ثواب | اُنسے ہوتا ہے دور اُنکا عذاب
درجے اُنکے بلند ہوتے ہین | اس سے وہ ارجمند ہوتے ہین
حقتعالیٰ ہے قاضی الحاجات | دور رکھتا ہے سب وہ آفات
سب دعا ہین قبول کرتا ہے | سب کے مطلب حصول کرتا ہے
ہو گنا ہگار یا کہ ہو فاجر | نیک یا بد ہو پر نہو کافر
سب کے پیچھے نماز پڑھنا تم | پر جماعت نہ ترک کرنا تم
مسح موزون کا ہے سفر مین روا | تین دن اور ایک حضر مین روا
اسکا بھی اعتقاد ہو دل مین | مسئلہ خوب یاد ہو دل مین
ہو بڑا گر گناہ یا چھوٹا | اُسکو جانے حلال یا ہلکا
اور شریعت کی بات پر ہنسنا | یا حقارت سے زبان پر لانا

وَرُسُلُ الْبَشَرِ اَفْضَلُ مِنْ
رُسُلِ الْمَلٰٓئِکَةِ
وَرُسُلُ الْمَلٰٓئِکَةِ
اَفْضَلُ مِنْ عَامَّةِ الْبَشَرِ
وَعَامَّةُ الْبَشَرِ اَفْضَلُ
مِنْ عَامَّةِ الْمَلٰٓئِکَةِ
وَکَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ
وَلَا یَبْلُغُ وَلِیٌّ دَرَجَةَ الْاَنْبِیَاءِ
وَلَا یَصِلُ الْعَبْدُ اِلٰی حَیْثُ
یَسْقُطُ عَنْهُ الْاَمْرُ وَالنَّهْیُ
وَالنُّصُوْصُ تُحْمَلُ عَلٰی ظَوَاهِرِ
هَا وَالْعُدُوْلُ عَنْهَا اِلٰی
مَعَانٍ یَدَّعِیْهَا اَهْلُ الْبَاطِنِ
اِلْحَادٌ وَفِیْ دُعَاءِ الْاَحْیَاءِ
لِلْاَمْوَاتِ وَصَدَقَتِهِمْ
عَنْهُمْ نَفْعٌ لَهُمْ وَاللّٰهُ مُجِیْبُ
الدَّعَوَاتِ وَقَاضِی الْحَاجَاتِ
وَیَجُوْزُ الصَّلٰوةُ خَلْفَ بَرٍّ وَّ
فَاجِرٍ وَنَرَی الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ
فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَاسْتِحْلَالُ
الْمَعْصِیَةِ صَغِیْرَةً اَوْ کَبِیْرَةً
وَاسْتِخْفَافُهَا کُفْرٌ

وَالْاِسْتِهْزَاءُ عَلَى الشَّرِيْعَةِ
وَالْاِسْتِهَانَةُ بِهَا كُفْرٌ
وَالْهَزْلُ بِالْكُفْرِ كُفْرٌ
وَلَا يُحْكَمُ بِكُفْرِ السَّكْرَانِ
وَتَصْدِيْقُ الْكَاهِنِ بِمَا
يُخْبِرُ بِهِ عَنِ الْغَيْبِ
كُفْرٌ وَالْيَاْسُ مِنَ
اللّٰهِ كُفْرٌ وَالْاَمْنُ
مِنَ اللّٰهِ كُفْرٌ وَالْاِيْمَانُ
بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ
اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ
الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ الرَّحِيْمٌ
تمت بالخیر

ہے طرح کی یہ سب زٹل ہی کفر
گر نشے مین بکا ہے کلمہ کفر
اُسکو کہنا نہ چاہیئے کافر
ہووے کاہن و یا نجومی ہو
ہووے جفار یا کہ ہو رمال
اُسکو سچا کہے وہ کافر ہے
حق کی رحمت سے جسکو ہو یاس
اور جو اسکے عذاب سی ہو نڈر
ہے رجا اور خوف مین ایمان
کیونکہ حق کا عذاب بھی ہی سخت
شکر حق کا کہ یہ تمام ہوا
کر طفیل رسول و آل رسول
میرا اور سارے مومنونکا یہان
موت آوے طرح کے جنیا گاہ
نور ایمان سے دل منور ہو
دل مین آوے نہ نام کو بھی غیر
برسے رحمت مدام حضرت پر

کلمہ کفر سے ہزل ہے کفر
ہے نہ ہوش اور کہا ہے کلمہ کفر
مُنہ پہ لانا نہ چاہیئے کافر
دیوے خبر ہیچ و غیب کی تمکو
فالنامے سے یا کہ کھولے فال
اور جو اچھا کہے وہ کافر ہے
ہی وہ کافر نہ توڑیو تو آس
وہ بیہ کافر ہے دیکھ کفر نہ کر
ہون برابر یہ دونو میری جان
اُس پہ غالب کرم ہی اور رحمت
سب عقائد کا اختتام ہوا
یا الٰہی میری دعا مقبول
مرتے دم تک بنا رہے ایمان
لب پہ ہو لا الہ الا اللہ
حُبِّ احمد سے جسم و جان تر ہو
خاتمہ اسطرح سے ہو بالخیر
آل و اصحاب ساری اُمت پر

تمت بالخیر

تاریخ طبع طبعزاد اخویصاحب صاحب مکرم معظم جناب منشی محمد ابراہیم خان صاحب دام ظلہ ـ قطعہ

رسالہ عقائد یہ جب چھپ چکا		مجھے بھی ہوا فکر تاریخ کا	
خرد نے کہا فی البدیہہ یہہ لکھ		کہا شرح تصدیق الایقان بجا	
		۱۳۱۱ھ ہجری	

تاریخ از نتایج افکار عالیہ ناظم بے مثل ناثر شیرین مقال فاضل بے نظیر محاسب اقلیدس تصویر

1896

جناب منشی محمد نظیر علی صاحب نظیری تخلص مدرس اول مدرسہ قصبہ بڑوت ضلع میرٹھ مصنف ۔ قطعہ

معدن فضل و کرم عالی جناب　　منبع حکمت طبیب لاجواب
مخزن حلم و حیا فاضل اجل　　مصدر جود و سخائے بے حساب
کامل اکمل و عالم باعمل　　عارف باللہ عرفان را آب
مولوی حاجی حکیم بے بدل　　شاعر و در ہر ہنر او انتخاب
آن رحیم الدین احمد شاہ دین　　ہادی گم گشتہ از راہ صواب
ترجمہ تکمیل ایمان را نمود　　وز حواشی داد آن را آب و تاب
منفذ العرفان نام نامیش　　زانکہ عرفان یافت زو ہر شیخ و شاب
داد از روے معلے داد تا　　عام خلق اللہ شود زان فیضیاب
ہر مسلمانے کہ خواندش یا شنید　　از عقائد فاسدہ کرد اجتناب
شیخ عبد الحق محدث دہلوی　　ساختہ شاہد ولیکن در حجاب
بر ہمہ از اہل ایمان اہل دین　　جلوہ گر آنرا نمود این جناب
بعد زان محمود مرزا خان نمود　　جلوہ اش را با ہزاران آب و تاب
طبع فرمود آن نگار دین را　　ز اہتمامش کرد حاصل صد ثواب
خادم الاسلام دہلی مطبعے　　کرد وا از روے این شاہد نقاب
سال طبع آن نظری زد رقم　　در عقیدہ ہمت زیبائی کتاب

١٣١١ ہجری

تاریخ طبعزاد جناب منشی محمد علی خان ۔ صاحب رئیس قصبہ بڑوت ضلع میرٹھ ۔ قطعہ

چھپا جبکہ تکمیل الایمان ہوا　　مجھے فکر تاریخ اے جان مسلم
کہا میرے دل نے محمد علی خان　　کہ ہے شرح تکمیل الایمان مسلم

١٣١١ھ

تاریخ از افکار ناقصہ حاصی مترجم عفی اللہ عنہ ۔ قطعہ

یوں تو مدت سے سنا کرتے تھے ہم بھی الطرب　　کل لگے اس پردۂ حائل میں نقش کالحجر
لیک چھاپے کی بدولت جب یہ شرح چھپ چکی　　آنکھ کے آیا نظر اس تل میں نقش کالحجر

سال اسکی طبع کے ہاتف سے جب پوچھے کہا	کرلے یہ باب عقائد دل مین نقش کالحجر ۱۳۱۱ ھجری

ایضاً ولہ

ہٰذہٖ العقائد الایمان	زبدۃ نور القلوب لاریب
سن حسن طبعہ طرب	قال قد یومنون بالغیب ۱۳۱۱ ہجری

عبارت۔ سراسر ہدایت جناب کرامت مآب قبلہ عقیدت مندان وکعبہ فدویت کیشان قدوہ اہل فضل وکمال وزبدہ کملائے ماضی وحال امام الفقہا مقتدا العلما فخر المحدثین نائب خیر المرسلین حضرت مولٰنا مولوی قاری حاجی محمد عبد الرحمٰن صاحب انصاری پانی پتی دام برکاتہم وکراماتہم واجلالہم وافضالہم نے بعد ملاحظہ واصلاح زیب رقم فرمائی ہو القلم معجز رقم

ترجمہ خوض کرکے دیکھا مخالف اہل سنت کے بالکل نہین پایا موافق کتب عقائد کے دیکھا خدائے تعالی خلق کو اس سے منتفع کرے آمین۔ اور حاشیہ پر کا بسبب ضعف بصر کے دیکھا نہین گیا نظر نے کام نہین دیا اور بعض جگہ حاشیہ پر تین نقطہ کردیئے ہین وہان نظر ثانی چاہیئے حرف پڑھے نہین گئے آٹھ دس جگہ کے نقطون کو دیکھ کر بناکر قابل پڑھنے وسمجھنے کے کردین فقط

عبد الرحمٰن عفی اللہ عنہ۔ ۱۹۔ شعبان ۱۳۰۸ھ ہجری دوشنبہ

1891

جہان جہان حضرت قبلہ وکعبہ نے نشان فرمایا ہے تو نظر ثانی ہوکر درست کردیئے گئے رحیم الدین احمد عفی عنہ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کتاب مستطاب منقذ العرفان ترجمہ تکمیل الایمان مؤلفہ افضل علمائے شریعت وطریقت اکمل کملائے حقیقت حکیم رحیم الدین احمد قادری دہلوی دامت برکاتہ مطبع خادم الاسلام دہلی مین طبع ہوکر مفیض خاص وعام ہوئی۔ فی الواقع متانت عبارت وصحت ترجمہ وتحقیق وتصحیح وتوثیق مذہب اہل سنت وجماعت حضرت مصنف کے کمال رفعت شان پر دال ہے۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

تاریخ نادری سوانح عمری حکما متقدمین و متاخرین
یونان و عرب و فارس و ہند و فرنگستان
کے واقعات عبرت انگیز و کلمات نصائح
آمیز ایسے دلچسپ و دلنشین ہین کہ اگر

اشتہار

مین نے اس کتاب کا حق کاپی رائٹ دوام کے لئے بنام مکرمی مشفقی منشی احمد مرزا خانصاحب مالک مطبع خادم الاسلام دہلی ہبہ کر دیا ہے لہذا ہر کہ و مہ کی خدمت مین التماس ہے۔ کہ وہ بدون اجازت منشی صاحب کے قصد طبع نکرین کیونکہ یہ کتاب داخل رجسٹر سرکار ہو چکی ہی۔ ہان جسقدر جلدین مطلوب ہون مطبع خادم الاسلام دہلی سے طلب فرمائین

العبد
رحیم الدین احمد قادری دہلی

مطالعہ فرمایان ان اوراق کی خدمات مین گذارش ہے کہ مطالعہ سے پہلے اس صحت نامہ کے مطابق کتاب کو صحیح فرمالین

صحت نامہ اغلاط متن نسخہ منفعۃ العرفان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱	کفیات	کیفیات	۲۶	۱۵	اختیاریۃ	اختیاریۃ	۵۹	۶	مدخالی	بدحالی
〃	۹	انہ سبحانہ	انہ عز شانہ	۲۷	۱۲	انطاری	اضطراری	۶۰	۵	ات	بات
〃	〃	جو للہ	حمد اللہ	〃	〃	اشکال	اشتکال	۶۱	۱۱	یہ تکلیف	بے تکلف
۴	۱۰	روح کی	روح کے سواے کی	〃	۱۷	مختار	مختار	〃	۱۳	قصوصیہ	خصوصیہ
۶	۳	ان	آن	۲۸	۱	جبرا	حیران	〃	۱۶	پیشوا ہین	پیشوا ہین
〃	۴	تشریح	تخریج	〃	۲	ولا	ولا	〃	〃	کتنی جگہہ ہوئی	کتنی ہی جگہہ ہین
〃	۱۱	بہی	ہی	〃	〃	گلام	کلام				نے اجتہاد مین خطا
〃	۱۶	ضمیر الانسان	ضمیر انسان	〃	۱۳	واللہ	واللہ				کی ہے اگرچہ
۷	۱	دفع	دافع	〃	۱۵	ماکان	ماکان				موصوف سے بہی
〃	۹	صیف الدین	سیف الدین	۳۴	۱۵	لحق	حق				ایک مسئلہ مین خطا
〃	۱۵	کلامیہ تدقیقات	کلامیہ و تدقیقات	۳۵	۳	پڑہہنی	پڑھتی				ہوئی گیا تہا جت
۸	۴	وہم خیال	وہم و خیال	〃	۱۶	چہا جاویگی اور	چہا جاویگی کہ				ہوئی
۱۰	۱۰	ذات کے	ذات ہین ان صفات				تشکیک تجمیعت	۴۳	۱۳	لانا	لایا
〃			کو جان جاوے				دلوں سے بالکل	۴۴	۶	لاہی	لانا ہی
〃			اور حقیقت صفات				اوٹھ جاویگی	۴۶	۲	سکرلی	سکرتی
〃			انسانی اللہ تعالی کی	۴۶	۱۰	ہوتی	ہوتی	〃	۵	رہسا	رہنا
〃	۱۲	حق کے	حق تعالی کے	۴۷	۵	عملوں	عملوں کا	〃	۷	امانت	امانت
۱۱	۳	بتحمل	بالتحمل	〃	۱۰	بلڑہی	پلڑی	۴۷	۶	تین	ہین
۵	۸	سمات	سمات	۴۸	۱	استاد	استاد ہو	۵۰	۱۲	نے	گے
۱۳	۳	تحلے	تجلی	〃	۴	لطبیق	تطبیق	۴۸	۲	خدال	جدال
〃	۴	اسبات	اسباب	〃	۵	تضع	تصنع	〃	۸	انما	انما سے
〃	۶	نہین	اس	〃	۸	سب	سبب	〃	۱۴	معجزے	معجزے سے
〃	۹	جابر	جائز	〃	۹	اظہا	اظہار	۷۵	۲	غرق عادت	خرق عادت
۱۴	۱۳	آئے	روسو	〃	۱۰	بہی	ہی	۷۷	۶	نمرود	نمرود
〃	〃	فوقیت	فوقیت	۴۰	۱۵	قصور	تصور	۷۸	۷	محجب کہ	محجوب کہ
۱۵	۵	قرآ مجید	قرآن مجید	۴۴	۹	الوارباب	اور ارباب	〃	۱۲	حی کے زبیر	حی کے زیر
〃	۶	این سیرین	ابن سیرین	۴۴	۷	چاہتا	چاہتا	〃	۱۵	محدثین نے	محدثین سے
〃	〃	تابغین	تابعین	〃	۱۷	کھڑا ہے	کھڑا	۷۹	۶	آلیسی	آپ سے
〃	۹	دیکہی اور	دیکہی مثال اوسکی	〃	〃	یعنی	یعنی	۸۰	۸	مختار بہی ہتی	مختار بہی ہے
			دیکہی ہے اور	〃	۱۹	اس	اس	۸۱	۹	صوفیہ صوفیہ	صوفیہ
۱۸	۱	قصا	قضا	۴۴	۱۰	حاصل	خاص	۸۵	۱۵	ہست	نیست
〃	۱۰	گناہ کا اون	گناہ گاروں	۴۷	۱۸	بات	بات	۸۷	۵	گواہ	گواہ ہے
۱۹	۸	بڑا	بُرا	۴۸	۱	توفش	نوفتش	۸۸	۱	خلجان	وخلجان
〃	۱۱	وہی پیدا ہوئی	وہین پیدا ہوئی	〃	۱۲	کرا وینگے	فرماوینگے	۸۹	۹	کنتم	کنتم
۲۰	۷	اوسی سے	اوس سے	۵۰	۴	ذکرہ	ذکرہ	۹۰	۱۳	الا ثم	لا اثم
〃	۹	ذم	ذم	۵۳	۳	وخلقتکو	وخلقتکم	۹۱	۷	تک	تک اوس کی
〃	۱۰	ناقص جہل کامل	ناقص جہل کامل	۵۳	۶	ــ	ــ	〃	۸	القول	بالقتول
〃	〃	علم ولیہ	علم وجہل	〃	۸	تصدلی ہے	تصدیق ہے	〃	۱۳	بمکین	تمکین
۲۱	۳	مخلوقات	کل مخلوقات	〃	۱۵	ــ	ــ	۹۲	۲	وکانوا	وکانوا سے
〃	۹	مقرب	مقرب	〃	۱۷	ویت ہوئی	دوست ہوئی	〃	۸	اگر تم	اگر تم سے
〃	۱۱	ومیکائیل	ومیکائیل	〃	〃	دوسری	دوسری	〃	〃	خیر القرون	خیر القرون کے
〃	۱۲	واسماعیل	واسرافیل	〃	۱۸	تصدیق	تصدیق	۹۳	۱۵	مثل	مثل سے
〃	۱۵	وعزائیل	وعزرائیل	۵۴	۱	اکا	کا	۹۵	۱	وفضلہم	وفضلہم
۲۲	۴	احرام	احرام	۵۶	۴	بنانی ہین	بتاتی ہین	۹۷	۲	زبیرہی	زیرہی
۲۴	۱	ــــ	والفوز العظیم	〃	۸	عافیت	عاقبت	۱۰۱	۱	صرت	حدیث
۲۶	۱۴	بہ	یہ	۵۷	۱۰	ایمان ہین	ایمان	〃	۴	والعبادۃ	والعبادۃ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
101	7	اوندرو	اور
103	16	بن حریمہ	بن خزیمہ
105	13	اجماع ہے	اجماع سے
108	12	بن خرمیہ	بن خزیمہ
109	1	ابن الصلاح	ابن الصلاح
〃	5	بعضے اہلسنت عثمان	بعضے اہلسنت علی
〃	〃	تقدیم کی علی	تقدیم کی عثمان
〃	9	بن زبیہ	بن خزیمہ
112	8	اور کہتا ہے کہ علی	اور علی
〃	14	عقیدے کے	بحث الاسلام کے عقیدے کے
117	1	عارص	عارض
118	13	ثم اهل آخر	ثم رجال آخر
119	11	بنے کہ	لیے کہا کہ
120	3	لونی	لوہۃ
〃	5	تواشر	تواتر
〃	7	متنقفر	متنفر
〃	12	متنقر	متنفر
〃	13	طاہر	ظاہر
122	13	ملاکر	ملاکر
〃	16	والزسر	والزبیر
131	3	تضیر	تصیر
134	9	فمن ۲ جتھم	فمن احتجهم
〃	〃	فجی اجتھم	فجی احتجهم
〃	9	فیوشکر ات	فیوشک ات
〃	〃	یاحد ہ	یاخذہ
135	9	وعالہم	واعدلهم
141	13	دلالت	ولایت
143	2	داخلع	واخلع
143	13	لسعد	سعد
148	1	بدلی	بدلی
〃	9	والمتع	والمنع
〃	13	جاہیے	بچاہیے
149	2	علی الخفین	علی الخفین
〃	5	الخشنین	
〃	6	رکہنی	رکھتی
151	6	ظاہر ہی	ظاہر ہے
〃	10	من اللہ	من روح اللہ
〃	13	والا من	والا من
154	2	ہی یہ ہمہ	بحالہ
〃	8	حاہل	حامل
〃	13	اسکو	اسکو
156	17	حق کے	رب کے
158	22	فضل	افضل
161	1	ہی طرح کے	ہر طرح کی
〃	7	ی	ہو وی
〃	23	بے مثل	بے مثال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
162	12	بنود	بنوده
〃	16	بہمت	ہمت

صحت نامہ اغلاط حاشیہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
2	3	—	اذ یبایعونک تحت الشجرۃ
〃	〃	ورعشرہ	مبشرہ
〃	1	جسکی	خشکی
〃	〃	اونچی	انکی
〃	3	ہوتی	ہوتی ہیں
〃	〃	وسیلہ	وسیلۂ
〃	4	بتدیر	تبذیر
〃	5	تقفیر	وتقتیر
〃	7	موتع	موقع ہے
〃	〃	ہو	ہوتے ہیں اور
〃	〃	نامردی	جُبن و نامردی
〃	10	مرتبہ	مرتبے
〃	12	برحسم	برجسم
〃	13	فاد	فاسد
4	7	پرہیزگاروں	پرہیزگاری
5	4	اُس	اِس
〃	6	کرے	کریں
〃	7	وہ تقفی	و تحفہ حبیب
〃	7	ہو گئی	ہو گی
〃	〃	چھی ڈالی	نکال ڈالی
〃	8	تمک دشتی	کہ تمام ہستی
〃	11	مرکیا ہو	مرکب ہو
6	3	یا بربادشاہ	یا ہر بادشاہ
5	5	کرنے کی تعداد	کرنے کی تعداد و سند کی تعداد
〃	〃	حرف	صرف
〃	10	—	عینیت
〃	17	مکن سُوحساب	ممکن حساب
7	1	اوسکا	وہ
〃	5	اس کلام	اہل کلام
〃	6	نی	لی
〃	7	ذوود لاومتردد	ذو ولا اور متردد
8	9	وہم خیال	وہم و خیال
10	6	صونت	صوت
〃	7	بھی	ہی
〃	9	بسکوت	لسکوت
〃	13	بھی	ہی
〃	13	بغیر اسکے کرنے	تعبیر اسکی کرتے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
10	15	بہی	ہی
〃	〃	دہنی	ذہنی
〃	16	لی حجرہ	کی حجیرہ
〃	〃	چلنی آواز	چلنے کی آواز
11	2	ور	اور
〃	4	لمبا ہی	لمبائی
〃	7	خلقیین	صفتین
〃	15	ہم	ہر
12	1	برا	بڑا
〃	6	معت	معیت
〃	7	یعنی نہ رد حکو بدن سے ہی یعنی نہ روح بدن مین ملکی ہے۔	یعنی نہ روح بدن مین ملکی ہے۔
13	1	عقلیہ نفی اور شرح کی اس حدیث۔	عقائد نسفی اور اوسکی شرح مین ہے کہ اس حدیث۔
〃	9	نہ جنت مین	نہ جہت مین۔
〃	10	الا	لا
〃	〃	اور	او
〃	12	نظر کا اوسپر	نظر کا خطا اُسپر
〃	20	اسقدل	اسقدر
〃	29	لایدیلہ الابصار	لا یدرکہ الابصار
〃	36	بہی	ہی
〃	41	بروایت	بروایت
14	4	گھری	کھڑی
16	44	استدار	استقرار
〃	41	یہ	بہ
17	1	ف	بقیہ صفحہ 16
		——	سورہ اعراف مین ہے فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسی صعقا
〃	3	تاکیا بہ	تاکید
〃	8	وس آیت	اس آیت
〃	10	ہوگئے	ہوتے
〃	3	بلندی	بلند ہے
18	10	آجاوے	آجاوی گی۔
〃	11	چاہتا ہے	جاتا ہے۔
〃	〃	ے	وہ
19	1	اور سب	وہ سب
〃	2	موافق احکام	موافق حکم دیتے ہیں اور احکام۔
20	2	یعنی	معنی
〃	3	ذم نقطہ دار	ذم ذال نقطہ دار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰	۳	ببیان	بہیان	"	"	الر	اگر	۳۹	۱۵	چنان	چہنا
"	۶	اون	اوس	"	۱۲	بہ	یہ	"	۱۶	جنبر	چنبر
"	۷	صفت نبی مین	صفت مین	"	"	علیہ السلام	علیہ وسلم	۴۱	۷	سے	ہے
"	۱۰	سحر	تمیر	۴۳	۴	مصقفة	مصفقة	"	۱۷	پرہیر	پرہیز
"	۱۱	حلقی	بیتلقی	"	"	لبینی	لنبنین	۴۲	۵	خوض سیرة	خوش سیرة
۲۱	۱	ہوالقاہیر	ہوالقاہر	"	۵	لسلغوا	لتبلغوا			شہہد وتزدوا یا سواہر	شہدکو تڑدوا یا ہوکو
"	۲	بدلہ یہ	بدیہ	"	۶	لو	تو				
"	۳	فرشتہ	فرشتے	"	۸	حد ماہ	چھہ ماہ	"	۶	یطار	یظار
"	۸	مین دیکھا	مین نہین دیکھا	"	"	قریش ہے	تیس ہے	"	۷	مربع ہین	مربع ہی
۲۳	۱۱	دیکھی	اونکی	"	۹	بڑہاپے سن تک	بڑہاپے کے سن تک	"	۱۰	یطمثو	تطمثو
"	۱۲	بعد ہی	بعدی	"	۱۰	چلا	چلا	"	۱۹	گیا	تک
۲۴	۴	اونکی	آپ کی	"	"	سربانی	قربانی	۴۳	۳	سفقورة	مفقوعة
"	"	مین	نہین سے	"	۱۱	دوح نبیح	دوحہ تسبیح	"	۱۱	لایبمعون	لایسمعون
"	"	ہمتن	ہمتن کتم	۴۴	۴۴	اصاد	اجساد	"	۱۳	درختون کے	دورخیون کے
"	۷	بعضی	یعنی	"	۳۳	عادہ	اعادہ	"	"	بالغ	بانغ
"	۸	اسباب	اسبات	۳۵	۱	دبرادیگا	دوہرادیگا	"	۱۳	بالع	بانع
"	۱۰	آیہ	یہ آیہ	"	۳	آسان	آسمان ہے	۴۳	۶	مین ہی ہی	مین ہی دی ہی
۲۶	۲	سورہ مین	سورہ انعام مین	"	۳	دہر	زہر	"	"	سو	نہین ہو
"	۳	نہین ہے	نہین ہین	"	۷	بیت	ابہت	"	۷	روکے	روئے
"	۳	بشرح	یشرح	"	۷	منفق علیہ	متفق علیہ	۴۵	۴۶	مقصود وجود	مقصود
"	۵	یزد	یرد	"	۸	اولون	دو لون	۴۶	۱۱	لیسنی	یعنی
"	۱۷	سورہ مین	سورہ مین	"	۹	کیا	کہا	۴۷	۳۴	سورہ آخر	سورہ زمر
۲۷	۹	اولٹی تقدیر	اولٹی معنے تقدیر کے	۳۶	۲	سورہ زہرا	سورہ زمر	۵۱	۱	تام طلة	دائم طلة
"	۱۸	خیانت	خیانت	"	۳	نفحة	نفقة	"	۲	سلم	سکر
۲۹	۱	عمل کر	عمل کرو	"	۹	زبیر	زبیر	"	۵	وبان	وہان
"	"	اِس	اوسی	۳۸	۱	بطاز	بطاقة	"	۷	عتہا	عجبا
"	۵	نخبت	جنت	"	"	چہٹی	چھپی	"	۴۳	علوا	علوا فی الارض
"	۷	فللیسرے	للیسری	"	"	پہہٹی	پہچی	"	۳۵	بیہ کہ	یہ گہبر
۳۰	۴	سورہ جعہ	سورہ جمعہ	"	۳	جلا	رجلا	"	۳۹	بکرا وراعد	تکبیر تھا زمین مین
"	۱۳	وضریح	وہ صریح	"	۴	کل	کل	۵۲	۵	جناب مولوی	جناب مولوی عبد العزیز
"	۳۵	ہونگی	ہوتیکی	"	"	بارت	یا رت			عبد الرحمن	صاحب مدظلہ العالی
۳۱	۷	ہایت	نہایت	"	۷	ودثقلت	وثقلت	"	۱۱	نطرد	نظرد
"	۱۰	ستتنر ہوا	استتر ہوا	"	۸	لمبائی مین	کو لمبائی مین پریکہ	۵۳	۱	سہ	سلہ
"	"	عایمة	عائتہ	"	۱۲	کنی	گیئی	"	۲۹	مینزلہ	معتزلہ
"	۱۵	کرہون	گڑہون	"	۱۳	جہٹی	چھپی	۵۴	۲۱	غیرد سے	غیرد سے
"	۱۸	پنیر	حدیث	"	۱۵	ہوگا	ہو	۵۵	۲۱	گیت	گئے
"	۳۵	سہرون کو	شہرون کو	"	۱۴	چہپی تھے	چہپی تھے	"	۴۴	مین	مین ہے
۳۲	۳	اور باطن کا ہر	اور جو باطن مین کافر	"	۱۷	چہٹی	چھپی	۵۶	۱	فاخر جفا مین	فاخر جفا مین کی اور جر کرنا
"	۶	خبت	جنت	"	۱۸	چہٹی	چھپی	"	۳۴	سکے اور پانچون	[illegible] پانچوان
۳۳	۱	نطفہ	بطنہ	"	۲۳	[illegible]	ترازو مین	"	۴۴	تفضح	تفضح
"	۳	والفریق	والغریق	۳۹	۱	بقاء	یلقاء	"	"	سب	شعبہ
"	۷	اعتب	راعب	"	۲	یجایب	یجاسب	"	۱۹	ہجا	دورہ
"	۱۰	ینبنا	تنبنا	"	"	بامہ	نامہ	۵۷	۱	اوس کی	اوکی
"	"	جاتی	جاتی ہین	"	۸	کیا کرباح	کیا کہ بیاح	"	۱۰	جہاکر	چہپاکر
"	۱۱	دسنے	بلدستی	"	۹	نباح	بیاح	"	۱۳	اہون	ہنون
				"	۱۱	بجہاد	اجتہاد				
				"	"	کوشش	کوشش				

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۷	۱۵	سی	شین
//	۱۸	ٹبری	ٹبری
۵۸	۹	سی	ہی
۵۹	۲	زیر	زبر
//	//	کرتے	کرینگے
۶۰	۳	عزت	عبرت
//	۶	وفی	وفی
//	۷	یہ	یہ
//	۱۵	اُس	اِس
//	۲۰	ان	ہے
//	۲۱	ہی	منتقم دی
//	۳۲	اُمت	اُمت کا
//	۲۷	جیسا وہ کفر و تمرد میں	جیسا وہ کفر و تمرد میں
۶۱	۳	میں حضرت	سفر
//	۴	سخت	سخت عذاب
//	۶	دنیا ہی	دنیا ہی
۶۲	۷	تعالی	اتعالی
//	۱۲	سے	ہے
//	//	زیر	زبر
//	۱۲	ساع	سماع
۶۳	۵	سواے	شعراء
//	۱۳	اضافت کے پہلے	یہ اضافت
//	۳۳	تخمیسی	تخصیصی
//	۳۵	کشف التقات	کشف اللغات
//	۳۴	حس	حسن
//	۳۶	الٰہ	اللہ
۶۴	۲	بعذر رمز کے	رمز کے ساتھ بات کرنے
//	//		[illegible]
//	۳	کرے	کرتا
//	۴	چھتی	چھپی
//	۹	الی	آلی
۶۵	۳۰	کستنر	کستنر
//	۱۱	قلب	قطبہ
۶۶	۱	ـہ	ـہ ۵
//	//	ـہ	ـہ ۶
//	۲	دوزخم	ذوزخم
//	۴	اَست	اُست
۶۷	۳	ہوتی	سوتی
//	۶	ان	الف
//	۹	بیان	بیان
//	۱۰	الی وز	بعید
//	۱۳	ظاہر ہے	[illegible]
//	۲۵	مشہ وک	متروک
//	۳۰	سے	سے
//	۳۲	ہی	ہیں
۶۸	۲	ردوت	زادوت
//	۶	قد الکم	قد الکم
//	۵	رنگ	رنگ
//	۱۱	شرح	یشرح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۹	۱۰	محزاوہ	مخزاوہ
//	۱۱	یعض	بعض
//	۱۷	گناہکا	گناہگار
۷۳	۵	صحف	تصحیف
۷۴	۱۰	اتکی	اسکی
//	۱۱	جیلمہ	اسیلمہ
//	۳۰	فرق عادت	خرق عادت
//	۳۴	سکت	شکست
۷۵	۶	پٹی	آپکی
//	۸	کاسبایہ	سکا کیا تھا وہ
۷۶	۹	یعنی بیبیر	بعضو بیبیر
۷۷	۳۵	یا بینی	یا بیتی
۷۸	۱	اور تفسیر کے	اور تیسیر کے
//	۳	پیدا ہو	پیدا ہوا
//	۶	سمی	تھی
//	۸	آتینا	آتیناہ
//	۹	جوان ہی یعنی	جوان یعنی
//	۳۰	رجبت	رحمت کے
۷۹	۲	تعلقی	تقلبی
//	۵	صوفیون	صدفیون
//	۷	پچیز	خبر
//	۱۱	فزاد اسہا	فزاد ابہا
//	۲۸	اوضعیہ	اوضعیہ
//	۳۳	ہیں	ہیں
//	//	العام	الہام
//	۴۰	تیرے ای	تیری رب نے
//	۴۱	کبھی	کبھی کی طرف
//	۲	ہیں	ہی
//	۸	کرنیکے جاتے	کی جاوے
۸۱	۲	سن	من
//	۷	ربھے	رہے
//	۳	سن	من
//	۷	رہے	رہے
//	۱۲	کہ رسول اللہ	کہ یارسول اللہ
//	۱۳	اوظلموا	اذ ظلموا
//	//	فاستغفر	فاستغفرو اللہ
//	۱۳	پوجہ	توجہ
//	۱۵	آپ	آب
//	۲۶	پچیر	تحیر
//	۳۳	زیر پر	زبر
//	۴۰	اسلی جوان کو	اس لئے انکو
//	۴۱	الواح	انواع
۸۳	۱۰	نکرو	نکرا
//	۱	سلطہ	معائنہ
//	۲	نہ بنا سکتے	نہ بنا سکے
//	۱۳	بلا نزہنا تھا	بلا و بتایا تھا
۸۶	۱	سورہ خفاف	سورہ الحقاف
//	۳۰	ردلیعہ	زدلیعہ
۸۸	۴	کی گئی	لی گئی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۸	۱۳	تیزی	طرب
۸۹	۱	زیر	زبر
//	۱۹	مین	ہیں
۹۰	۱	سورہ جدید	سورہ حدید
۹۱	۲	لمیاب	کمیاب
۹۲	۳۳	نبی اللہ ہے	ہی اللہ ہی
//	۵	ولا یضعہ	ولا لصفہ
//	۳۴	نہ جیا	نہ جیرا
//	۶	اخذ	احد
//	۷	یہ حدیث	یہ حدیث
//	۹	ہے	یہ ہے
۹۳	۳	افسہ	بافسہ
//	۷	تاکیدگی کے	تاکید کے
۹۴	۳	میم کے زیر	میم کے زبر
//	۴	میم کے زبر	میم کے زیر
//	۷	فی الغار	فی الغار کی کی
//	۱۲	وجہنا	وجیرنا
//	۳۳	واحبنا	واحبنا
//	۲۰	اور ہے	اور
//	۲۷	لسان	لسان
۹۵	۲	تفل	لعل
//	۱۴	معلی	فعلی
//	//	علی اللہ عنہ	علی رضی اللہ عنہ
//	۳۱	زیر	زبر
۹۶	۱۳	ستعقد	منعقد
۹۸	۱۴	شیبہ	سبقیہ
۹۹	۶	حیلی	حبن
//	۷	زیر	زبر
//	//	اجز	عاجز
۱۰۰	۱۳	کرتی ہتی	کرتی ہیں
//	۳۴	کس نے	کس سے
//	۳۶	ہر کر	گواہ
۱۰۱	۱۴	تو بہ	نوبہ
//	۹	الف کی زیر سے	اتفاق الف کے
//			زبر سے
//	۲۰	علی الفا	علی الفساد
۱۰۲	۱۴	زیر	زبر
//	۵	نقضے	فتنہ
۱۰۳	۱۴	میم کے زبر	میم کے زیر
۱۰۴	۱	زیر	زبر
۱۰۶	۳	بین	مین
۱۰۷	۳	زیر سے	زبر سے
۱۰۸	۳	نقر	تقریر
//	۴	خلفا کی افضلیت	خلفا کی حقیت اور دوسری کی افضلیت
//	۶	کی نہیں	کی مینا

صفحہ	سطر
۱۰۸	۷
//	۱۵
۱۱۱	۱۱
۱۱۲	۲
//	۳
//	۱۰
//	۱۱
//	۱۲
۱۱۳	۲
//	۸
//	۹
//	۱۶
//	۱۹
۱۱۴	۱۷
//	۲۷
۱۱۵	۱۲
۱۱۶	۱۲
//	۳۶
۱۱۹	۱
۱۲۰	۱۲
۱۲۳	۶
//	۱۹
//	۳۹
//	۴۵
۱۲۴	۱
۱۲۵	۹
۱۲۶	۲
//	۱۲

صحت نامہ اغلاط حاشیہ منقذ العرفان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۸	۷	ہوتی	ہوتی	۱۲۹	۲	لصبغۃ	بصبغۃ	۱۵۳	۹	بجنبہم	بجنبہم
//	۱۵	میں نقل	نقل	//	۳	بیرسے	بیر بینی	//	۱۳	جہت	جہت
۱۱۱	۱۱	فے کے زیر	فے کے زبر	//	۴	تو	یو ذینی	۱۵۴	۲	معین	معین
۱۱۲	۲	سوائو	سوا کو	۱۳۰	۷	تا بعد	بعد	//	۱۱	ولاعرض	ولاعرض
//	//	سوائو	سوا کو	//	۴۲	دین ہے	دلیل ہے	//	۱۲	حسنۃ	حسنۃ
//	۳	الاباذنہ	الا باذنہ	۱۳۱	۸	اسعد الدین	سعد الدین	//	۱۵	مثنی	مثنی
//	۱۰	کہ	کو	//	۹	مبتۃ	میتۃ	۱۵۵	۲	مقام معلوم	مقام معلوم
//	۱۱	یاخی	باطنی	۱۳۲	۴۲	دے	ایذا دے	//	۵	رسولہ	رسلہ
//	۱۲	کتابوں	گناہوں	۱۳۶	۷	میں	ہیں	//	۱۰	والمعصیۃ	والمعصیۃ
۱۱۳	۲	جیم کے زیر	جیم کے زبر	//	//	وعایت	رعایت	//	۱۸	ویزیدہ	ویزیدہ
//	۸	ازین	زرین	//	۱۱	اعفاری	غفاری	۱۵۶	۱	وسوا	وسوال
//	۹	فامن	فاین	۱۳۷	۹	صاحب	صامت	۱۵۷	۱۲	لایخلدون	لایخلدون
				//	۲۳	انلی	انخی	//	۱۷	منذرین	منذرین
//	۱۴	ارفیقی	رفیقی	۱۳۸	۲	لاخیہ	لاخیہ	//	۲۰	من امود	من امور
//	۱۹	رفیق	رفیق جنت میں	//	//	پہر ہے	پہرے	۱۵۸	۶	اخرہم	اخرہم
۱۱۴	۱۷	لاتی	لائی	//	۵	بالصوق	بالفوق	//	۹	عدہم	عددہم
//	۲۴	بے سنتا ہے	سے سنتا ہے	۱۴۱	۱۰	افترفت	افترقت	//	//	کلہم	کلہم
۱۱۵	۱۷	نہیں تہی	نہیں کرتی تہی	//	۲۷	اعصا	عصا	//	۱۱	غیر	غیر
۱۱۷	۱۲	اہتدیہم	اہتدیتم	۱۴۲	۳	آدمی	آدمی کے	۱۵۹	۵	افضلہم	فضلہم
//	۲۶	کہی باتیں	کہی ہیں	//	۶	اورما ونکا	اور جو کافرے ہوتی ہیں ونکا	//	۱۳	والحسن	والحسن
۱۱۹	۱	بشافہ	مشافہ					//	۱۴	والحسین	والحسین
۱۲۰	۱۲	الممکن	الم تمکن	۱۴۶	۳۱	الحار	النجار	//	//	سیدی	سیدی
۱۲۳	۴	لے	لئے	۱۴۷	۴	لے	لئے	//	۱۶	والخلاقۃ	والخلاقۃ
//	۱۹	زوجیک	زوجتک	//	۵	یریدہ	یزید	۱۶۰	۱۴	الحاد	الحاد
//	۳۹	بنی	ہی	//	۶	وہ گرہے	وہ مکروہ ہے	//	۱۷	قاضی	قاضی
//	۴۵	امت	رایت	۱۴۹	۵	من اعلاؤ	من اعلاہ	//	۱۸	خلف بر	خلف کل بر
۱۲۴	۱	میں	میں تہا	//	۷	علے	سبح علی	۱۶۱	۲	کفہ	کفوہ
۱۲۵	۹	باشتم	باشتم	۱۵۰	۱۸	نصدیق	تصدیق	//	۵	نصدیق	تصدیق
۱۲۶	۲	دولڑے	لی	//	۲۳	وآلہ	وآلہ	//	۸	کفہ	کفوہ
//	//	بے	دوسرے بیٹے	۱۵۱	۱۰	ہے اہل	ہی کر اہل				
//	۱۲	حصہ	حفصہ	//	۲۵	خیال میں	خیالی میں				

تمام شد